انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تحفۂ قادیانیت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

فہرست

ہونے کا موقع میسر آیا۔ بہرحال اب اسے زیر نظر مرتب کر کے ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ
[illegible]

۱۵ راکتوبر ۱۹۷۹ء کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے نوبل انعام کا اعلان ہوا، اور ۱۰ دسمبر ۱۹۷۹ء کو یہ انعام دے دیا گیا۔

یہ انعام کیا ہے؟ اور قادیانی اس سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ان امور پر غور وفکر کی ضرورت تھی، مگر ان امور پر پردہ ڈالنے کے لئے قادیانی یہودی لابی نے اس کا بے پناہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ کسی کو اس پر غور وفکر کا موقع ہی نہ ملا، یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ نوبل انعام کا حصول گویا ایک مافوق الفطرت معجزہ ہے، جو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے ذریعے ظہور پذیر ہوا ہے۔ اس کو مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کی دلیل بنانے کی بھی کوشش کی گئی، بہت سے مسلمان جن کو نہیں معلوم کہ نوبل انعام کیا چیز ہے؟ اور جو نہیں جانتے تھے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کون ہے؟ اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ نوبل انعام کی حقیقت واضح کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور اس کی قادیانی یہودی لابی اس نوبل انعام سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور آئندہ اسلامی ممالک پر اس کے اثرات کیا ہوں گے؟

نوبل انعام کیا چیز ہے؟

محمد مجیب صفدر قادیانی نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر ایک کتابچہ ''پہلا احمدی مسلمان سائنس دان عبدالسلام'' کے نام سے بچوں کے لئے لکھا ہے، جس میں وہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے حوالے سے لکھتا ہے:

''بچو! نوبل انعام ایک سویڈش سائنس دان مسٹر الفریڈ برنارڈ نوبل کی یاد میں دیا جاتا ہے۔ نوبل ۲۱ را [illegible]

۱۸۳۳ء میں اسٹاک ہوم کے مقام پر جو کہ سویڈن کا دارالحکومت ہے، پیدا ہوا، اور ۱۰ دسمبر ۱۸۹۶ء کو اٹلی میں فوت ہوئے۔ نوبل ایک بہت بڑا کیمیادان اور انجینئر تھا، اس کی وصیت کے مطابق ایک فاؤنڈیشن بنائی گئی، جس کا نام نوبل فاؤنڈیشن رکھا گیا۔ یہ فاؤنڈیشن ہر سال ۵ انعامات دیتی ہے، ان انعامات کی تقسیم کا آغاز دسمبر ۱۹۰۱ء میں ہوا جو کہ الفریڈ نوبل کی پانچویں برسی تھی۔

نوبل انعام فزکس، فزیالوجی، کیمسٹری یا میڈیسن، ادب اور امن کے شعبوں اور میدانوں میں نمایاں اور امتیازی کارنامے سرانجام دینے والے کو دیا جاتا ہے، ہر انعام ایک طلائی تمغہ اور سرٹیفکیٹ اور رقم بطور انعام جو کہ تقریباً ۸۰ ہزار پونڈ پر مشتمل ہوتی ہے، دی جاتی ہے۔ نوبل انعام حاصل کرنے والے امیدواروں کے نام مختلف ایجنسیوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں اور وہ انعام کے صحیح حق دار کا فیصلہ کرتی ہیں، مثلاً فزکس اور کیمسٹری رائل اکیڈمی آف سائنس اسٹاک ہوم کے سپرد ہوتی ہے۔ فزیالوجی یا میڈیسن کیرولین میڈیکل انسٹیٹیوٹ اسٹاک ہوم کے سپرد ہوتی ہے۔ ادب کا مضمون سویڈش اکیڈمی آف فرانس اور اسپین کے سپرد اور امن کا انعام ایک کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے جس کے پانچ ممبر ہوتے ہیں جو کہ ناروے کی پارلیمنٹ چنتی ہے۔" (کتاب مذکورہ ص:۱۰۳۵)

نوبل انعام کے بارے میں مزید معلومات یہ بھی ذہن میں رکھی جائیں:

۱:... الفریڈ برنارڈ نوبل ڈائنامائٹ کا موجد اور ساخت تھا، جنگی آلات، بارود اور بارودی وغیرہ پر تحقیقات کرتا رہا، بالآخر اس نے جنگی آلات تیار کرنے والی دنیا کی سب سے نامور کمپنی "بوفورز کمپنی" خریدلی۔

۲:... ڈائنامائٹ کے تجربات کرتے اس کے بھائی کی اور تین اور اشخاص کی

۱۹۷۹ء میں ہندی نژاد عیسائی قومیت کی حامل ایک معمر راہبہ خاتون "ٹریسا" کو امن کے "نوبل انعام" سے نوازا گیا۔ اور ۱۹۷۸ء میں مصر کے سابق صدر انور السادات اور اسرائیل کے اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر بیگن کو "امن کا نوبل انعام" عطا کیا گیا۔ مگر اس خوشی میں کہ موخرالذکر نے اول الذکر سے "اسرائیل" کو باقاعدہ تسلیم کرالیا تھا۔

مندرجہ بالا اشارات سے درج ذیل امور معلوم ہوئے:

اول:... یہ کہ انعامات اس شخص (مسٹر نوبل) کی یاد میں دیئے جاتے ہیں جس نے دنیا کو مہلک تخریبوں کا سبق پڑھایا، اور جو امریکا، روس، فرانس اور برطانیہ وغیرہ کی اسلحہ ساز فیکٹریوں کا باوا آدم سمجھا جاتا ہے۔

دوم:... یہ انعامات جس رقم سے دیئے جاتے ہیں، وہ خالص سودی رقم ہے، جس کے لینے دینے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون قرار دیا ہے:

"عن جابر قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا ومؤكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔" (صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۷)

ترجمہ:... "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر، اس کے دینے والے پر، اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہوں پر اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔"

اور جس کو قرآن کریم نے خدا اور رسول کے خلاف اعلانِ جنگ قرار دیا ہے:

"فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"

سوم:... یہ انعام نہ کوئی خرقِ عادت معجزہ ہے اور نہ انسانی تاریخ کا کوئی غیرمعمولی واقعہ ہے، مختلف ممالک میں سرکاری اور نجی طور پر مختلف قسم کے انعامات ہر سال تقسیم کئے جاتے ہیں، اسی قسم کا ایک انعام یہ "نوبل انعام" بھی ہے۔ چنانچہ یہ "نوبل انعام" ہر سال کچھ لوگوں کو ملتا ہے، ہندوستان اور بنگال کے ہندوؤں کو بھی مل چکا ہے۔

اسرائیل کے یہودی کو بھی دیا جا چکا ہے، اور نصرانی مبلغہ ''ٹریسا'' بھی اس شرف سے (اور اس کو ''شرف'' کہنا صحیح ہے؟) مشرف ہو چکی ہے۔

الغرض یہ نوبل انعام جو تقریباً ایک صدی سے مروج ہے سینکڑوں اشخاص کو مل چکا ہے، لیکن یہ نہیں سننے میں آیا ہے کہ سینکڑوں یہودی، نصرانی اور دہریے یہ کہہ کر دنیا میں پھیل پڑے ہوں کہ ہمیں نوبل انعام کا ملنا ہمارے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے، یہ ہمارے مذہب کے برحق ہونے کا معجزہ ہے، جبکہ ہمارا دین اور ہمارا نظریہ حیات سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو جو انعام دیا گیا تھا وہ ایک مشترک انعام تھا، جو طبیعات کے شعبے میں ۱۹۷۹ء میں تین اشخاص کو دیا گیا، جن میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی بھی تھا۔ اس سے بڑا کارنامہ تو اس ہندو کا تھا، جس نے ۱۹۳۰ء میں طبیعات کا انعام تن تنہا حاصل کیا۔ اگر ایک قادیانی کو طبیعات کا مشترک انعام ملنا، اس کے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے تو اس سے نصف صدی قبل ایک ہندو کو تن تنہا یہی انعام ملنا بدرجۂ اولیٰ ہندو مذہب کی حقانیت کی دلیل ہونی چاہئے۔ اس لئے اس امر کو غیرمعمولی اور خرقِ عادت واقعے کی حیثیت سے پیش کرنا قادیانی مراق کی شعبدہ کاری ہے۔

چہارم:۔ ان انعامات کی تقسیم میں تقسیم کنندگان کی کچھ سیاسی و مذہبی مصلحتیں کارفرما ہوتی ہیں، اور جن افراد کو ان انعامات کے لئے منتخب کیا جاتا ہے، ان کے انتخاب میں بھی یہی مصلحتیں جھلکتی ہیں۔

چنانچہ ان سینکڑوں افراد کے ناموں کی فہرست پر سرسری نظر ڈالئے، جن کو نوبل انعام سے نوازا گیا، ان میں آپ کو الا ماشاء اللہ سب کے سب یہودی، عیسائی اور دہریے نظر آئیں گے۔ سویڈن کے منصفوں کی نگاہ میں پوری صدی میں ایک مسلمان بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جو طب، ادب، طبیعات وغیرہ کے کسی شعبے میں کوئی اہم کارنامہ انجام دے سکا ہو، ہر شخص منصفانِ سویڈن کی نگاہِ انتخاب کی داد دے گا، جب وہ یہ دیکھے گا کہ رابندر ناتھ ٹیگور ہندو کو بنگالی زبان کی شاعری پر نوبل انعام کا مستحق سمجھا گیا۔ جاپانی ادیب کو جاپانی زبان میں ادبی کارنامے پر نوبل انعام کا استحقاق بخشا گیا۔ جنوبی امریکہ کی ریاستوں کے متعدد

کے اپنی زبانوں میں ادبی کارناموں کو مستند سمجھتے ہوئے لائق انعام سمجھا گیا۔ لیکن برِ کوچک پاک و ہند کے کسی ادیب، کسی شاعر اور کسی صاحبِ فن کی طرف منصفانِ سویڈن کی نظریں نہیں اُٹھ سکیں ـــــ کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ مسلمان تھے۔ مثال کے طور پر ہمارے علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کو لیجئے! پوری دُنیا میں ان کے ادب و زبان کا غلغلہ بلند ہے، انگلستان کے نامور پروفیسروں نے ان کے ادبی شہ پاروں کو انگریزی میں منتقل کیا ہے، اور دانایانِ مغرب، علامہ کے افکار پر سر دھنتے ہیں، لیکن وہ نوبل انعام کے مستحق نہیں گردانے گئے ہیں، ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ مسلمان تھے۔ حکیم اجمل خان مرحوم نے شعبۂ طب میں کیسا نام پیدا کیا، ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی وغیرہ نے سائنسی ریسرچ میں کیا کیا کارنامے انجام دیئے، لیکن نوبل انعام کے مستحق نہ ٹھہرے۔ یہ تو چند مثالیں محض برائے تذکرہ زبانِ قلم پر آگئیں، ورنہ ایک صدی کے پوری دُنیائے اسلام کے نابغہ افراد کی فہرست کون مرتب کرسکتا ہے؟ لیکن کسی کو نوبل انعام کے لائق نہیں سمجھا گیا، اور ڈاکٹر عبدالسلام میں کوئی خوبی تھی یا نہیں تھی، مگر اس کی یہی ایک خوبی تھی کہ وہ قادیانی تھا، اسلام اور مسلمانوں کا یہودیوں سے بھی بڑھ کر دُشمن تھا، بس اس کی یہی خوبی منصفانِ سویڈن کو پسند آگئی اور نوبل انعام اس کے قدموں میں نچھاور کردیا گیا۔

اگر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایسا ہی لائق سائنس دان تھا تو جس دن ہندوستان نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکا کیا تھا، ڈاکٹر عبدالسلام کو اس سے اگلے ہی دن پاکستان میں جوابی ایٹمی دھماکا کردینا چاہئے تھا، یہ اس وقت صدرِ پاکستان کا ایٹمی مشیر تھا، اور ایسا ایٹمی دھماکا اس کے فرائضِ منصبی میں داخل تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نام تو ہے نیوکلیئر ایٹمی فزکس کے شعبے میں مہارت کا، لیکن اس کی بے لیاقتی (یا پاکستان دُشمنی) نے پاکستان کو ہندوستان کے مقابلے میں سالوں پیچھے دھکیل دیا۔ اس وقت جبکہ ہندوستانی سائنس دانوں نے اپنی لیاقت کا مظاہرہ کیا تھا، ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ کردکھایا ہوتا تو ایٹمی صلاحیت میں پاکستان دریوزہ گرِ مغرب نہ ہوتا اور بین الاقوامی سیاسی تناظر میں ہندوستان کے مقابلے میں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر کوئی حرف گیری نہ کی جاتی۔

بین الاقوامی سطح پر یہ سمجھا جاتا کہ ہندوستان نے ایٹمی دھماکا کیا تو پاکستان نے بھی کردیا اور یوں بات آئی گئی ہو جاتی، لیکن ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی اس وقت کی نادلی۔ بےلیاقتی اور پاکستان دشمنی نے یہ دن دکھایا کہ آج سارے عالم میں پاکستان کی ایٹمی ریسرچ کے خلاف شور وغوغا کیا جارہا ہے، حتیٰ کہ امریکا بہادر جو پاکستان کا سب سے بڑا ہمدرد اور حلیف تصور کیا جاتا ہے، وہ بھی آئے دن ہمیں ایٹمی ریسرچ کے خلاف متنبہ کرتا رہتا ہے اور بھارت پاکستان کی ”نیوکلیئر انرجی“ کے خلاف دُنیا بھر کے ذہن کو مسموم کرتا رہتا ہے، اور لطف یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے بھارت کے وزیراعظم راجیو گاندھی سے دوستانہ روابط ہیں۔ اس پورے تناظر میں دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی سائنسی مہارت کا حدود اربعہ کیا ہے؟ اور یہ کہ وہ پاکستان کا کس قدر مخلص ہے۔

نوٹ:... بعض غیور اور باحمیت افراد اس نوبل انعام کے وصول کرنے سے انکار کردیتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ایک خاص قسم کی ”رشوت“ ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام کیوں دیا گیا؟

۱۹۷۹ء میں دو امریکن سائنس دانوں کے ساتھ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بھی فزکس کے شعبے میں مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی انعام کا مستحق قرار دیا گیا (اور اس شعبے کا حصہ ان تینوں میں تقسیم ہوا) یقیناً اس سے بھی یہودی قادیانی لابی کے تہہ در تہہ مفادات وابستہ ہوں گے، جن کی طرف اہل نظر نے دبے الفاظ میں اشارے بھی کئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کے نامور سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب سے ایک انٹرویو میں جب سوال کیا گیا کہ:

”ڈاکٹر عبدالسلام (قادیانی) کو جو نوبل انعام ملا ہے، اس کے بارے میں آپ کی رائے ہے؟“

جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

”وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا، ڈاکٹر عبدالسلام

بات یہ ہے کہ اس خطاب میں محترم ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد سنایا:

"میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال
حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو
سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔"

اور اس موقع پر مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے بھی
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلائی۔
حضور علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ
بشارت دی ہے کہ وہ علم و عقل میں اس قدر ترقی کریں گے کہ دنیا ان
کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

یہ تقریب ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو ہوئی اور اس سے اگلے
ہی دن ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام
دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ فسبحان اللہ ثم الحمد للہ علی ذالک۔"

محمود مجیب قادیانی نے اپنے کتابچے "ڈاکٹر عبدالسلام" میں لکھا ہے:

"ان کے وجود سے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام
احمد قادیانی علیہ السلام کی ایک عظیم پیشگوئی پوری ہوئی جس کا
اس واقعے سے اسی (۸۰) سال پہلے آپ نے خدا سے خبر پا کر
اعلان کیا تھا کہ:

میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال
حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے
رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے" (ص:۷)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے خود بھی قادیانیوں کے سالانہ جلسہ ۱۹۷۹ء میں تقریر

کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس پیش گوئی کا حوالہ دیتا ہوئے کہا:

"میں اس پاک ذات کی حمد و ستائش سے لبریز ہوں کہ اس نے انعام وقت میرے والدین کی اور جماعت کے دوستوں کی مسلسل اور متواتر دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا اور عالم اسلام اور پاکستان کے لئے خوشی کا سامان پیدا کر دیا۔"

(قادیانی اخبار "الفضل" ربوہ، ۱۴/دسمبر ۱۹۷۹ء)

اس طرح قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو دیئے گئے سویڈن انعام کا مسلسل پروپیگنڈا کیا، اسے ایک معجزہ اور انسانی تاریخ کے ایک مافوق الفطرت واقعے کے رنگ میں پیش کیا، اور اس کے حوالے سے سادہ لوح لوگوں کو یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا یہ انعام حاصل کرنا گویا مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کا ایک معجزہ ہے۔ حالانکہ اہل نظر جانتے ہیں کہ ان چیزوں سے ... جن کو قادیانی غلط طور پر افتخار رکھتے ہیں۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو کوئی مناسبت نہیں۔ جو ایک یہودی کو، ایک عیسائی کو، ایک ہندو کو، ایک بدھسٹ کو اور ایک چوہڑے چمار کو بھی میسر آسکتی ہے، وہ کسی نبی یا اس کے امتی کے لئے مابہ افتخار کیسے ہوسکتی ہے؟ بلکہ اس کے برعکس اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ سو یڈن ملعون چیز کے ملنے پر فخر کرنا قادیانیوں اور ان کے متبنی کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک مزید دلیل ہے۔

۲- قادیانیوں کے اسلام کش نظریات اور کفریہ عقائد کی بنا پر پوری امت اسلامیہ قادیانیوں کو مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی طرح مرتد اور خارج از اسلام سمجھتی تھی۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی طور پر بھی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کا نام "غیر مسلم پاشندگان مملکت" کی فہرست میں درج کر دیا تھا۔ عالم اسلام اور پاکستانی پارلیمنٹ کا یہ فیصلہ قادیانیت پر ایک کاری ضرب کی حیثیت رکھتا تھا، جس سے قادیانیت کے ارتدادی جراثیم کے پھیلنے اور پھولنے کے راستے ایک حد تک بند ہو گئے تھے، نیز اس سے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی بھی حرف غلط ثابت ہوگئی تھی، مرزا کی

پیش گوئی یہ بھی کی:

"جو لوگ (قادیانی جماعت سے) باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی۔"

مرزا محمود احمد قادیانی کے بقول:

"اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا کہ اقوامِ عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گے اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت نظر آتی ہے، اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی کہ دنیا کے مذہب، تہذیب، تمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی، ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا، اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی، دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا، اور جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت ہو جائیں گے، سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی، دنیا کے مذہبی، تمدنی یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیرمؤثر اور ناقابلِ التفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانے میں چوہڑے چماروں کی ہے۔" (تو گویا قانونی حکومت کے مجوزہ دستور و آئین میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کے بموجب غیرقادیانیوں کی یہ حیثیت ہوگی... مؤلف) (ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں مرزا محمود احمد قادیانی کی افتتاحی تقریر مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان جلد ۲ نمبر ۵ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۳ء، قادیانی مذہب مع ضمیمہ ص:۷۵۸)

لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا کہ قادیانیوں کو "غیرمسلم" قرار دیا گیا، اور پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کی دونوں جماعتوں... قادیانی اور لاہوری... کا نام شیڈول

فنڈز دیتے ہیں، اس لئے حرمین شریفین میں ان کے داخلے پر پابندی ہے، اندازہ کیجئے کہ قادیانی یہودی سازشوں کے جال کہاں کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں، اور وہ مسلمانوں کو بے وقوف بناکر اپنے مفادات کس طرح حاصل کرتے ہیں...!

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی تجاویز کی منظوری سربراہ کانفرنس میں پذیرائی ہوئی تو اس نے اپنے جرأت آفرین نعرے کو مزید بلند آہنگی سے دہرانا شروع کردیا، یہاں تک کہ ۵ کروڑ ڈالر کی خطیر رقم اسلامی ممالک سے منظور کرانے کے در پے ہیں۔

قادیانی اخبار "الفضل" ربوہ میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا انٹرویو شائع ہوا، جس میں ان سے سوال کیا گیا:

"اسلامی کانفرنس نے جو "سائنس فاؤنڈیشن" قائم کیا تھا، اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

اس کے جواب میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا:

"یہ اچھی سمت میں ایک حرکت ہوئی ہے، میں اس سے بہت خوش ہوں، درحقیقت ابتدائی تجویز موجودہ صورت سے بہت مختلف تھی، میں نے ۱۹۷۳ء میں مسٹر بھٹو کو اس پر آمادہ کرلیا تھا کہ ایک بلین ڈالر کے سرمایہ سے ایک فاؤنڈیشن قائم کیا جائے اور سربراہی کانفرنس نے اسے تسلیم کرلیا تھا، لیکن اس کے بعد اس بارے میں کچھ نہیں ہوا، اس کے بعد ۱۹۸۰ء میں جنرل ضیاء الحق اس پر راضی ہوگئے کہ اس معاملے کو طائف سربراہ کانفرنس میں اٹھائیں۔ فاؤنڈیشن قائم کردیا گیا لیکن اس کی رقم کو گھٹاکر صرف پچاس ملین ڈالر (۵ کروڑ ڈالر) کردیا گیا۔ اب مجھے پتا چلا ہے کہ دراصل جو رقم اب تک فاؤنڈیشن کو ملی ہے وہ صرف چھ ملین ڈالر ہیں، آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ مسلمان حکومتیں اس سے زیادہ دے سکتی ہیں۔"

(روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

تعلیم پر رقم صرف کرنے کے بعد بھی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلم ممالک کے رویے سے شکایت رہی اور وہ ان سے بیزاری کا اظہار کرتا رہا۔ چنانچہ روزنامہ "جنگ" لندن لکھتا ہے:

> "نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام سائنس فاؤنڈیشن قائم کریں گے۔ اسلامی کانفرنس نے ایک ارب ڈالر کے بجائے دس کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے۔"
>
> "جدہ (جنگ فارن ڈیسک) نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اسلامی ملکوں میں سائنس کے فروغ کے لئے فاؤنڈیشن قائم کریں گے تاکہ اسلامی ممالک کے باصلاحیت سائنس دان اپنے علم میں اضافہ کر سکیں۔ گلف ٹائمز کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے ڈاکٹر سلام نے کہا کہ اسلامی ملکوں میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے ٹھوس اقدامات نہیں کئے گئے۔ ڈاکٹر سلام نے ٹریسٹی (اٹلی) میں نظریاتی طبیعات کا بین الاقوامی مرکز قائم کیا ہے جس کے وہ ڈائریکٹر ہیں۔ اس مرکز سے ایک ہزار سائنس دان طبیعات کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سلام کے مرکز کو بین الاقوامی اٹامک ادارے اور یونیسکو کا بھی تعاون حاصل ہے۔ ڈاکٹر سلام نے بتایا کہ فاؤنڈیشن غیر سیاسی ادارہ ہوگا جو دوسرے مسلم ممالک کے سائنس دان چلائیں گے۔ اس کے علاوہ اسے اسلامی کانفرنس کی تنظیم سے منسلک کر دیا جائے گا۔ تاہم ڈاکٹر سلام نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ مجوزہ فاؤنڈیشن کے لئے انہوں نے ایک ارب ڈالر کی تجویز رکھی تھی لیکن اسلامی کانفرنس نے اس کے لئے دس کروڑ ڈالر کی منظوری دی۔" (جنگ لندن ۸ر اگست ۱۹۸۵ء)

اور روزنامہ "نوائے وقت" کراچی لکھتا ہے:

"ڈاکٹر عبدالسلام کو اسلامی سائنسی فاؤنڈیشن کے قیام میں مالی دشواریوں کا سامنا"

"نیویارک ۱۰ اگست (اے پی پی) نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا ہے کہ اسلامی ممالک بین الاقوامی سائنس میں بالکل الگ تھلگ ہیں اور انہیں سائنس کی ترقی کا طریقہ معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ سائنس کے فروغ اور ترقی کے لئے ایک فاؤنڈیشن قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اسلامی کانفرنس نے اس منصوبے کی توثیق کی ہے اور ڈاکٹر سلام کے تجویز کردہ ایک ارب ڈالر کی بجائے مسلم کانفرنس نے ۵ کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے، اور ایک سال میں صرف ۴۰ لاکھ ڈالر جاری کئے گئے ہیں، جس کی وجہ سے ڈاکٹر سلام مایوس نظر آتے ہیں۔" ("نوائے وقت" کراچی ۱۱ اگست ۱۹۸۵ء)

مایوسی کا یہ اظہار مسلم ممالک کو غیرت دلانے اور مطلوبہ رقم پر انہیں آمادہ کرنے کے لئے تھا، یا بالآخر "جوئندہ یابندہ" کے مصداق ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، مسلم ممالک سے اپنی مطلوبہ رقم حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا، چنانچہ قادیانی اخبار ہفت روزہ "لاہور" کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ:

"ڈاکٹر عبدالسلام نے مشرق وسطیٰ کے تیل پیدا کرنے والے ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ اس خطۂ ارض میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے ایک سائنس فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لائیں۔ انہوں نے مشورۃً یہ تجویز پیش کی کہ اس فاؤنڈیشن کی تشکیل میں ابتدائی طور پر ایک بلین ڈالر صرف کرنے چاہئیں جو مسلم طلبہ کو اعلیٰ سائنسی تعلیم کے حصول میں مدد دیں گے... اس فاؤنڈیشن کو

حاصل کرنے کی کوشش کی اور جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے، ان کا خلاصہ یہ ہے:

* ۱:... قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنا۔
* ۲:... ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو اسلامی دنیا کا ہیرو اور محسن بنا کر پیش کرنا۔
* ۳:... مسلم ممالک کے پیسے سے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نام پر "قادیانی فاؤنڈیشن" کو تشکیل کرنا۔

وہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ توضیحی نوٹ بھی کافی تھا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے ذریعہ یہودی - قادیانی لابی ابھی بہت کچھ حاصل کرنا چاہتی ہے، اور ان کے مقاصد کہیں گہرے ہیں۔ ذیل میں چند نکات پیش کئے جاتے ہیں، ہر وہ شخص جو عالم اسلام سے خیرخواہی و ہمدردی رکھتا ہے، اس کا فرض ہے کہ ان نکات کو نظرانداز نہ کرے، بلکہ ان پر عقل و دانائی کے ساتھ غور کرے۔

۱:- علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے پنڈت نہرو کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا:

"قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔"

علامہ اقبال مرحوم کا یہ تجزیہ ان کے برسہا برس کے تجربے کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، جسے انہوں نے ایک فقرے میں قلم بند کر دیا۔ ہر وہ شخص جسے قادیانی جماعت کا مطالعہ کرنے کی فرصت میسر آئی ہو، یا جسے قادیانیوں سے کبھی سابقہ پڑا ہو، اسے پوری بصیرت سے اس کا یقین ہو جائے گا کہ قادیانی، اسلام کے، مسلمانوں کے اور اسلامی ممالک کے غدار ہیں، جس طرح کوئی مسلمان کسی یہودی پر اعتماد نہیں کر سکتا، نہ اسے ملت اسلامیہ کا خیرخواہ سمجھ سکتا ہے، اسی طرح کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ملت اسلامیہ کا ہمدرد اور بہی خواہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

قادیانی، عالمی طاقتوں کے جاسوس:

مسلمانوں کی جاسوسی!

قادیانیوں کی اسلام اور مسلمانوں سے غداری کا یہ عالم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی "انگریزوں کی پولیٹکل خیرخواہی" کی غرض سے مسلمانوں کی مخبری کیا کرتا تھا۔

انگریزی دور اقتدار میں ہندوستان کے جو مسلمان حریت پسندانہ جذبات اور آزادی وطن کی لگن رکھتے تھے مرزا غلام احمد قادیانی ان کے خلاف ایک "پولیٹیکل رپورٹر" کی حیثیت سے گورنمنٹ برطانیہ کو پہنچایا کرتا تھا۔ مرزا قادیانی کے اشتہارات کا جو مجموعہ تین جلدوں میں قادیانیوں نے اپنے مرکز ربوہ سے شائع کیا ہے۔ اس کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸ پر اشتہار نمبر ۱۰۳ درج ہے۔ جس کا متن ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

"قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کارخانہ تجویز تعطیل جمعہ

مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہوکر اس کی تعطیل سے انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو اپنے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہوسکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے

کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی ناواقفی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا، اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدے کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی، اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دہی کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے، اور ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں۔

مطبع ضیاء الاسلام قادیان (یہ اشتہار ۲۶×۲۰ کے چار صفحوں پر معہ نقشہ درج ہے)۔"

یہ ذہن میں رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، ایسے حریت پسند مسلمانوں کے کوائف اپنی جماعت کے ذریعے ہی جمع کراتا ہوگا، گویا غلام احمد قادیانی کی نگرانی میں قادیانی جماعت کی پوری ٹیم اسی کام میں لگی ہوئی تھی کہ ہندوستان کے آزادی پسند مسلمانوں کی فہرستیں بنابنا کر انگریز کے خفیہ محکمے کو بھیجی جائیں، اور ایسے مسلمانوں کے "پولیٹیکل راز" حکومتِ برطانیہ کے گوش گزار کئے جائیں۔ وہ دن، اور آج کا دن، قادیانی جماعت مسلمانوں کی جاسوسی کے اسی "مقدس فریضے" میں لگی ہوئی ہے کہ مسلمانوں سے گھل مل کر رہا جائے، ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیرخواہ ثابت کیا جائے، اور باطن میں ان کے راز اعدائے اسلام اور طاغوتی طاقتوں کو پہنچائے جائیں۔

لندن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا، جس کی رپورٹ ۷ اگست ۱۹۸۰ء کو آئرش اخبار "آئرش سنڈے ورلڈ" میں شائع کروائی گئی، جس کا عنوان تھا:

"احمدیہ تحریک، آئرلینڈ کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔"

اس رپورٹ میں بڑے فخر سے کہا گیا ہے:

"اس جماعت کے مشہور ارکان میں سے سر ظفر اللہ خان ہیں جو کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور سابق صدر اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف کے ہیں۔ اس کے علاوہ پروفیسر عبدالسلام ہیں جنہوں نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا ہے۔"

(قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶ اگست ۱۹۸۰ء)

ب:... قادیانی امت کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر یہ فخر بھی ہے کہ وہ جہاں جاتا ہے قادیانیت کی تبلیغ ضرور کرتا ہے:

"انہوں نے دین (قادیانیت) کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا۔ اور سائنس دانوں اور بڑے بڑے لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ شاہ سویڈن کو نوبل انعام حاصل کرنے کے دنوں میں قرآن کریم (کا قادیانی ترجمہ) اور حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے اقتباسات کا انگریزی ترجمہ پہنچا کر آئے۔ اسی طرح شاہ حسن کو مراکش میں (قادیانی) لٹریچر دے کر آئے۔"

(کتابچہ "ڈاکٹر عبدالسلام" از محمود مجیب اصغر ص ۵۳)

اٹلی میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے ایک سائنسی ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ اس کے ذریعے بھی قادیانیت کی تبلیغ کا کام لیا جاتا ہے۔ چنانچہ قادیانی ماہنامہ "تحریک جدید" ربوہ بابت ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی کے دورۂ اٹلی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے:

"حضور (مرزا طاہر) نے فرمایا، اس میں پہلے بھی جماعت کے نمائندے بھجوا کر اپنی جماعت سے متعارف کرانے کی کوشش کی گئی تھی، اور اب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ذریعے سے بھی ایک تقریب کا بندوبست کیا گیا جس میں توقع سے زیادہ معززین تشریف لائے جو کہ پہلے احمدیت سے متعارف نہ تھے، ان میں ٹیلی ویژن کے نمائندے بھی موجود تھے۔"

(تحریک جدید ص:۷، اکتوبر ۱۹۸۵ء)

ج:... قادیانیوں کی طرف سے اعلان کیا جارہا ہے کہ چودھویں صدی ہجری حقیقی اسلام (قادیانیت) کے غلبے کی صدی ہوگی، اور ان کے منصوبے کے مطابق قادیانیت کا یہ غلبہ سائنس کے ذریعے ہوگا۔ قادیانی اخبار "الفضل" کا یہ اقتباس جو پہلے نقل ہوچکا ہے، اسے ایک بار پھر پڑھ لیجئے:

"عالم اسلام کے قابل فخر سپوت اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے فدائی نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کہا کہ سائنس کے میدان میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کا صرف یہی طریق ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان ان علوم میں درجہ کمال کو پہنچیں...

محترم ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ ہماری جماعت اسلام کے احیاء کے لئے کھڑی ہوئی ہے، اس لئے ہمیں چاہئے کہ دیگر علوم کے علاوہ سائنسی علوم میں بھی آگے بڑھیں اور کمال حاصل کریں۔"

("الفضل" ربوہ ۱۳ نومبر ۱۹۷۹ء)

پس ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی طرف سے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نام پر جو رقمیں اسلامی ممالک سے وصول کی جارہی ہیں ان کا ایک اہم مقصد خود مسلمانوں کی کے پیسے سے قادیانیت کی تبلیغ اور اسے دنیا میں غالب کرنے کی کوشش ہے۔ جتنے نوجوان

'' ماہوار '' نے درج ذیل عنوان کے تحت درج کیا ہے:

'' جب دوسروں نے سائنس کی دنیا میں پاکستان کے عزت و وقار کو بھی خاک میں ملانا شروع کر دیا ہے۔ ''

مراسلہ نگار نے، جو اپنے آپ کو ایک '' سیدھا سادہ مسلمان '' کہتے ہیں، اس مراسلے میں کچھ زیادہ ہی '' سیدھے پن '' کا مظاہرہ کیا ہے، ان کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

'' ڈاکٹر عبدالسلام کا کس مسلک سے بنیادی تعلق ہے، یہ میرا مسئلہ نہیں، میرا مسئلہ صرف یہ ہے کہ عبدالسلام نے فزکس میں نوبل پرائز حاصل کرکے پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر عزت و مرتبہ بخشا ہے۔ انہیں صدر جنرل ضیاء الحق نے مبارکباد کا پیغام دیا ہے۔ اور ہمارے مذہبی امور کے وزیر نے بار بار تقریروں میں کہا ہے کہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے یہ بین الاقوامی اعزاز حاصل کیا ہے۔ لیکن مجھے تکلیف صرف اس بات کی ہوئی ہے کہ سرکاری مساجد کے ائمہ کو جو خود بھی باقاعدہ سرکاری ملازم ہیں، کس نے جاہلانہ جرأت دی ہے کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات پر کیچڑ اچھال اچھال کر بالواسطہ پاکستان کی توہین کے مرتکب ہوں۔

بقر عید پر وزارت مذہبی امور کے زیر اہتمام اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد المعروف '' لال مسجد '' کے خطیب امام نے نماز سے قبل اپنی تقریر میں ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات پر جو رکیک حملے کئے، معلوم نہیں ان کا مذہب اسلام سے کیا تعلق تھا۔ پڑھنے والوں کو کتنا ثواب حاصل ہوا۔ خطیب امام نے (غالباً ان کا نام مولانا عبداللہ ہے) اپنی خطابت میں یہ تک کہہ دیا کہ:

'' عبدالسلام چونکہ مرزائی ہے، اس لئے وہ کافر ہے، اور اسے نوبل پرائز صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ اس نے پاکستان کے

دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو
غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ دستاویز جب ڈاکٹر سلام کے پاس پہنچی
تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیراعظم
سیکرٹریٹ کو بھیج دیا۔

ترجمہ... "میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا۔ جب
تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔"

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا
چہرہ سرخ ہو گیا، انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ
ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف
کر دیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے۔ وقار احمد نے
یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں
لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھے، یہ
کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔"

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور شمارہ ۲۲ جون ۱۹۸۶ء)

کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو،
اس کا اعزاز پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے موجب مسرت اور لائق عزت ہو سکتا ہے؟

ببیں روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

اپریل ۱۹۸۴ء میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس
جاری کیا، جس کی رو سے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے اور شعائر اسلامی کا اظہار کر کے
مسلمانوں کو دھوکا دینے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ قادیانیوں کا نام نہاد "چوتھا خلیفہ" اس
آرڈیننس کے نفاذ کے بعد راتوں رات بھاگ کر لندن جا بیٹھا۔ وہاں پاکستان کے
دارالحکومت اسلام آباد کے مقابلے میں ایک جعلی "اسلام آباد" بنا کر پاکستان اور اہل

پاکستان کو "دشمن" کا لقب دے کر اس کے خلاف جنگ کا بگل بجا رہا ہے، اور قادیانیوں کو پاکستان کے امن کو آگ لگانے کی تلقین کر رہا ہے۔ قادیانیوں کا دو ماہی پرچہ جو "مشکوٰۃ" کے نام سے قادیان (انڈیا) سے شائع ہوتا ہے، اس میں "پیغام امام جماعت کے نام" کے عنوان سے مرزا طاہر قادیانی کا پیغام دنیا بھر کی جماعت ہائے احمدیہ کے نام شائع ہوا ہے، اس کے چند فقرے ملاحظہ فرمائیے:

"جس لڑائی کے میدان میں "دشمن" نے ہمیں کھینچا ہے یہ آخری جنگ نظر آتی ہے، اور ان شاء اللہ ہمارے دشمنوں کو اس میں بری طرح شکست ہوگی۔" (ان شاء اللہ قادیانیوں کی دیگر پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی جھوٹی نکلے گی... ناقل)۔

(دو ماہی "مشکوٰۃ" قادیان ص:۷)

"دشمن سے ہماری جنگ کا یہ انتہائی اہم اور فیصلہ کن مقام ہے۔" (ص:۷)

"یہ وہ آخری مقام ہے جہاں دشمن پہنچ چکا ہے۔" (ص:۷)

"تمام جماعت کو برق رفتار کے ساتھ اس لڑائی میں شامل ہونا چاہئے۔" (ص:۸)

"یہ ایک لڑائی کا بگل ہے جو بجایا جاچکا ہے، اس کی آواز ہمیں ہر طرف پھیلانی ہے، اور اس پیغام کو دنیا کے ہر کونے میں پہنچانا ہے۔" (ص:۸)

"اور اسلام آباد (پاکستان) کے حکمران اس آواز کی گونج کو سن کر سہمے ہیں اور بیتاب ہو رہے ہیں۔" (ص:۸)

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو للکارتے ہوئے یہ بہادر... لیکن بھگوڑا... قادیانی خلیفہ کہتا ہے:

"میں یہ پاک تحریک جو صدر ضیاء الحق کی کوکھ سے جنم

لے رہی ہے اور وہ یہاں بھی ذمہ دار ہیں اس کے، اور قیامت کے دن بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے، اور نہ کوئی دنیا کی طاقت ان کو بچا سکے گی، اور نہ رب کی طاقت ان کو بچا سکے گی، کیونکہ آج انہوں نے خدا کی عزت وجلال پر حملہ کیا ہے، آج محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے تقدس پر وہ شخص حملہ کر بیٹھا ہے۔" (ص:۱۰)

(قارئین! مرزا طاہر قادیانی کو معذور سمجھیں کہ انہیں جوش خطابت میں مبتدا کے بعد خبر کا ہوش نہیں رہا تھا" یہی ہے ناپاک تحریک" سے جو مبتدا شروع ہوا تھا، فرط جوش سے اس کی خبر ہی غائب ہوگئی، جوش میں ہوش کہاں...؟)

جناب معترض کے طور پر مرزا طاہر جس "ناپاک تحریک" کی طرف اشارہ کر رہا ہے، اس کی مختصر وضاحت بھی ضروری ہے۔ اپریل ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں پر یہ پابندی عائد کردی گئی تھی کہ چونکہ آئین کی رو سے وہ غیرمسلم ہیں، اس لئے نہ اسلام کے مقدس الفاظ کا استعمال کر سکتے ہیں، اور نہ کسی طریقے سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر سکتے ہیں۔ قادیانیوں نے اس آرڈیننس کی مخالفت کی یہ صورت نکالی کہ اپنی عبادت گاہوں پر، گھروں پر، دکانوں پر، گاڑیوں پر اور خود اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے کتبے لگانے لگے، مسلمانوں کے لئے ان کا یہ طرز عمل چند وجوہ سے ناقابل برداشت ہے۔

اوّل:...قادیانیوں کی یہ کارستانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور قانون کا منہ چڑانے کے لئے ہے، اس لئے انہیں اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

دوم:...ان کی عبادت گاہیں جو کفر و الحاد کا مرکز ہونے کی وجہ سے نجس ہیں، اور ان کے سینے جو کافر کی قبر سے زیادہ تنگ و تاریک اور سیاہ ہیں، ان پر کلمہ طیبہ کا آویزاں کرنا اس پاک کلمے کی توہین ہے، اور اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص نعوذ باللہ ...بیت الخلاؤں پر کلمہ طیبہ لکھنے لگے، یقیناً اس کو کلمہ طیبہ کی توہین کا مرتکب اور لائق تعزیر قرار دیا جائے گا، اور گندی جگہوں سے کلمہ طیبہ کا مٹانا دراصل کلمے کی توہین نہیں بلکہ تعظیم اور ادب ہے۔

سوم: مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہونے کی وجہ سے... نعوذ باللہ... خود "محمد رسول اللہ" ہے، چنانچہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں لکھتا ہے:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"
(روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۷)

قادیانی جب کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں تو لامحالہ ان کے ذہن میں مرزا کا یہ دعویٰ بھی ہوتا ہے، اس لئے وہ مرزا قادیانی کو کلمے کے مفہوم میں داخل جانتے ہیں بلکہ اسے "محمد رسول اللہ" کا مصداق سمجھتے ہیں اور یہی سمجھ کر کلمہ پڑھتے ہیں، چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی نے لاہوری جماعت کا یہ سوال نقل کرکے کہ "اگر مرزا نبی ہے تو تم اس کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟" اس کا یہ جواب دیا ہے:

"محمد رسول اللہ کا نام کلمے میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں، اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں، ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں، ہاں حضرت مسیح موعود کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کی بعثت سے پہلے تو "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے اور بس۔"

علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: "صار وجودی وجودہ" نیز "من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رأی" اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸ مؤلفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

پس چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا نے "محمد رسول اللہ" بنایا ہے اور چونکہ قادیانی اس کے اس کفریہ دعوے کی تصدیق کرتے ہیں، اور چونکہ وہ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں مرزا قادیانی کو داخل مانتے ہیں، اور "محمد رسول اللہ" سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں، اس سے معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر وہ توہین رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی مسجد ضرار کو گرانے، جلانے اور اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کا جو حکم، یا اقدام فرمایا وہ صحیح ہے... اور بلاشبہ صحیح ہے، یقیناً صحیح ہے، قطعاً صحیح ہے... تو قادیانی منافقوں کی دو مسجد نما عمارت جس پر کلمہ طیبہ کندہ ہو اسے منہدم کرنے، جلانے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کیوں غلط ہے؟ اور اس سے بھی کم تر یہ مطالبہ کہ مسجد ضرار کے ان چبوتروں پر کلمہ طیبہ لکھا جائے، آخر

کس منطق سے غلط ہے…؟

الغرض پاکستان میں چونکہ قادیانیوں کا غیرمسلم ہونا طے ہوچکا ہے، ان کو کلمۂ طیبہ کے کتبے لگا کر مسلمانوں کو دھوکا دینے، کلمۂ طیبہ کی توہین کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت سے کھیلنے میں دُشواریاں پیش آرہی ہیں، مسلمان ان کے غلیظ عقائد پر مطلع ہونے کے بعد ان کی ان مذہبی حرکات کو برداشت نہیں کرتے، اس لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، پاکستان کی سرزمین کو… نعوذ باللہ… ”لعنتی ملک“ کہنے سے نہیں شرماتے، اور اس کا مرشد مرزا طاہر قادیانی پاکستان کے خلاف ”جنگ کا بگل“ بجا رہا ہے اور پاکستان میں افغانستان کے حالات پیدا کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے:

> ”جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ اگر اس خطے میں ظلم جاری رہا (یعنی قادیانیوں کو یہ اجازت نہ دی گئی کہ وہ کلمۂ طیبہ کے کتبے لگا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہیں… ناقل) تو ہوسکتا ہے کہ وہاں ویسے حالات پیدا ہوں جیسے افغانستان میں پیدا ہوئے ہیں۔“ (قادیانی اخبار ہفت روزہ ”لاہور“ ص:۱۳، ۲۰؍اپریل ۱۹۸۵ء)

اسی کے ساتھ وہ پورے عالمِ اسلام کو دعوت دے رہا ہے کہ پاکستان کے خلاف زہر اُگلنے کے کام میں قادیانیوں کے ساتھ شریک ہوجائے، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو:

> ”ہمیشہ تمہارا نام لعنت کے ساتھ یاد کیا جاتا رہے گا۔“

(قادیانی پرچہ ماہی ”مشکوٰۃ“ قادیان مئی و جون ۱۹۸۵ء ص:۱۳)

ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر انصاف کیجئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نوبل انعام کسی پاکستانی کے لئے یا عالمِ اسلام کے کسی مسلمان کے لئے لائقِ فخر اور موجبِ مسرت ہوسکتا ہے…؟

ہمارے جدید طبقے کی رائے یہ ہے کہ عبدالسلام قادیانی کا عقیدہ و مذہب خواہ کچھ ہو، ہمیں اس کی سائنسی مہارت کی تعریف کرنی چاہئے اور اس کے عقیدہ و مذہب سے صرفِ نظر کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہمارے ملک کے ایک معروف ادارے سے شائع ہونے

والے پرچے میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی تعریف میں بہت کچھ لکھا گیا تھا، ایک درد مند مسلمان نے اس پر اس ادارے کے سربراہ کو خط لکھا، پاکستان کی اس معروف ترین شخصیت کی جانب سے اس کے خط کا جو جواب ملا، اس میں مندرجہ بالا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے، ضروری تمہید کے بعد جوابی خط کا متن یہ ہے:

> ”ڈاکٹر عبدالسلام کے سلسلے میں آپ نے جو لکھا ہے اس میں جذبات کی شدت ہے، لیکن آپ سوچیں تو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں روادار اور کشادہ دل ہونا چاہئے۔ غیر ملکیوں اور غیر مذہب کے سائنس دانوں اور دوسرے بہت سے ماہرین کے متعلق ہم روزانہ تحریریں پڑھتے رہتے ہیں، ان کی اچھی باتوں کی تعریف کرتے ہیں، ان کے کارناموں کی قدر کرتے ہیں، ان کی ایجادات سے فائدہ اٹھاتے ہیں، پھر ان کے متعلق دوسری تمام باتیں لکھتے ہیں، لیکن یہ نہیں لکھتے کہ ان کا مذہب کیا ہے یا کیا تھا، کیونکہ ہمیں اس سے غرض نہیں ہوتی، ہم تو ان کی صرف ان باتوں سے سروکار رکھتے ہیں جو انہوں نے انسانوں اور دنیا کے فائدے کے لئے کئے، یقین ہے کہ آپ مطمئن ہو جائیں گے۔“

یہ نقطۂ نظر واقعی اسلامی فراخ دلی کا مظہر ہے، اور ہم بھی تہ دل سے اس کے حامی و مؤید ہیں، لیکن اگر کوئی صاحبِ کمال اسلامی معتقدات کی جڑیں کاٹتا ہو، اگر اس کے اور اس کی جماعت کے رویے سے اسلامی ممالک کو خطرات لاحق ہوں، اگر وہ اپنے کمال کو اپنے باطل مذہب کی اشاعت اور مسلمان نوجوانوں کو مرتد بنانے کے لئے استعمال کرتا ہو تو اس کے کمال کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس سے لاحق خطرات سے قوم کو آگاہ کرنا بھی اہلِ فکر و نظر کا فریضہ ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ہے، قادیانیت کا پرجوش داعی و مبلغ ہے، اس کی جماعت اور اس کا پیشوا ہمیشہ سے مسلمانوں کا حریف اور دشمنانِ اسلام کا حلیف رہا ہے، وہ پاکستان

کرے، وہ رواداری کا سارا وعظ بھول جائیں گے۔ ان کی رگ حمیت پھڑک اٹھے گی۔ ان کا جذبۂ انتقام بیدار ہو جائے گا، اور وہ اس موذی کو کیفر کردار تک پہنچا کر ہی دم لیں گے۔ لیکن اگر کوئی خدا اور رسول کی عزت پر حملہ آور ہو، دین میں قطع و برید کرتا ہو، اکابر امت پر کیچڑ اچھالتا ہو، اس کے خلاف ان کی زبان و قلم سے ایک حرف نہیں نکلے گا، بلکہ یہ حضرات ایسے موذیوں کا تعاقب کرنے والوں کو درس رواداری دینے لگیں گے۔ اس "دین پسند" طبقے کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود کو "محمد رسول اللہ" کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، وہ جانتے ہیں کہ قادیانی ٹولہ مرزا غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ"، "مسیح موعود" اور "مہدی معہود" مانتا ہے، انہیں علم ہے کہ قادیانی، اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن اور خدا اور رسول کے غدار ہیں۔ وہ باخبر ہیں کہ تمام قادیانی پاکستان کو لعنتی سرزمین سمجھتے ہیں، اور پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے بین الاقوامی سازشیں کر رہے ہیں، لیکن ان تمام امور کے باوجود یہ "دین پسند" طبقہ قادیانیوں کے حق میں رواداری کا درس دیتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ایسی قومیں، جن میں مذکورہ بالا تینوں طبقات کی اکثریت ہو، وہ جلد یا بدیر تحلیل ہو کر رہ جاتی ہیں۔ خصوصاً تیسری قسم کے لوگ جو دینی حمیت و غیرت سے خالی، اور احساس خود تحفظی سے عاری ہوں، وہ بہت جلد مقہور و محکوم ہو کر رہ جاتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، رواداری اور کشادہ دلی کے ہم بھی قائل ہیں، لیکن اس رواداری کا یہ مطلب نہیں کہ میرا باپ حبیب الرحمن مر جائے، اور کل کو دوسرا شخص آ کر کہے کہ: "میں تمہارے باپ حبیب الرحمن مرحوم کا بروز ہوں، اور بعینہ حبیب الرحمن بن کر تمہارے پاس آیا ہوں، لہٰذا تمام حقوق پدری مجھ سے بجالاؤ" اور میں رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس موذی کو باپ تسلیم کر لوں ــــ نہیں! ــــ بلکہ اگر مجھ میں ذرا بھی انسانی غیرت ہوگی تو میں اس نابکار کے جوتے رسید کروں گا۔

اب اس بے غیرتی اور دیوثی کا تماشا دیکھئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا باوا مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں "محمد رسول اللہ" ہوں، اور مسلمان جلانے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے اس سے رواداری کا درس دیتے ہیں…!

قادیانیت..... ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

عام طور سے قادیانیت کو صرف ایک مذہبی تحریک سمجھا جاتا ہے، جس کے عقائد و نظریات قرونِ وسطیٰ کے ”قرامطہ“ اور ”باطنیہ“ کے مماثل ہیں، لیکن قادیانیت کے آغاز اور اس کے نشو و نما اور اس کی سرگرمیوں کے سیاسی آثار و نتائج کا جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ قادیانیت ایک دہشت پسند خفیہ سیاسی تنظیم ہے، جس نے مخصوص اغراض و مصالح کی خاطر اپنے سیاسی چہرے پر مذہبیت کی نقاب پہن رکھی ہے۔ قادیانی سرگرمیوں کا محور ہمیشہ مندرجہ ذیل نکات رہے ہیں:

۱:... مسلمانوں کی صف میں گھس کر ان میں انتشار و افتراق پیدا کرنا۔

۲:... مسلمانوں کو ان کی مذہبی و سیاسی قیادت سے بدظن کرنا۔

۳:... مسلمانوں کو ان کے مستقبل سے مایوس دلانا۔

۴:... مسلمانوں کے جذباتِ حریت و جہاد کو کچل کر انہیں مغربی استعمار کی ذہنی و جسمانی غلامی کے لئے تیار کرنا۔

۵:... مسلمانوں کے عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کرکے اسلام سے مایوس، متنفر اور برگشتہ کرنا۔

۶:... انگریزی تسلط کو رحمتِ خداوندی بتاکر مسلمانوں کو ترکِ جہاد پر آمادہ کرنا۔

۷:... مسلمانوں کے حریت پسند افراد کے کوائف انگریز کو مہیا کرنا۔

۸: ملت اسلامیہ کی عظمت و شوکت کو سبوتاژ کرکے اس کے کھنڈر پر قادیانیت کا محل تعمیر کرنا۔

قادیانیوں نے مذکورہ بالا مقاصد کو ایسے مخفی طریقے سے انجام دینے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کو کانوں کان اس کی خبر نہ ہو سکے اور کسی کو قادیانیت کے اصل عزائم تک رسائی حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہ مل سکے، یہی وجہ ہے کہ اگرچہ تمام مکاتب فکر قادیانیت کا شدید تعاقب کرتے رہے، مگر ان کی سیاسی سرگرمیاں عام نظروں سے اوجھل رہی ہیں، اور آج بھی "قومی جمہوری تنظیم" کی حرکت کی کسی کو کچھ خبر نہیں کہ قادیانیت اندرون خانہ کیا کچھ کر رہی ہے؟ ذیل میں حقائق و واقعات کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

مغربی یورش اور اس کا ردِعمل:

اٹھارہویں صدی عیسوی میں مغرب کے جارحانہ سیاسی اور استعماری عزائم نے کروٹ لی اور چند سالوں میں پوری دنیا اس کے استعماری سیلاب کی زد میں آگئی، مسلم دنیا کی بہت سی آزاد ریاستیں مغرب کی نوآبادیات میں شامل ہو گئیں، انگریز، فرانسیسی اور پرتگالی درندے اسلامی ممالک کو پامال کرتے ہوئے ٹڈی کی طرح پھیل گئے۔ اسلامی ممالک میں انگریز اور دیگر استعمار پسندوں کو مسلمانوں کی جانب سے "جہاد" کے تلخ تجربوں سے دوچار ہونا پڑا، مغربی استعمار نے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو کچلنے، انہیں فرنگی سیاست کے خونخوار شکنجے میں جکڑنے اور صدیوں تک یورپ کی ذہنی غلامی میں محبوس رکھنے کے لئے متعدد تدابیر کیں، جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے، البتہ صرف ایک نکتہ ہماری بحث سے متعلق ہے اور وہ ہے "قادیانیت اور انگریز"۔

غدار کی تلاش:

تاریخ شاہد ہے کہ مغربی اور انگریزی استعمار کا استحکام ان بے ضمیر افراد کا رہین منت ہے جنہوں نے مغرب کے کافرانہ نظام سے وفاداری اور اسلام اور وطن سے غداری میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی، اور جو ہمیشہ قوم و ملت کو اپنی ذاتی غرض کی خاطر غلام رکھنا چاہتے

تھے، شاطر انگریز کو ہر ملک میں ایسے ضمیر فروشوں کی ہمیشہ ضرورت رہی اور وہ ان کی تلاش میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔

خود ہندوستان میں انگریزی راج کے قیام کے موقع پر اگر ایک طرف سلطان ٹیپو شہید اور سید احمد شہید جیسے مجاہدین اسلام حق کی سربلندی کے لئے جان بازی اور سرفروشی کی تاریخ اپنے خون سے رقم کر رہے تھے تو دوسری طرف میر جعفر اور میر صادق جیسے غداران اسلام ضمیر فروشی میں نام پیدا کر رہے تھے۔ انگریز کے قدم سرزمین ہند میں راسخ ہوئے تو انہیں ہر جگہ اور ہر طبقے کے لوگ "سرکاری خدمت" کے لئے میسر آئے لیکن بدقسمتی سے اب تک ایک "سرکاری نبی" کی نشست خالی تھی۔ انگریز ایسے "غدار اعظم" کی تلاش میں کس قدر سرگرداں تھا؟ اس کا انکشاف ایک برطانوی دستاویز "دی رائیول آف برٹش امپائر ان انڈیا" سے ہوتا ہے۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم "عجمی اسرائیل" میں اس دستاویز کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس راز کی گرہ ایک برطانوی دستاویز "دی ارائیول آف برٹش امپائر ان انڈیا" (برطانوی سلطنت کا ہندوستان میں ورود) سے کھلتی ہے۔ ۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے کے لئے ہندوستان پہنچا کہ ہندوستانی باشندوں میں برطانوی سلطنت سے وفاداری کا بیج کیونکر بویا جا سکتا ہے اور مسلمانوں کو رام کرنے کی صحیح ترکیب کیا ہو سکتی ہے؟ اس زمانے میں جہاد کی روح مسلمانوں میں خون کی طرح دوڑ رہی تھی اور یہی انگریزوں کے لئے پریشانی کا سبب تھا۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں۔ ایک سیاست دانوں نے اور ایک پادریوں نے، جو مختلف ناموں کے ساتھ بھی شائع کی گئیں۔ اس کا مختصر سا حصہ رپورٹ میں درج ہے کہ:

"ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں

کی ہندوستان میں ضرورت ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل
جائے جو "اپنے ملک پر الہام" (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو
بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں
سے ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل
ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق
احسن پروان چڑھایا جا سکتا اور کام لیا جا سکتا ہے۔ اب جبکہ ہم پورے
ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی
داخلی بے چینی اور باہمی نفاق کو ہوا دینے کے لئے اس قسم کے عمل کی
ضرورت ہے۔" (عجمی اسرائیل ص:۱۰)

قادیان کا غدار اسلام خاندان:

ہندوستان میں اگرچہ بہت سے لوگ انگریزی نظام کفر کے آلۂ کار تھے لیکن قادیان میں ایک ایسا غدار اسلام مغل خاندان بھی موجود تھا جو اسلام اور کفر کی جنگ میں ہمیشہ کفر کی حمایت و رفاقت کو ترجیح دیتا تھا۔ یہ قادیان کے "مغل نبی" (یا برطانوی دستاویز کی اصطلاح میں "حواری نبی") مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان تھا، چنانچہ:

۱۔ اس حواری نبی کا والد مرزا غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت سکھا شاہی دور میں سکھ فوج میں داخل ہوا اور ایک پیادہ فوج کے کمیدان کی حیثیت سے سرحد پر روانہ کیا گیا، اور وہاں اس نے ان مجاہدین اسلام کے سر قلم کئے جو سکھوں کے جور و ستم کو مٹانے اور اسلام کی سربلندی کے لئے برسر پیکار تھے۔

شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ سکھ فوج میں شامل ہو کر مرزا غلام مرتضیٰ نے جن مجاہدین اسلام کے سر قلم کئے وہ کون تھے؟ یہ تیرھویں صدی کے مجاہد امیر المومنین سید احمد شہید بریلوی کی فوج تھی۔ جو شمال مغربی سرحد پر اسلام کی سربلندی کے لئے سکھوں کے مظالم کا خاتمہ کرنے کے لئے سربکف تھی۔ اور انگریزوں کے حواری نبی کا باپ اسلام اور کفر

کی اس جنگ میں کفر کا جرنیل تھا۔

۲:... ۱۸۵۷ء میں ہندوستان نے انگریزوں کو بھگانے کے لئے آخری جنگ لڑی۔ پورا ملک انگریزوں کے خلاف شعلہ جوالہ بنا ہوا تھا لیکن قادیان کے مرزا غلام مرتضیٰ نے پچاس گھوڑوں اور جوانوں سے انگریز کو مدد دی تھی، جبکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے ان دنوں اس کے باپ کو بے حد معاشی تنگی تھی۔

۳:... مرزا غلام مرتضیٰ کے بڑے لڑکے اور متنبی قادیان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر نے مشہور سفاک جنرل نکلسن کی فوج میں ۴۶ نیو انفنٹری کے باغیوں کو بھون ڈالا اور ان باغیوں کو صرف گولی سے نہیں اڑایا بلکہ ان کا مثلہ کیا، انہیں درختوں سے باندھ کر اعضا قطع کئے، ان کو زندہ آتش کیا، ان پر ہاتھی پھرائے، ان کی ٹانگیں چیر کر رقص بسمل کا تماشا دیکھا۔

یہ وہی انگریز خونخوار جنرل تھا جو اپنی حکومت سے باغیوں کی زندہ کھال کھینچ لینے کی اجازت کے لئے قانون بنانے کا مطالبہ کر رہا تھا۔

مرزا غلام احمد نے نہ صرف ان جلادوں کی سفاکیوں پر صاد کیا ہے، بلکہ ان کے باپ اور بھائی نے ان معرکوں میں شامل ہوکر کفر کی جو حمایت کی تھی مرزا غلام احمد نے اس کو بڑے فخر و مباہات سے بار بار ذکر کیا ہے۔

مرزا غلام احمد نے اپنی کتابوں میں انگریز کے افسروں کی ان "چٹھیات" کا ذکر بھی بڑے فخر سے کیا جن میں انہوں نے قادیان کے اس غدار اعظم خاندان کی جلیل القدر خدمت انگریزی کا اعتراف بڑی فراخ دلی سے کیا۔ مسٹر رابرٹسن نے لکھا:

"ہم خوب جانتے ہیں کہ بلاشک تمہارا خاندان سرکار انگریز کے ابتدائی عمل و دخل ہی سے گورنمنٹ انگریزی کی جاں نثاری و وفا کیشی پر ثابت قدم رہا ہے، تمہارے حقوق فی الواقع قابل قدر ہیں، جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، موقع مناسب دیکھ کر تمہارے حقوق و خدمات پر توجہ کی جائے گی، تم لوگ ہمیشہ سرکار

انگریزی کے بہی خواہ اور جاں نثار رہو کیونکہ اسی میں سرکار کی خوشنودی اور تمہاری بہتری ہے۔"

اور مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور نے لکھا:

"چونکہ آپ ہمیشہ انگریزی گورنمنٹ کے ہوا خواہ، خیر خواہ، رفیق کار اور مددگار رہے ہیں اس لئے اس خیر خواہی و خیر سگالی کے انعام میں تمہیں مبلغ دو صد روپیہ خلعت عطا کیا جاتا ہے۔"

۵:... مرزا غلام احمد قادیانی اپنے خاندان کی اسلام کے خلاف غداریوں پر شرمندہ نہیں، بلکہ اس پر فخر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے، میرا والد غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی، اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے، اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی، یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے، ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں، (ورنہ وصیت کرتا کہ ان کی فوٹو اسٹیٹ کا پلندہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن کی جائیں، تاکہ قیامت کے دن میرے خاندان کی اسلام سے غداری کی سند میرے ہاتھ میں ہو... ناقل) مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں، پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا (یعنی مسلمان حریت پسندوں کا... ناقل) سرکار

خیرخواہی میں اول درجہ پر بنادیا ہے، اول والد صاحب کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانات نے، تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔" (تریاق القلوب ص:۳۹۰، مطبوعہ ۱۹۰۲ء از مرزا غلام احمد)

انگریزوں کے "حواری نبی" مرزا غلام احمد قادیانی کو شاید خیال تھا کہ انگریزی سلطنت ابدالآباد تک قائم رہے گی، اس لئے اس نے انگریز کی خوشامد اور تملق میں پستی اور گراوٹ کا ایسا ریکارڈ قائم کیا جس کی توقع ایک زرخرید غلام ہی سے کی جاسکتی ہے، ورنہ کوئی بھی باضمیر انسان سرکارِ برطانیہ کی اس جنگل میں بھٹکنے کے لئے آمادہ نہیں ہوسکتا۔

قادیان کا "حواری نبی" اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا "خودکاشتہ پودا" کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا، انگریز کو سایۂ رحمتِ خداوندی اور اولوالامر قرار دیتا ہے، اس کی تائید وحمایت میں اپنی عمر کا بیشتر حصہ صرف کرتا ہے، ملکہ برطانیہ کو "ہدایت کنندہ" کا خطاب دیتا ہے، اور اپنی جماعت کو سرکارِ انگریزی کی مخلص پروردہ جماعت قرار دیتا ہے۔

انگریز کی نصرت وحمایت میں قادیان کے "حواری نبی" نے بقول اس کے پچاس الماریاں تصنیف کی ہیں، جن کو پڑھ کر ایک ایسے شخص کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے جس میں غیرت وحمیت کی ادنیٰ رمق بھی موجود ہو۔

قادیانی نبی کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود کے خطبہ جمعہ کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فخر سے لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو، مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمیں مرزا غلام احمد کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔" (الفضل ۳۰ جون ۱۹۳۴ء)

مرزا غلام احمد کی تحریریں پڑھ کر خود اس کے مریدوں کو شرم آجاتی ہے، لیکن افسوس کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی یہ خیال دامن گیر نہیں ہوا کہ انگریز کی اطاعت و

قبر، مزار، مٹی اور ح اسے نش بھی ان کا وجود خود ہی تھم کس قدر مصنوعی نظر رہا ہے۔ نامعلوم آئندہ نسلیں اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گی؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے ہاتھ پر اپنے دین و ایمان ہی کا نہیں بلکہ اخلاق و شرافت کا بھی سودا کیا، سوال یہ ہے کہ وہ کون سی "خدمات جلیلہ" تھیں، جن کے لئے انگریز نے مرزا کو "جوابی نبی" کے منصب پر فائز کیا؟ اس سوال کا جواب بھی انگریزی دستاویز "دی اررائیول آف برٹش امپائر ان انڈیا" میں دیا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس کو دوبارہ پڑھئے:

> "ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جا سکتا اور کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ جب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لئے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔"

انگریز نے بلاشبہ مرزا غلام احمد کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی نبوت پر ایمان لانے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو سرکاری دربار سے منسلک تھے۔ خود مرزا غلام احمد کو اعتراف ہے کہ:

سرکاری نبی کی سرکاری خدمات

ا... مسلمانوں میں انتشار و افتراق:

قادیانی نبوت نے انگریزی سرکار کی سب سے پہلی جو اہم ترین خدمت انجام دی وہ یہ تھی کہ اس نے مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا بیج بو دیا۔ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا جن مسائل پر اتفاق تھا اور جن میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئی تھیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے ان مسائل کو جنگ و جدال کا موضوع بنا دیا۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول آ سکتے ہیں یا نہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام زندہ ہیں یا مر گئے ہیں؟ معجزات اپنے اندر کوئی خرقِ عادت کیفیت رکھتے ہیں یا وہ لہو و لعب اور مسمریزم میں داخل ہیں؟ قیامت کے دن مردے اٹھیں گے یا نہیں؟ کوئی شخص آسمان پر جا سکتا ہے یا نہیں؟ فرشتے واقعی وجود رکھتے ہیں یا نہیں؟ غیر نبی کا الہام حجت ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب مباحث ایسے ہیں جن کے بارے میں اُمتِ اسلامیہ کا عقیدہ بالکل صاف اور واضح رہا ہے، لیکن مرزا غلام احمد نے دین کے مسلّمات اور بدیہیات کو اپنی ناقص عقلوں کا نشانہ بنایا، جس کی وجہ سے اُمت میں تشکیک و تذبذب کا نیا دروازہ کھل گیا، اور خود قادیانی جماعت میں کئی فرقوں نے جنم لیا، بہت سے لوگوں کو مرزا کی نبوت نے الحاد و زندقہ اور دہریت کی وادیوں میں بھٹکنے پر مجبور کر دیا، مرزا غلام احمد بظاہر عیسائیت کا مقابلہ کرتا نظر آتا ہے، لیکن کم از کم ہندوستان میں عیسائیت کو جس قدر فروغ مرزائی تحریک کے ذریعہ ہوا اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ انگریز، مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق سے خائف تھا، اور مسلمانوں میں ذہنی بے چینی پھیلانا اور مذہبی انارکی پیدا کرنا گورنمنٹ برطانیہ کا ایک اہم ترین مشن تھا جو مرزا غلام احمد کی ظلی نبوت نے انجام دیا۔

۲:... حرمتِ جہاد کا فتویٰ:

انگریز کو مسلمانوں کی طرف سے جس چیز کا سب سے بڑا اندیشہ تھا اور جس کی وجہ سے اسے صلیبی جنگوں میں نہایت تلخ تجربات سے گزرنا پڑا تھا، وہ مسلمانوں کا جذبۂ جہاد تھا۔ "اسلامی جہاد" کی تلوار انگریز کی گردن پر ہر لحظہ لٹک رہی تھی، اور "جہاد" کا لفظ سنتے ہی اس کے اوسان خطا ہو جاتے تھے، (آج بھی یہی کیفیت باقی ہے۔ ناقل) انگریز نے گویا فیصلہ کر لیا تھا کہ مرزا غلام احمد کی ظلی نبوت کے ذریعہ اسلامی جہاد کی تلوار ہمیشہ کے لئے توڑ دی جائے۔

قادیان کا حواری نبی تازہ الہام اور وحی کی سند لے کر سامنے آیا، اور اعلان کر دیا کہ انگریز کے خلاف جہاد صرف حرام ہے بلکہ اسے ہمیشہ کے لئے منسوخ قرار دیا جاتا ہے، مرزا غلام احمد کے مندرجہ ذیل شعر ہر قادیانی کے نوکِ زبان ہیں:

کی حفاظت کے صلے میں قادیانی نبوت نے سرکار کی جو گراں قدر خدمات انجام دیں وہ تاریخ آزادی ہند کا سیاہ باب ہیں۔

۳:...دجال کے مقابل میں مسیح کی شکست اور پسپائی کا اعلان:

مرزا غلام احمد قادیانی نے "اسلامی جہاد" کے بارے میں ایسے مکروہ اور ناملائم الفاظ لکھے ہیں، جنہیں نقل کرنا بھی قلم کی توہین ہے، قادیانی تحریک کی کوئی کتاب بقول ان کے حرمت جہاد کے فتویٰ سے پاک نہیں، میں یہاں ان مکروہ تصریحات و اعلانات کو نقل کرکے اس تحریر کو مثقل نہیں کرنا چاہتا، لیکن اہل دانش کی خدمت میں قادیان کے "حواری نبی" اور "مسیح موعود" کی عقل و فہم کا ایک عبرتناک نمونہ پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ انگریز ہی دجال ہے جس کے قتل کرنے کے لئے اسے مسیح موعود بناکر بھیجا گیا ہے، میدان جنگ کا ایک بین الاقوامی اصول ہے کہ متحارب فریقوں میں جو فریق مغلوب ہوکر غالب فریق سے صلح کا خواہش مند ہو وہ سفید جھنڈا لہرا کر اپنی شکست اور پسپائی کا اعتراف کیا کرتا ہے اور غالب فریق کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے، گویا میدان جنگ میں سفید جھنڈا بلند کرنا اپنی شکست اور پسپائی کا اعلان سمجھا جاتا ہے، اسلامی جہاد کو منسوخ کرنے کے جذبے نے مرزا غلام احمد کو عقل و خرد کے کس مقام تک پہنچا دیا تھا؟ اس کا اندازہ کرنے کے لئے اس کی حسب ذیل تحریر پڑھئے، جس میں وہ مسیح موعود کی فوجوں کو دجال کے مقابلہ میں پسپائی کا حکم دیتے ہوئے صلح کا سفید جھنڈا بلند کرتا ہے:

> "آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا جاتا ہے، اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہوجائیں گے، سو اب میرے

"ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں، ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے..... لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ملحقہ خطبہ الہامیہ ص:۲۸، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۹)

آفرین اس مسیح پر جو دجال کے مقابلہ میں اعلانیہ سفید جھنڈا بلند کرے، اور شاباش مسیح کی بے غیرت فوج کو جو دجال کے مقابلہ میں پسپائی کے اعتراف کا شاندار مظاہرہ کرتے ہوئے نہ شرمائے، دشمن کے مقابلہ میں ہتھیار ڈال دے۔ لڑنے کا ایسا حسین منظر بھی چشمِ فلک نے دیکھا ہے....؟

۳:... یاجوج ماجوج کی فتح:

مرزا غلام احمد قادیانی کے دل میں بقول ان کے انگریز کی نمک حلالی کا جو بے پناہ جذبہ تھا اس نے واقعۃً عربی مثل "حبک الشیء یعمی ویصم" (کسی چیز کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے) کی کیفیت ان کے اندر پیدا کر دی تھی، حدیث کے طالب علم جانتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا، اور بالآخر وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ہلاک ہوں گے، مرزا غلام احمد قادیانی نے ترکِ جہاد کی الہامی سند مہیا کرنے کے لئے دعویٰ کیا تھا کہ وہ مسیح موعود ہے جس کے زمانہ میں "یضع الحرب" کے مطابق جہاد منسوخ ہو جائے گا (حدیث پاک میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دیگر علامات بیان ہوئی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لڑائی کو موقوف کر دیں گے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں تمام نظریاتی اختلاف ختم ہو جائیں گے، تمام دنیا اسلام کی صداقت کی قائل ہو جائے گی، اور مسلمانوں میں کوئی نزاعی امر باقی نہیں رہے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لڑائی جھگڑے سب ختم ہو جائیں گے، مرزا غلام احمد نے جو مطلب نکالا وہ واقعات کی روشنی میں بھی غلط ہے... ناقل) یہاں سوال ہوا کہ اگر آپ مسیح موعود ہیں تو وہ یاجوج ماجوج کون ہے جس کو

مسیح کے زمانہ میں خروج کرنا تھا؟ اس کے جواب میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے ..... چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں، اس لئے ہر ایک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو، کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں، سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے، اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں، کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پارہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے، ہرگز نہیں پا سکتے۔"

(ازالہ اوہام ص:۵۰۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۷۳)

مرزا قادیانی کے سر پر گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا جو پہاڑ ہے اس کے بوجھ سے دب کر وہ انگریز سے بغض رکھنے والوں کو جاہل، نادان اور نالائق کے خطاب سے سرفراز کریں تو بلاشبہ وہ معذور ہیں، لیکن سرکار پرستی کا یہ تماشا کس قدر عبرتناک ہے کہ مسیح اپنے یاجوج ماجوج کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں کرتا ہے، ایک "سرکاری نبی" کے علم و فہم اور لیاقت و دیانت کا بلندترین معیار یقیناً یہی ہو سکتا ہے اور "برعکس نام نہند زنگی را کافور" اسی کو کہتے ہیں۔

۵:... انگریز بمقابلہ اسلامی سلطنت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی نمک حلالی کا ایک مظاہرہ اس شکل میں کیا کہ انگریزی سلطنت کو تمام اسلامی سلطنتوں کے مقابلہ میں ترجیح دی جائے، اور عوام کے ذہن میں یہ تأثر پیدا کیا جائے کہ اگر خلافت راشدہ کے عدل و انصاف کا نمونہ کسی کو دیکھنا ہو تو انگریزی سلطنت کے سوا دنیا کے کسی خطے میں نظر نہیں آئے گا، اسی مذکورہ بالا عبارت کو

حدود میں پھیلا نہ سکتا (بالکل صحیح استدلال ہے، اگر انگریز سے بہتر
کوئی حکومت ہوتی تو مرزا غلام احمد کی نحوست نبوت کا ڈھانچہ اس کے زیر
سایہ جنم لیتی... ناقل)۔" (الفضل ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

"یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی
الواقع گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی
جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے، اس ڈھال کو ذرا ایک طرف
کردو، اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے
سروں پر ہوتی ہے۔

پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار نہ ہوں، ہمارے
فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہوگئے ہیں (جی ہاں! آقا اور غلام کے
مفادات متحد ہی ہوتے ہیں... ناقل) اور اس گورنمنٹ کی تباہی
ہماری تباہی ہے، اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی ہے، جہاں
جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے ہمارے لئے ترقی کا
ایک اور میدان نکل آتا ہے (کیونکہ ہماری "تبلیغ" اسی گورنمنٹ کے
لئے ہے... ناقل)۔" (الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

۶:... مسلمانوں کی جاسوسی:

قادیانی "حواری نبی" کے ذمہ ان کے سفید آقاؤں نے جو فرائض عائد کئے تھے، ان میں ایک بہت ہی خطرناک فریضہ مسلمانوں کی جاسوسی تھا، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جماعت کی پوری مشینری کو خفیہ سی آئی ڈی کا محکمہ بنادیا تھا، وہ "تبلیغ اسلام" کے پر فریب نام سے مسلمانوں سے میل جول کرتے تھے، اور ان کی خفیہ رپورٹیں قادیان کی وساطت سے گورنمنٹ برطانیہ کو پہنچائی جاتی تھیں، اس کا اندازہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس اشتہار سے کیا جاسکتا ہے، جو "قابل توجہ گورنمنٹ" کے عنوان سے ۱۸۹۶ء میں شائع

کیا گیا، اس میں لکھتے ہیں کہ:

"چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں..... لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا تا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں..... لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک "پولیٹیکل راز" کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے، اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی (کیوں نہیں؟ ضرور!! ناقل)....... اور ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں:

نمبر شمار۔ نام مع لقب وعہدہ۔ سکونت۔ ضلع۔

کیفیت۔" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص:۲۲۸،۲۲۷ طبع ربوہ)

خدا ہی جانتا ہے کہ قادیانی نبوت کے اس محکمہ جاسوسی نے کتنے محب وطن لوگوں کو "باغیان انگریز" کی فہرست میں درج کرایا ہوگا؟ کتنے مسلمانوں کے خلاف انگریز کو انگیخت کی ہوگی اور ان کو سولی پر لٹکوایا ہوگا؟ کتنوں کو جلاوطنی کی سزا دلائی ہوگی؟ کتنوں کو پس دیوار زنداں بھجوایا ہوگا؟ اسلامیان ہند کی مظلومیت اور قادیانی جاسوسوں کی جارحیت دیکھ کر بے اختیار یہ شعر زبان پر آجاتا ہے:

قتل ایں خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نہ بود
ورنہ از خنجر بے رحم تو تقصیر نہ بود

صرف یہی نہیں بلکہ انگریزوں کو یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ مولویوں کے گھروں میں حدیث کی فلاں فلاں کتابیں رکھی ہیں جن میں "خونی مہدی" کا ذکر ہے، مقصد یہ تھا کہ

انگریز کا جبر و ستم جو اسلام کے ایک ایک نشانات کو مٹانے پر تلا ہوا تھا، اس میں مزید شدت پیدا ہو جاتی اور نہ صرف اسی تمام کتب حدیث کو ضبط کر کے نذر آتش کر دیا جاتا بلکہ ان تمام علماء کو بھی "انگریز کے باغی" قرار دے کر کچل دیا جاتا۔ اسلام اور مسلمانوں سے عداوت کی اس سے بدترین مثال مل سکتی ہے؟ اور پھر یہ محکمہ جاسوسی صرف ہندوستان میں قائم نہیں تھا، بلکہ عالم اسلام میں جہاں کہیں انگریزوں کو قادیان کا جاسوسی جال بچھانے کی ضرورت ہوتی وہاں قادیانی ٹولے کا تبلیغی مرکز قائم کر دیا جاتا، اور قادیانی گماشتے "تبلیغ اسلام" کے بھیس میں انگریزوں کی مخفی خدمات میں مصروف ہو جاتے۔

قادیان کا خلیفہ دوم اور قادیانی مسیح کا فرزند اکبر بڑے فخر سے اعلان کرتا ہے کہ:

"ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی نہیں کر سکتے۔"

(اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

۷:... ہر اسلامی مطالبہ کی مخالفت:

قادیان کی "سرکاری نبوت" جہاں گورنمنٹ کے گھر کی لونڈی تھی، وہاں مسلمانوں کے ہر ملی احساس کی دشمن بھی تھی، قادیانیوں کی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی کو سمجھنے کے لئے یہاں صرف دو واقعے ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱:... اپنی تحریروں میں پادریوں نے ایک گندی کتاب "امہات المؤمنین" شائع کی، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت گندے الزامات عائد کئے گئے، انجمن حمایت اسلام نے اعلیٰ حکام سے درخواست کی کہ اس ناپاک کتاب کی اشاعت پر پابندی عائد کی جائے، لیکن مرزا غلام احمد نے اس مطالبہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہماری جماعت اس کتاب پر پابندی لگانے کے حق میں نہیں ہے۔

(دیکھئے تبلیغ رسالت ج:۷ ص:۳۲)

اور مرزا غلام احمد کی اس مخالفت کے عام اسباب یہ تھے: اول یہ کہ وہ انگریزوں کو

چھیننا ان دونا چاہتے تھے کہ وہ کسی اسلامی مسئلہ کے حامی نہیں، دوم یہ کہ اگر پادریوں کی اشتعال انگیز کتاب پر پابندی عائد کی گئی تو مرزا کی کتابیں بھی اس تحریک کی مستحق ہوں گی، جن میں ہر مذہب کے مقتداؤں، بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بدترین گالیاں دی گئی ہیں۔

۲:... اسی طرح مرزائیوں کی دشنام طرازی کے جواب میں ایک کتاب "رنگیلا رسول" راجپال نامی آریہ نے شائع کی، اس کتاب کی اشاعت نے مسلمانوں کو بے حد مشتعل کردیا، اور لاہور کے ایک نوجوان غازی علم الدین شہیدؒ نے راجپال کو جہنم رسید کردیا، تمام ملت اسلامیہ کی ہمدردیاں اس نوجوان کے ساتھ تھیں، لیکن قادیانی خلیفہ دوم مرزا بشیرالدین، اسلامی غیرت کو چیلنج کرتے ہوئے اعلان کر رہا تھا کہ:

> "وہ نبی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں، جس کے بچانے کے لئے ہمارا دین تباہ کرنا پڑے، یہ سمجھنا کہ محمد رسول کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے، سخت نادانی ہے۔"
>
> (الفضل ۲۰ اپریل ۱۹۲۹ء)

اور اس سیاہ باطنی اور کور چشمی کو دیکھو کہ محمد رسول اللہ کی عزت بچانے کے لئے تو قادیانی خلیفہ کے نزدیک "خون سے ہاتھ رنگنا" نادانی ہے، اور اس سے دین تباہ و برباد ہوجاتا ہے، لیکن انگریز کی عزت بچانے کے لئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا عین دانشمندی اور کار ثواب ہے، چنانچہ خلیفہ قادیان اعلان کرتے ہیں کہ:

> "ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی، ہم ہمیشہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں، کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سیکریٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں، جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی ہے، اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے، ان

لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا
کی ہیں۔"　　　(الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

غور فرمائیے: جہاد فی سبیل اللہ حرام ہے لیکن جہاد فی سبیل الانگریز فرض ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی عزت وناموس کے لئے کسی شاتم رسول کافر کو قتل کر دینا ایسا گناہ ہے کہ جس سے دین برباد ہو جاتا ہے۔ لیکن انگریزی فوج میں شامل ہو کر اسلامی ممالک پر یورش کرنا اور اپنی جانیں لڑا کر فوجی تمغوں سے کئی گونہ ترے حاصل کر لینا لائق فخر ہے۔

مزید سنئے! خلیفہ قادیان فرماتے ہیں کہ:

"جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں موذن ہوتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ (یورپ بمقابلہ ترکی) میں چلا جاتا۔"　　　(انوار خلافت ص:۹۶)

کافر فرنگ کی نمک خواری اور ملت اسلامیہ سے غداری قادیان کے مغل خاندان کی سرشت میں داخل تھی، جس کے شواہد پہلے گزر چکے ہیں، قادیان کے "سرکاری نبی" نے نہ صرف اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھا، بلکہ الہامی سند عطا کر کے اسے عالم اسلام میں پھیلانے کی کوشش کی، مرزا غلام احمد قادیانی نے ملت اسلامیہ کی عداوت اور انگریز کی وفاداری اپنی جماعت کے ذہنوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔

چنانچہ اپنی جماعت کے نام فرمان جاری کیا کہ:

"یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کا شکر گزار نہ ہو، یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی، ہر ایک

اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لئے دانت پیس رہی ہے، کیونکہ تم ان کی نگاہ میں کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو، سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو، اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کردے گی۔ یہ مسلمان لوگ، جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو، یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو، اور ان کی آنکھ میں کتا بھی رحم کے لائق ہے، اور تم نہیں ہو، تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو......

سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں، جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں، اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو، ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے؟

سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے، تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے وہ سپر (ڈھال) ہے، پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو، اور ہمارے مخالف جو مسلمان ہیں، ہزار ہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں، کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے، وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔" (اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت مندرجہ مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج:۱۰ ص:۱۲۳، مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص:۵۸۴)

اور قادیانی گروہ مسلمانوں کے نزدیک مرتد اور واجب القتل کیوں ہے؟ اس کا جواب بھی مرزا غلام احمد قادیانی سے سنئے:

"گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزارہا
مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو
ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے ہر ایک طور کی
بدگوئی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا اس تکفیر اور ایذا کا
ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے
برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گزاری کے لئے
ہزارہا اشتہار شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ
تک پہنچائی گئیں، یہ باتیں بے ثبوت نہیں، اگر گورنمنٹ توجہ فرمائے
تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔"

(درخواست بحضور لفٹیننٹ گورنر بہادر، تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۴)

گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ قادیان سے جو مبلغ اسلامی ممالک میں بھیجے جاتے تھے انہیں قادیانی جماعت کی جانب سے ہدایت دی گئی کہ وہ اسلامی ممالک کی عوام کے سامنے گورنمنٹ برطانیہ کے فضائل و مناقب بیان کریں، ان میں باہمی انتشار و تفریق پیدا کریں، مسلمانان عالم سے رابطہ و میل جول کریں، انگریز پرست افراد سے روابط قائم کرکے انہیں اسلامی حکومت سے بغاوت و غداری پر آمادہ کریں، اور بھولے بھالے مسلمانوں کو پھسلا کر انہیں قادیانی رضاکار بنا لیں۔ قادیانیت کا جاسوسی نظام اسلامی ممالک میں کس طرح کام کرتا تھا؟ اس کی چند مثالیں پیش کر دینا کافی ہوگا۔

افغانستان:

۱۹۰۳ء میں ایک عبداللطیف نامی افغانی ملا کو قادیان میں چار ماہ کی جاسوسی ٹریننگ دینے کے بعد کابل بھیجا گیا، جسے وہاں کی حکومت نے بجرم ارتداد و جاسوسی سنگسار کر دیا۔ خلیفہ قادیان مرزا محمود صاحب، عبداللطیف مرزائی کے قتل کا سبب ایک جرمن انجینئر کے حوالے سے یوں الفاظ بیان کرتے ہیں:

"صاحبزادہ عبداللطیف کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے، اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبۂ حریت کمزور ہوجائے گا، اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔

اگر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔"

(الفضل ۶؍اگست ۱۹۳۵ء)

۲:... اور اس واقعے سے ڈھائی تین سال قبل، اسی نوعیت کا واقعہ ایک عبدالرحمن نامی مرزائی کے ساتھ پیش آیا، اسے بھی حکومت افغانستان نے قتل کروادیا۔

۳:... ۱۹۲۵ء میں افغانستان میں دو اور مرزائی پکڑے گئے جن کے بارے میں حکومت افغانستان نے مندرجہ ذیل پریس نوٹ جاری کیا:

"کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم چہار آسیائی و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہوچکے تھے، اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کرکے انہیں اصلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے، جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہوکر ان کے خلاف دعویٰ دائر کردیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جرم ثابت ہوکر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے، ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہوچکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیرملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے، جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں (انگریزوں) کے ہاتھ بک چکے تھے، اس واقعہ کی تفصیل مزید تحقیق کے بعد شائع کی جائے گی۔"

۴:...قادیانیوں کی اس نارواجسارت کے خلاف افغانستان کی اسلامی حکومت نے جس روعمل کا اظہار کیا اس کا خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ افغانستان کی سرزمین قادیانی کی قطعی نجاست سے پاک ہوگئی، اور اس کے بعد قادیانیوں کو آئندہ یہ جرأت نہ ہوسکی کہ وہاں کفرو ارتداد کی کھلی تبلیغ کرسکیں۔

۵:...حکومت افغانستان کے اس جرأت مندانہ اقدام سے قادیانی اور ان کے سفید آقا (انگریز) دونوں افغانستان کے دشمن بن گئے، ۱۹۲۵ء میں قادیان کے خلیفہ نے "لیگ آف نیشنز" سے مطالبہ کیا کہ افغانستان سے بدلہ لیا جائے۔

۶:...۱۹۱۹ء میں انگریز نے افغانستان کو جنگ میں الجھایا تو قادیان میں مسرت اور شادمانی کے شادیانے بجنے لگے، اور خلیفہ قادیان نے فرط مسرت میں اعلان بھی کردیا کہ:

"عنقریب ہم کابل جائیں گے۔"

(الفضل ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

لیکن مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کی طرح خلیفہ قادیان کا یہ خواب بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔

۷:...اس جنگ کابل میں قادیان نے ہر ممکن طریق سے انگریزوں کو مدد پہنچائی، الفضل کے بیان کے مطابق:

"جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے تب جماعت ہماری نے اپنی طاقت سے بڑھ کر (انگریزوں کو) مدد دی، اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی، جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہوجانے سے رک گئی، ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھا چکے تھے، اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں، اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضاکارانہ طور پر کام کرتے رہے۔" (الفضل ۱۳ جولائی ۱۹۲۰ء)

۸:… قادیانی جماعت کی افغانستان سے عداوت ہی کا کرشمہ ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی نے پاک افغان تعلقات کو ایسے انداز سے بگاڑا کہ آج تک دونوں پڑوسی مسلم ملکوں کے تعلقات صاف نہیں ہوسکے، دو مسلم ہمسایہ ملکوں کے درمیان عداوت اور کشیدگی کے بیج بونا قادیانی حسنِ عمل کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

عراق و بغداد:

۱:… ۱۹۱۰ء میں جب برطانوی حکومت نے عراق پر اپنے پنجے تیز کئے اور لارڈ ہارڈنگ اسلامی مملکت کو برطانوی نوآبادی بنانے کا منصوبہ لے کر عراق میں وارد ہوا تو قادیان میں گھی کے چراغ جلنے لگے، اور قادیانی جریدہ "الفضل" نے تحریر کی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ ان الفاظ میں کیا:

"یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا، ہم ان نتائج پر خوش ہیں ..... کیونکہ خدا ملک گیری اور جہانبانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے، اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے، ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں، کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوئی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعتِ اسلام کا میدان بھی وسیع ہوجائے گا اور غیرمسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔"

(الفضل ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۲:… اور ۱۹۱۸ء میں جب بغداد پر انگریز کا قبضہ ہوا اور وہاں کے مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپایا گیا تو قادیانی امت پھولے نہیں سماتی تھی، اسلام کی اس مصیبتِ عظمیٰ پر قادیانی امت فرحت و مسرت میں آپے سے باہر ہوگئی، اور اخبار "الفضل قادیان" نے لکھا:

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) فرماتے ہیں

کہ میں وہ مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں چل سکتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو؟"

"عراق عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"فتح کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں، دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی، ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کر کے اس طرف بھیجا، دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تا کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔" (۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

اس اقتباس کو بار بار پڑھئے! گورنمنٹ برطانیہ کو قادیانی مہدی کی تلوار بتایا جارہا ہے، اور قادیانی جو اس تلوار کی چمک تمام اسلامی ممالک میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ سقوط بغداد کے المناک سانحہ کو "فتح بغداد" کہہ کر اس پر فخر کیا جاتا ہے۔ انگریزوں کی فوج کی مدد کے لئے فرشتے نازل کئے جاتے ہیں، کیا اسلام دشمنی کا اس سے بدتر مظاہرہ ممکن ہے؟

۳:... اور قادیانیوں نے اس "فتح بغداد" کے موقع پر انگریز کی کس قدر مدد کی؟

اس سوال کا جواب خلیفہ قادیان مرزا محمود کی زبان سے سنئے:

"عراق کو فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی (انگریزی فوج میں) بھرتی ہو کر چلے گئے، لیکن جب وہاں حکومت قائم ہوئی تو گورنمنٹ نے یہ شرط کروائی کہ پادریوں کو مسیحیت کی اشاعت کرنے میں کوئی روک نہ ہوگی، مگر احمدیوں کے لئے نہ صرف اس قسم کی کوئی شرط نہ کی، بلکہ

احمدی اگر اپنی تکالیف پیش کرتے ہیں تو بھی عراق کے ہائی کمشنر اس میں دخل دینے کو اپنی شان سے بالا سمجھتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۳۱؍اگست ۱۹۳۱ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ جس جماعت کا دعویٰ تھا کہ اسلامی جہاد حرام ہے، اور انگریزوں کے مقابلہ میں ہاتھ اٹھانا کفر ہے، وہی جماعت اسلامی ممالک پر انگریزوں کی یورش کو مدد دینے کے لئے خون بہاتی اور سینکڑوں آدمی بھرتی کرتی ہے۔

۴:...اور قادیانیوں کی اسی انگریز پرستی ہی کا نتیجہ تھا کہ جب بغداد ''فتح'' ہوا اور عراق عرب پر انگریزوں کا تسلط ہوا تو انگریزوں کی طرف سے عراق کا سب سے پہلا گورنر میجر حبیب اللہ قادیانی کو مقرر کیا گیا، جو خلیفہ قادیان کا برادر نسبتی اور انگریزی فوج سے متعلق افسر تھا، ایک قادیانی کو ایک مقبوضہ اسلامی علاقے پر گورنر مقرر کرنا درحقیقت ملت اسلامیہ سے انگریز کا بدترین مذاق تھا۔

۵:...اسی ''فتح بغداد'' کے موقع پر انگریزی نبی کے پایۂ تخت ''قادیان'' میں جشن مسرت منایا گیا، اور عمارتوں پر چراغاں کیا گیا، قادیان کے سرکاری آرگن روزنامہ الفضل نے اس جشن مسرت کی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:

''۲۳؍ ماہ نومبر کو ''انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ'' کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یادگار جشن منایا گیا ...... غرض کہ احمدیوں کا کوئی مکان اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی ہو، یہ پر لطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت مؤثر اور خوشنما تھا، اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی تھی جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے۔'' (الفضل ۳؍دسمبر ۱۹۱۸ء)

آہ! کس قدر دل خراش تھا یہ منظر! کہ اسلامی خلافت کے سقوط اور اسلامی ممالک پر انگریز کے منحوس تسلط سے اُمت اسلامیہ میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی، مسلمانوں کے دل

جریان ہو رہا تھا، آنکھیں گریاں تھیں، لیکن امتِ اسلامیہ کے یہ غدار، محمد رسول اللہ کے یہ باغی، کافر فرنگ کے یہ عقیدت کیش، جشنِ مسرت منا کر مسلمانوں کے زخم پر نمک پاشی کر رہے تھے۔

شام اور فلسطین:

۱:... ملک شام اور فلسطین پر انگریزی تسلط کے لئے زمین ہموار کرنے کی خاطر مرزا غلام احمد قادیانی نے حرمتِ جہاد پر عربی میں کتابیں لکھیں، اور انہیں اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ بلادِ عرب میں پہنچایا، مرزا غلام احمد قادیانی بڑے فخر سے لکھتا ہے:

"اور پھر میں نے قرینِ مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں، جن کی چھپائی اور اشاعت پر ہزارہا روپے خرچ ہوئے، اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں، میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ ...

یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں، بلکہ برابر سترہ سال کا ہے، اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں، میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں، جن میں سرکار انگریزی کی خیرخواہی اور اطاعت کا ذکر ہے، (اس کے ذیل میں مرزا نے اپنی چونتیس کتابوں اور رسالوں کی فہرست درج کی ہے... ناقل)۔" (کتاب البریہ ص:۵ تا ۸ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء، مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۳ ص:۳،۵)

قادیانی عقائد کا خلاصہ:

۱:... قادیانیت نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہٖ محمد رسول اللہ مانتی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات و مناصب بھی قادیان کو عطا کرتی ہے بلکہ

روحانی ترقی، معجزات اور ذہنی ارتقا میں رئیس قادیان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ وافضل سمجھتی ہے۔

۲:...قادیانیت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین وشریعت اور آپ کی نبوت، مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت سے پہلے تک مدار نجات تھی اور مرزا غلام احمد کے بعد نبوت محمدیہ مدار نجات نہیں، بلکہ مرزا کی تعلیم اور وحی مدار نجات ہے، اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وشریعت منسوخ قرار پاتی ہے۔

۳:...قادیانیت کے عقیدے میں تمام دنیا کے مسلمان جو نبی قادیان پر ایمان نہیں لاتے نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

۴:...قادیانیت صدر اول سے لے کر آج تک کی تمام اُمت مسلمہ کو "عقیدہ حیات مسیح" کی بنا پر کافر اور مشرک سمجھتی ہے۔

۵:...قادیانیت عقیدہ حیات مسیح کی بنا پر اُمت مسلمہ کو منکر قرآن، کاذب اور خائن تصور کرتی ہے۔

۶:...قادیانیت تمام عالم اسلام کو ولد الحرام، ذریۃ البغایا اور خنزیر جیسی گھناؤنی گالیوں سے نوازتی ہے۔

۷:...قادیانیت کے نزدیک موجودہ دور کے مسلمان بیت المقدس اور دیگر مقامات مقدسہ کی تولیت کے اہل نہیں۔

۸:...قادیانیت اپنے مذہبی مرکز "قادیان" کو، جو آج کل دارالکفر والحرب بھارت میں ہے، نہ صرف مکہ ومدینہ کے ہم سنگ وہم مرتبہ سمجھتی ہے، بلکہ اعلیٰ وافضل قرار دیتی ہے اس لئے کہ بقول مرزا محمود صاحب:

"کہ ومدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوچکا ہے۔"

۹:...قادیانیت انبیائے کرام علیہم السلام کا مذاق اڑاتی ہے، ان کے معجزات کو قابل نفرت کھلونے بتاتی ہے، اور ہر بات میں مرزا غلام احمد کی انبیائے کرام پر فوقیت کی نمائش کرتی ہے۔

۱۰:... قادیانیت اسلامی اصطلاحات کو پامال کرتی ہے، مرزا کی بیوی کو "ام المؤمنین"، مرزا کے مریدوں کو "صحابہ کرام"، مرزا کے جانشینوں کو "خلفائے راشدین"، قادیان کو "ارضِ حرم"، "مکہ"، "المسجد الاقصیٰ"، ربوہ کو "بیت المقدس" اور قادیانی نبوت کے علمبرداروں کی شرارت کو "جہاد" کے نام سے یاد کرتی ہے۔

۱۱:... اسلام میں "سیدۃ النساء" کا مقدس ترین لقب حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے مخصوص ہے، لیکن قادیانیت یہ لقب مرزا کی بیوی کو عطا کرتی ہے۔

۱۲:... بعض فرقوں کے مطابق "پنج تن پاک" کی اصطلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کے لئے مخصوص ہے، مگر قادیانیت "پنج تن پاک" کا اطلاق مرزا کے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں پر کرتی ہے۔

۱۳:... رضی اللہ عنہ کا صیغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے لئے تھا، مگر قادیانی دین میں یہ خطاب ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو اسلام سے مرتد ہوکر مرزا آنجہانی کی جھوٹی نبوت سے وابستہ ہوگئے، اور جنھوں نے مرزا کے ہاتھ پر اسلام سے غداری اور انگریز کی وفاداری کا عہد کیا۔

۱۴:... قادیانیت عالمِ اسلام کے ایک ایک فردِ مسلم سے عداوت اور دشمنی کے وہی جذبات رکھتی ہے جنھیں قرآنِ کریم نے یہود اور مشرکین کا شیوہ بتایا ہے:

"لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا" (المائدۃ:۸۲)

چنانچہ قادیانیت کا سرکاری آرگن روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳ جنوری ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں ملتِ اسلامیہ کو خطاب کرتے ہوئے جو کچھ لکھتا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"ہم فتح یاب ہوں گے، ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے، اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔"

(الفضل ربوہ مؤرخہ ۳ جنوری ۱۹۵۲ء ص:۴)

قادیانیت کی نئی دُکان
ڈاکٹر عامر لیاقت حسین کے جواب میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

س:... جناب! آپ کو خط لکھنے کی جسارت اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ میں آپ کا کالم "جنگ" میں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں، آپ نے گزشتہ دنوں کراچی کے حالات پر ایک کالم لکھا جس میں آپ نے بتایا کہ کس طرح کراچی کے حالات صحیح ہوں گے، آپ نے جس طرح دہشت گردوں اور حکومت کو بے نقاب کیا ہے وہ قابل تعریف ہے۔

مگر ایسا لگتا ہے کہ کچھ لوگوں کو آپ کا یہ کالم پسند نہیں آیا ہے، انہوں نے آپ کے کالم کے جواب میں ایک مزاحیہ کالم لکھ مارا ہے، جو ایک روزنامہ کی ۲ اگست کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اس کالم کے مصنف "ڈاکٹر عامر لیاقت حسین" ہیں اور کالم کا نام ہے: "دُکان نئی کھولو، چاہے پرانا ہو چکا فتویٰ" اس کالم میں جس طرح دین اسلام اور احادیث کا مذاق اڑایا گیا ہے وہ قابل مذمت ہے اور اس کے بعد جس طرح آپ کی شخصیت کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے اور آپ کو قوم کی امامت کے لئے بیکار صرف "دورِ نعت کا امام" کا خطاب دیا ہے، اس سے مجھے اور آپ کے چاہنے والے لاکھوں لوگوں کو ٹھیس پہنچی ہے۔

میری آپ سے گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے شبہات کا جواب ضرور دیجئے، میں اخبار کا تراشہ ساتھ بھیج رہا ہوں۔

ج:... میں نے یہ کالم جو آپ نے بھیجا ہے پڑھ لیا ہے، اس ناکارہ کے بارے میں تو ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ ان کو معاف! واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے

اس ناکارہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے میں اس سے بھی بدتر ہوں، لیکن غور و فکر کے بعد بھی میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ ڈاکٹر صاحب نے جو بات میری طرف منسوب فرماکر اس کا مذاق اڑایا ہے، وہ میرے مضمون کے کس فقرے سے اخذ فرمائی؟

میں نے حدیث شریف کے حوالے سے یہ لکھا تھا کہ:

"جب دو مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرنے کے ارادے سے تلواریں سونت کر مقابلے کے لئے نکل آئیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ قاتل تو مسلمان کو قتل کرنے کے جرم میں، اور مقتول ارادۂ قتل کی وجہ سے۔"

دنیا بھر کے قوانین میں قتل کرنا بھی جرم ہے اور ارادۂ قتل بھی جرم ہے۔ اب اگر قانونِ الٰہی کی رو سے یہ دونوں چیزیں "قابلِ سزا جرم" قرار دی گئی ہوں تو عقل و منطق اور قانونِ عدل کے عین مطابق ہے۔ کیا یہ ایسی بات ہے جس کا مذاق اڑایا جائے؟ لیکن میرے بھائی ڈاکٹر لیاقت حسین نے اپنی طرف سے تصنیف کرکے میری طرف یہ فقرہ منسوب کردیا کہ:

"بغیر کسی وجہ کے کسی کو قتل کرنے والا اور بغیر کسی وجہ سے کسی کے ہاتھوں قتل ہونے والا دونوں جہنمی ہیں۔"

میرے بھائی! کچھ تو انصاف کرتے کہ میری پوری تحریر میں یہ فقرہ کہاں ہے جو انہوں نے میری طرف منسوب کرکے جو جی میں آیا لکھ دیا؟

جو شخص بغیر کسی وجہ کے گھر بیٹھے یا راہ چلتے ظلماً مارا جائے ایسا مسلمان تو "شہید" کہلاتا ہے۔ اس کے بارے میں شرعی حکم سب کو معلوم ہے کہ اس کو غسل بھی نہیں دیا جاتا، کیونکہ وہ خونِ شہادت سے غسل کرچکا ہے، مولانا رومیؒ کے بقول:

خونِ شہیداں را ز آب اولیٰ تر است

ویں خطا از صد صواب اولیٰ تر است

اور اس کو نیا کفن بھی نہیں پہنایا جاتا، بلکہ حکم ہے کہ سوائے زائد کپڑے (پوستین وغیرہ)

اتار لئے جائیں۔ زائد چادر کی ضرورت ہو تو ڈال دی جائے ورنہ اس کے انہی خون آلود کپڑوں میں سے دفن کیا جائے، تاکہ اس کا یہ "لباسِ شہیداں" قیامت کے دن اس کی مظلومیت کی گواہی دے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے، جبکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز جنازہ کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا خونِ ناحق خود اس کی شفاعت کے لئے کافی ہے، کیونکہ ظالم کے خنجر نے اس کو تمام گناہوں سے پاک صاف کردیا۔ "ان السیف محاء الخطایا۔" ارشادِ نبوی ہے۔

(مسند احمد ج:۴ ص:۱۸۵)

البتہ اگر کسی کا دل کفر و نفاق کی سیاہی سے تاریک تھا تو اس کا مظلومانہ قتل بھی اس کے دل کی سیاہی کو دھونے سے قاصر ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے: "السیف لا یمحو النفاق۔" یعنی تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔ (مسند احمد ج:۴ ص:۱۸۶)

الغرض جو مسلمان بغیر کسی قصور کے ظلماً مارا جائے وہ تو "شہید" کہلاتا ہے، اس کو "جہنمی" کون کہتا ہے؟ ڈاکٹر صاحب کو شاید غلط فہمی ہوئی، ورنہ ایک غلط بات کو میری طرف منسوب کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ارشادات کو طنز و استہزا کا نشانہ نہ بناتے، اور اس ناکارہ کو بھی "جرمِ بے گناہی" میں نشترِ قلم سے شہید نہ کرتے، خیر! اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھے۔

میرے بھائی ڈاکٹر صاحب مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ ناحق قتل ہونے والوں کے پسماندگان کے زخم خوردہ دلوں پر مجھے مرہم رکھنا چاہئے تھا اور ان کو صبر کی طاقت دلانے کے لئے یہ قرآنی حکم سنانا چاہئے تھا کہ: "جو کسی کا ناحق خون بہائے گا وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔" (النساء: ۹۳) حالانکہ میں نے حدیث صحیح کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ کسی کا ناحق خون بہانے والا بھی اور ناحق خون بہانے کا ارادہ کرنے والا بھی، دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ناقابلِ معافی جرم کے مرتکب ہیں، ان دونوں کو معاف نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان کو جہنم کی سزا سنائی جائے گی۔ میرے بھائی ڈاکٹر صاحب غور فرمائیں کہ میں نے قرآنی حکم سنانے میں کیا کوتاہی کی؟

میرے بھائی نے مجھ پر "دو رکعت کے امام" کی پھبتی اڑائی ہے۔ دو رکعت کی امامت تو نیابت رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تعالیٰ مجھے یہ شرف نصیب فرمائیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے؟

میرے بھائی نے مجھ پر "فتویٰ فروشی" کا بھی الزام لگایا ہے، حالانکہ میں نے اپنے مضمون میں اشارہ دیا تھا کہ:

"قانون نافذ کرنے والے ادارے جو شہریوں کی جان، مال اور عزت و آبرو سے کھیل رہے ہیں، اگر حکومت شہریوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت سے قاصر ہے تو اسے فوراً مستعفی ہوجانا چاہئے تاکہ خون ناحق کا وبال اس کے نامۂ عمل میں درج نہ ہو اور قیامت کے دن اسے ظالموں کے کٹہرے میں نہ کھڑا کیا جائے۔"

میرے بھائی! انصاف فرمائیں کہ سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق کہنے کا نام "فتویٰ فروشی" ہے؟

ڈاکٹر صاحب نے آخر میں مجھے شعری زبان میں مشورہ دیا ہے کہ:

"دکان کھولی، جا تو پالا ہو چکا تقویٰ"

اور اسی مصرع کو انہوں نے اپنے مضمون کا زیب عنوان بنایا ہے۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ میں ناکارہ بندہ تو کوئی فتویٰ نہیں دیتا، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ضرور نقل کیا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فتویٰ پرانا نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے واجب العمل ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آخری نبی ہیں، جب قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فتویٰ چلے گا، وہ کل بھی تازہ تھا، آج بھی تازہ ہے اور قیامت تک تازہ رہے گا۔

قادیانیت کی نئی دُکان

نقلی اور جعلی سامان

رہا میرے بھائی کا یہ مشورہ کہ "میں نئی دُکان کھولوں" اس کے لئے یہ گزارش ہے کہ اس فقیر نے نہ پہلے اپنی کوئی دُکان کھولی، نہ آئندہ کسی نئی دُکان کھولنے کا ارادہ ہے، الحمدللہ! کہ اس فقیر کے پاس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی سچائی دُکان موجود ہے، اور یہ جنت کی دُکان ہے۔ یہ فقیر اس دُکان کا حقیر سا نوکر اور ملازم ہے، نہ یہ دُکان اس کی اپنی ہے، اور نہ وہ اپنا مال فروخت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دُکان میں جو مال بھرا ہے وہ جنت کا خزانۂ عامرہ ہے، یہ فقیر یہی مال لٹاتا رہتا ہے۔ الحمدللہ! ثم الحمدللہ! آج بھی اس گئے گزرے دور میں کروڑوں مسلمان اس دُکانِ ایمان سے پرانا مال بڑی ہی عقیدت و محبت اور جذبۂ ایمانی کے ساتھ دھڑا دھڑ خرید رہے ہیں۔

بعض لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے مال کو پرانا سمجھ کر نبوت کی نئی دُکان چمکائی، اور اس پر ظلی و بروزی کی خوب ملمع کاری کی، مگر اس میں جو مال بھرا وہ سارا نقلی و جعلی تھا، بہت سے لوگ، جو اصلی و نقلی کے درمیان تمیز نہیں کرسکتے، وہ اس نئی دُکان کی نقلی ٹیپ ٹاپ اور ملمع کاری سے دھوکے میں آگئے اور انہوں نے نقدِ ایمان دے کر اس نئی دُکان کا کھوٹا اور جعلی مال خریدنا شروع کردیا۔

یہ فقیر ایسے حضرات کو بھی مشورہ دے گا کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُکان سے دوبارہ رجوع کریں، یہاں ان کو دنیا و آخرت کی سعادتوں اور برکتوں کا سودا ملے گا۔ سونے کے پرانے سکے خواہ کتنے ہی پرانے ہوجائیں ان کی قدر و قیمت مزید بڑھتی ہے، اور دورِ جدید کے کاغذی جعلی سکے خواہ کیسے ہی چمکیلے اور خوشنما نظر آئیں، وہ ردّی پانے کے کام بھی نہیں آتے۔

میں اپنے بھائی جناب عامر لیاقت حسین سے بھی درخواست کروں گا کہ کبھی فقیر

جنرل صاحب! کیا یہ صحیح ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

لندن سے ایک اردو اخبار ”آزاد“ نکلتا ہے۔ جس کا چیف ایڈیٹر حبیب مرتضیٰ ڈار ایک شخص ہے۔ ہماری معلومات یہ ہیں کہ موصوف تین سال سے لندن میں ہیں۔ پہلے ”جنگ لندن“ میں تھے۔ وہاں جنگ کی عدالت میں مقدمہ کیا اور اس کے خلاف فیصلہ ہوا۔ اس قماش کے لوگوں کو قادیانیت کے دامن میں پناہ ملتی ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کے تعاون سے انہوں نے ”آزاد“ اخبار جاری کیا جو مسلسل کئی سال سے قادیانیوں کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور قادیانیوں کے حق میں خبریں شائع کرتا ہے۔ بیرون ملک میں پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا قادیانیوں کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ بالخصوص لندن کی فضا ان کی پاکستان دشمنی کے لئے خاص طور پر سازگار ہے۔ چنانچہ یہ اخبار روز اول سے پاکستان اور حکومت پاکستان کے خلاف نہایت زہریلا مواد شائع کر رہا ہے۔ اس اخبار کی ۲۲/اپریل تا ۲۸ مئی ۱۹۸۷ء کی اشاعت ہمارے سامنے ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل خبر صفحہ اول پر ”شہ سرخی“ کے ساتھ شائع کی گئی ہے:

”احمدی اور قادیانی مسلمان ہوگئے“

”غیر مسلم قرار دینے سے متعلق فیصلہ بھٹو پارٹی کے غدار شیطانی ٹولے کی سازش تھی۔“

”جنرل ضیاء سے غلطی دور کرنے اور احمدیوں کو مسلمان تسلیم کرنے کا مطالبہ“

''لندن: معلوم ہوا ہے کہ احمدیہ کمیونٹی کے بعض اکابرین نے اپنی ایک تحریری درخواست میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق سے استدعا کی ہے کہ احمدیوں اور قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کے بارے میں قومی اسمبلی کا فیصلہ کالعدم قرار دیا جائے اور انہیں مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کی طرح مسلمان سمجھا جائے۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ، قرآن پاک اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں غیرمسلم قرار دینا سراسر زیادتی ہے، اس لئے قومی اسمبلی کے متعصبانہ فیصلہ پر نظر ثانی کی جائے۔

درخواست میں قیام پاکستان میں چوہدری سر ظفر اللہ خان سے لے کر پاکستان کی سائنسی ترقی میں ڈاکٹر عبدالسلام جیسے احمدی اکابرین کی خدمات کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے، اور احمدیوں کو مسلمان، پاکستانی قوم کا ایک موثر حصہ قرار دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ احمدیوں اور قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دینے کا فیصلہ قوم کا فیصلہ نہیں تھا بلکہ پی پی پی کے غدار شیطانی ٹولے کا فیصلہ تھا۔''

یہ خبر جس قدر حیرت انگیز اور سنسنی خیز ہے اس پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ قادیانی اخبار ''آزاد'' لندن کی یہ خبر محض بازاری گپ ہے جو کہ ایک خاص سازش کے تحت پاکستان میں انتشار پھیلانے اور عوام کو مارشل لاء حکومت سے بدظن کرنے کے لئے گھڑی گئی ہے۔ قادیانیوں کو معلوم ہے کہ اس مسئلہ میں مسلمانوں کے احساسات کتنے نازک ہیں اور جب یہ بات مسلمانوں کے علم میں آئے گی کہ عالم اسلام کے متفقہ فیصلہ کو منسوخ کرنے کا مسئلہ مارشل لاء حکومت کے زیرغور ہے تو اس سے مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھیں گے اور موجودہ حکومت کے خلاف نفرت و بیزاری اور بے اعتمادی کی عام فضا پیدا ہو جائے گی۔

ہم مارشل لاء حکومت سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی اخبار "آزاد" کی یہ خبر کہاں تک صداقت پر مبنی ہے؟ اور اگر یہ خبر غلط، من گھڑت اور گمراہ کن ہے تو حکومت پاکستان کا پہلا فرض یہ ہے کہ نہ صرف قادیانیوں کی اس شرانگیز خبر کی واضح طور پر تردید کرے، بلکہ اس مکروہ سازش پر قادیانیوں کے سرغنہ سے جواب طلبی بھی کرے، نیز لندن میں ہمارے سفارت خانے کو اس متعفن خبر کی تردید کا حکم دیا جائے۔

"آزاد" نے مسٹر بھٹو اور اس کی پارٹی کو غدار شیطانی ٹولے کا خطاب دیا ہے، اور اسے سانحہ ربوہ کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، ہم اس کی تائید کرتے ہوئے اس پر اتنا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی خود بھی اسی "غدار شیطانی ٹولے" کے آلۂ کار تھے، مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات سے چند دن پہلے مرزا ناصر نے اسی "غدار شیطانی ٹولے" سے چار گھنٹے تک ملاقات کرکے اپنی پارٹی کو اس ٹولے کی حمایت کرنے کی ہدایت کی تھی، اسی بنا پر مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا تھا کہ:

"قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔"

(پنڈت نہرو کے نام خط)

اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو ان غداران اسلام کے شر سے محفوظ فرمائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ صَفْوَةِ الْبَرِيَّةِ مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(افتتاحیہ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی ۸ ستمبر ۱۹۷۹ء)

مغربی جرمنی میں پاکستانی پناہ گزین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

"۴ مئی (پ پ) مغربی جرمنی کے ایک رکن پارلیمنٹ نے اخبارات کو جاری کئے گئے ایک مراسلے میں کہا ہے کہ مغربی جرمنی میں سیاسی پناہ حاصل کرنے والے پاکستانیوں میں بیشتر اس وجہ سے پناہ حاصل کر رہے ہیں کہ وہ ایسی سیاسی پارٹی کے رکن ہیں جس پر پابندی عائد ہے اور خطرہ ہے کہ ملک میں ان کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائے گی۔ سوشل ڈیموکریٹک کے ڈپٹی ہورسٹ ہاسے نے کہا کہ انہوں نے وزیر داخلہ جرہارٹ باؤم اور سیاسی پناہ گزینوں کے امور کی دیکھ بھال کرنے والے دفتر کی توجہ اپنی ان معلومات کی جانب مبذول کرائی ہے جو گزشتہ ماہ دورۂ پاکستان میں انہوں نے حاصل کی تھیں۔ مسٹر ہاسے نے اپنے مراسلہ میں کہا ہے کہ پاکستان میں سیاسی پارٹیوں پر پابندی ہونے کے باوجود وہ پارٹیاں موجود ہیں۔ مسٹر ہاسے نے لکھا ہے کہ وہ اخبارات میں ان پارٹیوں کی سرگرمیوں کی خبریں پڑھ چکے ہیں، اور صدر ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کے دو ارکان سے ملاقاتیں بھی کر چکے ہیں۔ جن میں ایک رکن نے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی کالعدم پاکستان پیپلز پارٹی سے اپنی وابستگی کا اعتراف بھی کیا ہے۔ مراسلہ میں کہا گیا

ہے کہ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ پاکستان میں کسی کو کسی جماعت کا رکن ہونے پر سزا نہیں دی جاتی بلکہ غیر معمولی حالات میں ہی ایسا ہوتا ہے۔

اور ایسے لوگوں کو مغربی جرمنی میں سیاسی پناہ دینے کا جواز نہیں بنتا، یاد رہے کہ ان دنوں مغربی جرمنی میں سیاسی پناہ حاصل کرنے کے خواہاں پاکستانیوں اور افغانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، تاہم امیگریشن کے حکام پی پی پی کے ارکان کی جانب سے سیاسی پناہ کی درخواستیں منظور کر رہے ہیں، مسٹر ہاسے زیر تھورف کے علاقے سے پارلیمنٹ کے رکن ہیں اور اسی علاقے میں پناہ گزینوں کا سب سے بڑا مرکز قائم ہے۔" (روزنامہ نوائے وقت کراچی ۵ مئی ۱۹۸۲ء)

"سیاسی پناہ" موجودہ دور کی ایک معروف اصطلاح ہے، اور اس کا جواز اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی فرد یا جماعت اپنے وطن میں غیر معمولی حالات سے دوچار ہو، اور خطرہ ہو کہ حکومت کی طرف سے اسے کسی وقت بھی آتش انتقام کا ایندھن بنایا جا سکتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ صورت حال حکومت کے جبر و استبداد اور جور و ستم کے نتیجہ ہی میں رونما ہو سکتی ہے، جو نہ صرف حکومت کی بدنامی کی موجب ہے بلکہ ملک و قوم کے لئے بھی باعث ننگ و عار ہے۔

جن پاکستانیوں نے مغربی جرمنی میں (یا کسی اور ملک میں) سیاسی پناہ لے رکھی ہے، سوال یہ ہے کہ ان کی اس پناہ گزینی کے لئے کیا وجہ جواز ہے؟ کیا پاکستان میں کسی ایک فرد کو بھی محض سیاسی رقابت کا نشانہ بنایا گیا ہے؟ ہر شخص کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ پاکستان میں کسی فرد کے لئے ایسی فضا نہیں ہے، جبکہ مغربی جرمنی کے رکن پارلیمنٹ نے بچشم سر مشاہدہ کے بعد اس کی تصدیق کی ہے، البتہ جو لوگ سنگین جرائم کے مرتکب ہوں انہیں باز پرس اور دار و گیر کا کھٹکا ضرور ہو سکتا ہے، اور یہی لوگ ہیں جو اپنے کیفر کردار سے بچنے کے لئے "سیاسی پناہ" کا لبادہ اوڑھتے ہیں۔

بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ایک تبلیغی فرقے کے لوگ بھی مغربی جرمنی میں سیاسی پناہ لئے رہے ہیں، جس سے دنیا کو یہ تأثر دینا مقصود ہے کہ پاکستان میں ان کی جماعت پر خدا کی زمین تنگ کردی گئی ہے، اور ان کے لئے وہاں رہنا ممکن نہیں رہا۔ اگر اس خبر میں کسی درجہ بھی صداقت ہے تو یہ ''مذہبی پناہ'' ''سیاسی پناہ'' سے بھی زیادہ شرمناک ہے، کیونکہ اس تبلیغی فرقے کے لوگ ملک میں نہ صرف عزت و آبرو کے ساتھ رہ رہے ہیں بلکہ بعض حلقوں کو یہ شکایت ہے کہ پاکستان میں ان کی وہی حیثیت ہے جو امریکہ میں یہودیوں کی ہے، ایک طرف ملک میں رہتے ہوئے مسلمانوں سے بڑھ کر حقوق و مفادات حاصل کرنا اور دوسری طرف ''مذہبی پناہ'' کا ڈھونگ رچا کر ملک و قوم کو رسوا کرنا، یہ وہ دوغلی پالیسی ہے جو قادیانی منافقین ہی کا رویہ ہوسکتا ہے۔

ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مغربی جرمنی سے ان سیاسی و مذہبی پناہ گزینوں کی فہرست اور ان کی پناہ گزینی کے وجوہ و اسباب کی تفصیلات طلب کرے، اور پھر اس کی روشنی میں صورتِ حال کی مکمل وضاحت کرے تاکہ بیرونی دنیا میں ملک و قوم کی ذلت و رسوائی کا مداوا ہوسکے۔ ہمیں تعجب ہے کہ مغربی جرمنی میں متعین پاکستانی سفارت خانے کی طرف سے مغربی جرمنی کی حکومت کو مطمئن کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی گئی؟ اور ان لوگوں کے ناشائستہ رویے کے خلاف احتجاج کیوں نہیں کیا گیا...؟

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱ ش:۲)

ناشائستہ حرکت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

ہمیں ایک مراسلہ موصول ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے:

”قادیانی فرقہ کو غیرمسلم قرار دئے جانے کے باوجود افسر شاہی اپنے اداروں میں قادیانیوں کو بلاتکلف ”مسلم“ کے نام سے پکار کر نہ صرف کتاب و سنت کے ساتھ شرمناک مذاق کرتی ہے، بلکہ آئینِ پاکستان کی دھجیاں بھی اڑاتی ہے۔ چنانچہ ۲۰/اگست بروز منگل رات آٹھ بجے ٹی وی کے پروگرام ”ذوقِ آگہی“ میں ایک سوال کیا گیا:

سوال:... اس مسلمان سائنسدان کا نام بتائیں جس نے ۱۹۷۹ء میں نوبل پرائز حاصل کیا؟

جواب:... (پروگرام کے شرکاء میں سے ایک طالب علم نے جواب دیا) ”ڈاکٹر عبدالسلام۔“

اس پر سوال کنندہ نے کہا: ”جواب درست ہے۔“

حالانکہ ڈاکٹر عبدالسلام مذہب کا قادیانی ہے اور وطن سے اس کی وفاداری کا یہ عالم ہے کہ ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختم نبوت سے ناراض

ہوکر اس نے پاکستان سے اظہار نفرت کرتے ہوئے یہاں کی شہریت تک چھوڑ دی۔

قادیانی شرعاً کافر و زندیق ہیں اور آئین پاکستان کی رو سے بھی وہ غیر مسلم ہیں، پاکستان کے قومی نشریاتی ادارے نے ایک قادیانی کافر کو مسلمان کہہ کر نہ صرف کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، بلکہ آئین پاکستان کی توہین اور اس سے غداری کے جرم کا بھی ارتکاب کیا ہے، لہٰذا ارباب حل و عقد سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اس پروگرام کے تیار کنندگان کو فوری طور پر برطرف کرکے آئین پاکستان سے غداری و بغاوت کے جرم میں مقدمہ چلایا جائے۔"

اس بوالعجبی کی داد کون دے سکتا ہے کہ ایک طرف ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا چرچا ہے اور دوسری طرف پاکستان کا طاقتور قومی نشریاتی ادارہ غیر مسلموں کو "مسلمان" کا خطاب دے کر اسلام کی مٹی پلید کر رہا ہے، اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ ان قومی اداروں کی زمام اختیار ایسے بزرجمہروں کے ہاتھ میں ہے جنہیں مسلم اور غیر مسلم کی بھی شناخت نہیں:

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

ہمارے عہدے دار بے بصیرت و ناعاقبت اندیش ہیں، انہیں پتا ہی نہیں کہ یہ مسئلہ کتنا نازک اور حساس ہے اور اگر اس پر کوئی تحریک اٹھی تو ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی طرح اسے سنگینوں کی نوک سے روکنا بھی ممکن نہیں ہوگا، ہم ملک کے ذمہ دار حضرات سے درخواست کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کے صبر و سکون کا زیادہ امتحان نہ لیں، کبھی حکومت کے شعبۂ خواتین کی سربراہ اسلامی احکام کا مذاق اڑاتی ہیں، اور کبھی قومی نشریاتی ادارے کے سربراہ زندیقوں اور مرتدوں کو اسلام کی سند عطا فرماتے ہیں، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آیا افسر شاہی علم و دانش سے اس قدر بے بہرہ ہے کہ اسے مسلم و غیر مسلم اور اسلام و کفر کے درمیان تمیز بھی نہیں؟!

جانا کہ جبکہ اسلام اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑانا بھی ان کے فرائض منصبی میں داخل ہے؟

ہم مسلمان ہم اسلام کے خلاف ٹی وی کے ارباب حل وعقد کی اس ناشائستہ اور غیر ذمہ دارانہ حرکت کے خلاف پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے پرزور احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ ادارہ اس حرکت پر قوم سے معافی مانگے، ورنہ اس کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۵ ش:۱۲)

قادیانی غنڈوں کو گرفتار کیا جائے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

"ربوہ ۲۸ راپریل (خصوصی رپورٹ احمد کمال نظامی)

قادیانیوں کے بارے میں آرڈی ننس کے نفاذ کے بعد نمائندہ خصوصی "نوائے وقت" نے ربوہ میں قادیانیوں اور مسلمانوں کی رائے معلوم کرنے کے لئے آج خصوصی دورہ کیا تو وہاں قادیانیوں کو خوف وہراس میں مبتلا پایا۔ ربوہ میں قادیانیوں کی ۲۶ عبادت گاہیں ہیں، جن پر کل رات مسجد کا لفظ مٹادیا گیا تھا۔ البتہ سب سے بڑی عبادت گاہ پر بدستور "مسجد اقصیٰ" کا لفظ اور آیات درج ہیں، اور اس عبادت گاہ پر تیم فوجی خدام الاحمدیہ اور الفرقان بٹالین کے مسلح رضاکاروں کا پہرہ تھا، اور دیگر رضاکار اردگرد کی جھاڑیوں میں چھپے بیٹھے تھے۔ ہماری کار ابھی وہاں رکی تو سیاہ کپڑوں میں ملبوس اسٹین گن سے مسلح ایک نوجوان دور سے بھاگ کر آتا دکھائی دیا، اور اس نے للکارا کہ پکڑلو جانے نہ پائے، جس پر قریبی جھاڑیوں سے پچاس کے قریب قادیانی رضاکار برآمد ہوئے جو لاٹھیوں اور آتشیں اسلحے سے لیس تھے۔"

("نوائے وقت" راولپنڈی ۲۹راپریل ۱۹۸۴ء)

حضرت امیر شریعتؒ سے لے کر آج تک ہمارے اکابر یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ ربوہ میں اسلحہ موجود ہے۔ اس خبر سے ہمارے اکابر کی بات سچی ہوگئی ہے، مندرجہ بالا خبر

۲۹ اپریل کو اخبارات میں چھپی ہے۔ اب جبکہ کافی دن ہو چکے ہیں اس خبر پر کسی قسم کا پولیس ردعمل منظر عام پر نہیں آیا۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جیسے ہی پولیس کو یہ مسلح نوجوان نظر آئے تھے موقع پر ہی گرفتار کیا جاتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اس میں پولیس کی کیا مجبوری تھی؟ جبکہ عام حالات میں پولیس مشتبہ لوگوں کو حراست میں لے کر ان سے اسلحہ جات برآمد کرتی ہے۔ اسلحہ جات کی برآمدگی کے لئے ان کے گھروں پر چھاپے مارتی ہے۔ ان کے خلاف مقدمات قائم کرتی ہے۔ اور اگر حکومت چاہتی ہے تو لائسنس یافتہ اسلحہ بھی لوگوں کو تھانے میں جمع کرانے کا حکم نافذ کر دیتی ہے۔ مگر مقام حیرت ہے کہ قادیانی غنڈے ربوہ میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ پولیس افسران کو بھی آنکھیں دکھاتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود تاحال کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ان قادیانی مسلح غنڈوں کو فوراً گرفتار کیا جائے۔ ربوہ اور پاکستان بھر کے دیگر قادیانی گھروں اور اڈوں کی تلاشی لی جائے۔

علاوہ ازیں جن قادیانیوں کو بذریعہ لائسنس اسلحہ دیا گیا ہے ان کے لائسنس منسوخ کر کے ان کا اسلحہ ضبط کیا جائے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۲۰ ش:۸)

سوال وجواب

"احمد رسول" کی پیش گوئی کا مصداق؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

محترم مکرم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

آپ جس شفقت اور محبت سے خطوط کا جواب دیتے ہیں، اس کے متعلق میں سوائے جزاکم اللہ احسن الجزاء کے اور کیا کہہ سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و ترقی درازیٔ عمر عطا فرمائے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے سورۂ صف میں جو ایک "احمد رسول" کی پیش گوئی کی ہے، اس میں آگے چل کر اس "احمد رسول" کے متعلق کہا ہے کہ: "وَھُوَ یُدْعٰی اِلَی الْاِسْلَامِ" یعنی وہ رسول بلائے جائیں مسلمان ہونے کو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خود داعیٔ اسلام ہیں، آپ کو مسلمان ہونے کو کون بلا سکتا ہے؟ امید ہے کہ آپ اس کی وضاحت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ خاکسار

محمد شفیع خان نجیب آبادی

۱۸/۷/۱۹۸۷ء

جواب:

اس آیت کریمہ میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان منکرین کا ذکر ہے جن کے

بارے میں اس سے اگلی آیت میں فرمایا ہے: "فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ" اس لئے یہ آیت "نبی احمد رسول" سے متعلق نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو اس آیت میں "ظَلَمْ"، "مفتری"، "یُدْعٰی اِلَی الْاِسْلَامِ" اور "اِنَّ اللہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ" کا مصداق قرار دیا گیا ہے، آپ کسی اردو تفسیر کا مطالعہ فرمائیں۔ فقط والدعا!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۵/۶/۱۳۹۹ھ

مرزائی اخلاق اور اسلامی شائستگی

مرزائی اُمت کی "شائستگی" حذف کرکے خط کے ضروری
اقتباسات اور حضرتؒ کا جواب ملاحظہ ہو:........................(مرتب)

جناب محمد یوسف لدھیانوی صاحب

سلام من اتبع الہدیٰ! (نقل مطابق اصل) از پیشتر ایک عریضہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا، اور اس خط سے بھی آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ آپ کا خصوصی تعصب سے بھرا صفحہ کتنے غور سے پڑھتا ہوں، لیکن کمال یہ ہے کہ آپ اپنی تو بڑے شور سے کہہ جاتے ہیں، کیونکہ آپ کے پاس "جنگ" اخبار کا "جنگی" اسلحہ ہے، لیکن دوسروں کی سننے یا پڑھنے یا اس کا جواب دینے کے آپ روادار نہیں ہوتے، جیسا کہ میرے پہلے عریضہ کا آپ حشر کرچکے ہیں، اور آپ جن صاحبان کے جواب دیتے ہیں ان بیچاروں کی استعداد ہی اتنی ہوتی ہے کہ آپ اللہ و رسولؐ کے نام کو استعمال کرلیں تو وہ آمنا وصدقنا کہہ کر آپ کے ہر فتویٰ کو (نعوذ باللہ) اللہ و رسولؐ کے احکام سے بھی بالاتر سمجھنے میں مجبور ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس علم تو ہوتا نہیں، بلکہ آپ ہی کے دعویٰ پر آپ کو وارثِ واسطہ رسولؐ سمجھے جارہے ہیں، ورنہ شاید آپ کو احساس نہیں کہ جہاں کہیں بھی آپ فتویٰ داغتے ہیں تو اس میں صریحاً آپ اپنی ذاتی انا، ضد، ہٹ دھرمی اور کم عقلی تک محدود علم کا "ٹھپّا" ہوتا ہے، لیکن جنگ اخبار کے اکثر قارئین ایسے بھی ہیں جو آپ کی علمی حالت پر خون کے آنسو روتے ہیں، لیکن مجبور ہیں، کچھ کہہ نہیں سکتے۔

اس بار بھی ۲۰ مارچ کا جنگ پڑھا ہے، یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ آپ اس دور

جدید اور سائنسی دور میں رہ کر بھی لوگوں کے مسائل خالصتاً قرآن و سنت کا لحاظ پیچھے چھوڑ کر حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، آپ کے لٹھ مار فتووں سے ہی آج کی نوجوان نسل دین اسلام سے بھاگ کھڑی ہوئی ہے، اور یہ حقیقت آپ جیسے مفتیوں اور علماء کی متعصب ذہنیت کی وجہ سے ہو رہا ہے..... عبدالرؤف لودھی، کوئٹہ

جواب:

گرامی مفخر جناب لودھی صاحب، آداب و دعوات!

عتاب نامہ (محررہ ۲۵/۱۰/۱۹۸۷ء) موصول ہوا، جناب کی عنایت و توجہ کا بہت بہت شکریہ۔ جناب نے اس فقیر کے حق میں جو کچھ ارشاد فرمایا، میں اسے جناب کی وسعتِ ظرفی سمجھتا ہوں، تین وجہ سے:

اول:... میں اس سے بھی بدرجہا فروتر ہوں جو کچھ آپ نے فرمایا۔

دوم:... یہ حق کی بہت ہی خفیف سزا ہے جو آپ نے دینا چاہی۔

سوم:... آپ نے اپنے نبی کی سنت پر عمل فرمایا، اور وہ بھی بہت اچھے انداز میں، لہٰذا مجھے اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کہنا چاہئے: **اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔**

حق تعالیٰ آپ کو حسن ظن کی جزائے خیر دے۔

جانِ برادر! لوگ سوال کرتے ہیں، یہ فقیر اپنی ناقص فہم کے مطابق اس کا جواب لکھ دیتا ہے، اس میں غصے اور جھلاہٹ کی کیا بات ہے؟ اگر آپ کے نزدیک کوئی جواب قواعدِ شرعیہ کے خلاف ہے تو اس پر گرفت کرسکتے ہیں کہ یہ فلاں شرعی قاعدے کی رو سے غلط ہے۔ باقی رہا سب مناظرے، دنگا، گالم گلوچ! تو یہ ایک مدت سے ہو ہی رہا ہے، اب کوئی کہاں تک کرتا جائے۔

بہرحال آپ کو اختیار ہے کہ جس قسم کی چاہیں فقیر کے بارے میں رائے قائم کریں، اور جو کچھ فرمانا چاہیں فرمائیں، میں زیادہ سے زیادہ حسرت میں آپ کو معاف کرتا ہوں۔ اگر جناب

مرزا صاحب کی نبوت و مسیحیت اس قسم کے طرزِ تخاطب سے فروغ پاسکتی ہے تو یہ آپ کے لئے بڑی سعادت ہوگی، اور میرا کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ امت محمدیہ کے کافر و مشرک ٹھہرائے جانے سے جو کچھ نہیں بگڑا تو یہ فقیر کس شمار میں ہے؟

بحمداللہ! فقیر آپ کی دعا سے بصحت و عافیت ہے، امید ہے مزاج سامی بعافیت ہوں گے، کبھی غریب خانہ پر تشریف لائیے اور شرف میزبانی بخشئے، فقط والدعا!

آپ کا مخلص

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۸/ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ

قسمیں اُٹھانے کی بجائے دلائل کی ضرورت

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

مکرم و محترم جناب مولانا صاحب   سلام نیاز!

۱:… ایک خط آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری معرفت دفتر ختم نبوت بھجوایا تھا، جو ناقابلِ (Refund) ہوکر واپس آگیا ہے، مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ خط آپ کے ایما پر واپس کیا گیا ہو؟

ج:… جی ہاں! میرے علم کے بغیر ایسا ہوا ہے، میں کسی کا رجسٹری خط واپس نہیں کیا کرتا، البتہ مرزا طاہر احمد صاحب کو یہ مقام عالی نصیب ہے۔

۲:… اب دوبارہ یہ خط آپ کے نیو ٹاؤن مسجد کے پتہ پر بھجوا رہا ہوں۔

ج:… رجسٹری کرنے کی ضرورت نہیں، سادہ ڈاک میں بھیج دینا کافی ہے۔

۳:… عرض یہ ہے کہ میرے نزدیک آپ مدعی اور جماعت احمدیہ مدعا علیہ ہیں، لہٰذا آپ نے جماعت احمدیہ پر یہ بہتان لگایا ہے۔

ج:… الزام لگانے والے کو ہی "مدعی" کہتے ہیں۔

۴:… آپ کا یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ کلمہ میں "محمد رسول اللہ" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیتے، بلکہ اس سے مراد مرزا غلام احمد لیتے ہیں، ہم پر بہتان ہے، میں نے مؤکد بلعنت قسم سے اس کی تردید کی تھی، تو آپ پر واجب تھا کہ یا تو سچے بہتان کو

دلائل لیتے یا مقابلہ میں مؤکد بحلف قسم اُٹھائے، اور یہی مباہلہ کی شرط ہوتی ہے، میں اُمید رکھتا ہوں کہ آں محترم ہو تو مؤکد بحلف قسم اُٹھائیں گے یا پابندیٔ دلائل سے بچیں گے۔

نیاز مند: عبدالمجید، کراچی

ج:... یہ جان چھڑانے کی پرانی قادیانی روش ہے کہ وہ مباہلہ سے پیچھے ہٹنے کو پسند کرتے ہیں، اسی طرح یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بھی عادت رہی ہے کہ وہ بجائے دلائل دینے کے بجائے اپنی اُمت کو بھڑکا دیتے اور مجہول قسمیں اُٹھاتا رہا، یہی سبق آپ بھی دُہرا رہے ہیں۔ دلائل کی دنیا میں قسمیں کام نہیں دیتیں، بلکہ صاف صاف دلائل دیجئے۔ بھلا یہ بھی کوئی مؤکد بحلف قسم کی بات ہے کہ میں آپ کے نبی کے دعویٰ اور الہامات پیش کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو "محمد رسول اللہ" کہتا ہے، اور آپ مؤکد بحلف قسم اُٹھاتے ہیں کہ ہم پر یہ بہتان اور الزام ہے، اور آپ کا دعویٰ غلط ہے۔

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم!

محترم مولانا صاحب، سلام مسنون

۱:... میں نے آپ کے بہت سے سوالات مرسلہ کے جوابات کے لئے قاضی محمد نذیر صاحب کو تکلیف دی تھی، اور ان کے جوابات آپ کو بھجوا دیئے تھے، اب آپ ان کے جواب پر کچھ لکھنے سے پہلے میرے ذریعہ ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ قاضی صاحب نے آپ کے مسلّمہ بزرگوں کی جو عبارتیں پیش کی تھیں، ان عبارتوں کو انہوں نے غلط جانتے ہوئے پیش کیا ہے یا صحیح جانتے ہوئے۔ میرے نزدیک اس بات کا جواب قاضی صاحب سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

ج:... ضرورت اس لئے ہے کہ جناب قاضی صاحب کا اپنا موقف صراحت سے سامنے آجائے۔

۲:... یہ بات ظاہر ہے کہ انہوں نے بروز، ظلیت وغیرہ کی تشریح میں آپ کے

مسلمہ بزرگوں کی عبارتوں کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے، تو وہ ان عبارتوں کو اصولی طور پر سچا ہی مانتے ہیں، جبھی اپنی تائید میں پیش کرسکتے ہیں۔

ج:… "اصولی طور پر سچا ماننے" کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

۳:… آپ قاضی صاحب سے یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ کسی کی عبارتوں کو منشائے متکلم کے خلاف معنی پہنانا بددیانتی اور تحریف اور خیانت ہے یا نہیں؟ یہ بات بھی ان سے پوچھنا غیرضروری ہے، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایسا کرنا ضرور بددیانتی، تحریف اور خیانت ہے۔

ج:… جزاک اللہ! آپ نے قاضی نذیر صاحب کے پیش کردہ مزعومہ دلائل کا قصہ خود ہی پاک کردیا۔

۴:… قاضی صاحب خود آپ کو مرسلہ مضمون میں لکھ چکے ہیں: "تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ درست نہیں ہوتی۔" (ص:۵ سطر:۲) یعنی ان کی طرف سے آپ کے دوسرے سوال کا جواب تو پہلے سے موجود ہے۔

پس اگر آپ قاضی صاحب کے مضمون پر کچھ تبصرہ کرنا چاہتے ہیں، تو مجھے لکھ کر بھیج دیں۔

ج:… اس کا تفصیلی جواب الگ کاغذ پر لکھ کر بھیج رہا ہوں۔

۵:… میں خود وضاحت کرلوں گا کہ قاضی صاحب نے آپ کے بزرگوں کے حوالہ جات پیش کرنے میں کیا غلطی کی ہے؟

ج:… غلطی نہیں، بلکہ تحریف کی ہے، میں ان شاء اللہ اس کو واضح کردوں گا۔

۶:… پھر اگر ضرورت ہوگی تو ان سے وضاحت طلب کرکے آپ کو ان کے عندیہ سے مطلع کردوں گا۔

قاضی صاحب نے "توفی" کے متعلق جو بحث کی ہے، اس پر آپ کے وعدے کے مطابق آپ کی تنقید کا شدید انتظار ہے، اس بارہ میں مزید انتظار نہیں رہ سکتی۔

ج:… مجھے بھی "رفع" اور "بل" کی بحث میں قاضی صاحب کے افادات کا

انتظار ہے، جب تک ایک بحث کا تصفیہ نہ ہو جائے، دوسرا موضوع شروع کرنا بے سود ہے۔

ے:... مباہلہ کے سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ آپ نے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کی دو عبارتوں سے بے غلط استدلال کیا تھا۔

ج:... میرے استدلال میں کیا غلطی تھی؟ اس کی وضاحت فرمادیں تاکہ بات مزید جاری رکھی جاسکے۔

۸:... یعنی آپ نے ان کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ قرار دے کر نئے کلمہ کی ضرورت سے انکار کو اپنی طرف سے یہ معنی پہنائے تھے کہ احمدی کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" سے مراد مرزا صاحب کو لیتے ہیں، اور مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیتے ہیں۔

ج:... جب مرزا صاحب، بقول قادیانی صاحبان کے بعینہٖ "محمد رسول اللہ" ہیں، تو میں نے غلط فہمی پھیلائی ہے؟ یا خود قادیانیوں نے غلطی کھائی؟

۹:... آپ نے احمدیوں کے متعلق اس طرح یہ غلط فہمی پبلک میں پھیلانے کی کوشش کی کہ وہ کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں لیتے، چونکہ آپ کا احمدیوں پر یہ بہتان تھا، اس لئے میں نے بحیثیت ایک احمدی کے اپنی صفائی مؤکد بلعنت حلف سے پیش کی۔

ج:... مبارک ہو! میں آپ کے اس سوال کا جواب پہلے خط میں لکھ چکا ہوں کہ یہ مرزائیوں کی پرانی روش ہے کہ جب وہ دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو مؤکد بلعنت قسمیں اٹھا کر اپنے مریدوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور وہی آپ نے بھی کیا۔

۱۰:... آپ کو بھی بالمقابل ایسی حلف کی دعوت دی، اگر آپ حلف اٹھاتے تو میں سمجھ لیتا کہ آپ دیانتداری سے اپنے آپ کو سچا جانتے ہیں۔

ج:... کیا اعتقادات پر مباہلے ہوا کرتے ہیں؟

۱۱:... آپ کو چاہئے تھا کہ تحقیق وصفائی کے حوالے کر دیتے مگر آپ نے تو اس معاملہ کو مذاق رنگ دینے کے لئے اپنے آپ کو مذاق بنا لیا۔

ج:... مدعی اور مدعا علیہ صرف عدالت میں نہیں ہوتے، علمی مباحث میں بھی ہوتے ہیں، اور مدعی کے ذمہ حلف نہ ہونا عدالت میں ہوتا ہے، نہ کہ علمی بحث میں۔

۲:... آپ نے مدعی بن کر اپنے لئے قسم کو غیر مشروع قرار دیا۔

ج:... جی ہاں! دین و شریعت اور دنیا بھر کی عدالتوں کا یہی دستور ہے کہ مدعی پر قسم نہیں ہے۔

۳:... حالانکہ آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ میرا آپ سے یہ مطالبہ مباہلہ کی نوعیت کا حامل ہے، جس سے آپ اپنے آپ کو مدعی ظاہر کرکے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ج:... مباہلہ کی شرائط؟ اور اس کا نتیجہ؟ اور پھر مباہلہ کرنا تھا تو اپنے اوپر لعنت کرنے سے پہلے آپ کو دعوت دینی چاہئے تھی۔

۴:... لہٰذا قاضی صاحب اس مشورہ دینے میں حق بجانب ہیں کہ اس طرح بالمقابل مؤکد بلعنت اللہ علی الکاذبین کی حلف کو مباہلہ سمجھا جائے۔

ج:... آپ کے پہلے موقف اور قاضی صاحب کے مشورہ کے بعد اختیار کردہ موقف میں کیا فرق ہوا؟

۵:... اب میری اس وضاحت پر کہ میرا مطالبہ آپ کو مباہلہ کی دعوت ہے، آپ نے یہ شرط عائد کردی ہے کہ میں پہلے اعتراف کروں کہ پہلے مؤکد بلعنت حلف اٹھانا میری غلطی تھی، پھر آپ مجھے مباہلہ کا فلسفہ اور اس کی شرائط سمجھائیں گے، یہ بھی مباہلہ سے بچنے کا ایک حیلہ ہے، اور اس پر "نہ نو من تیل ہوگا، نہ رادھا ناچے گی" کی ضرب المثل صادق آتی ہے۔

ج:... جی ہاں! مرزا صاحب کے وقت سے آج تک قادیانی صاحبان اسی ضرب المثل کا مصداق ہیں۔

۶:... یہ تو آپ بھی سمجھتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو اس حلف کے اٹھانے میں غلطی پر نہیں سمجھتا، لہٰذا آپ سمجھتے ہیں کہ میں تو اسے اپنی غلطی قرار نہیں دوں گا، لہٰذا آپ نے گویا شرط پوری نہ کرنے کا الزام دے کر اسے مباہلہ سے بچنے کا حیلہ بنالیا۔

تحریف کرتے ہیں، ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

۲۱: میرا خیال ہے کہ ہر شخص مباہلہ سے بچنے کے لئے عافیت کوشی ہے، مگر یہ دیکھیں کہ بہتان باندھ کر قیامت کے دن جواب دینا ہے آپ بری الذمہ نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ہم پر آپ نے تکفیر کی راہ سے بہتان باندھا ہے کہ ہم جو کلمہ شریف "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں، تو "رسول اللہ" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیتے، بلکہ مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں۔

ج: اور یہ عقیدہ خود آپ کے بڑوں نے بیان کیا ہے، اس لئے اسے اپنے خلیفۂ ثانی مرزا بشیرالدین محمود کا تحفہ سمجھئے!

۲۲: آپ حضرت مرزا غلام احمد یا آپ کے خلفاء میں سے کسی کا ایسا قول پیش نہیں کرسکتے کہ کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، مرزا بشیر احمد صاحب کے کسی قول میں بھی یہ بات مذکور نہیں۔

ج:... اور کیا مذکور ہے؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

۲۳: آپ کے اختیار کردہ بہتان اور تفسیر القول بما لا یرضی به قائلہ کا مصداق ہوتے ہیں، جو آپ کے نزدیک بھی آپ کی اپنی تحقیق کے رو سے بددیانتی، خیانت اور تحریف ہوتی ہے۔

ج:... بالکل صحیح فرمایا، بددیانتی، خیانت اور تحریف کو حق بتانا بھی صورۃ یہی ہے، مگر حق کو تحریر فرمائیے!

۲۴: آپ کی اصل حیثیت دراصل ایک مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں منکر کی ہے۔

ج:... پہلے اپنے "مسیح موعود" کو "مسیح موعود" ثابت کیجئے، پھر منکروں کے منکر ہونے کی نوبت آئے گی۔

۲۵:... اور منکر کو دعوت مباہلہ دی جاسکتی ہے، جب وہ کوئی بہتان باندھ سکتا۔

نیازمند عبدالحمید، کراچی

ج: دعوتِ مباہلہ جو مرزا صاحب کے وقت سے آپ دے رہے ہیں، اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو مولانا عبدالحق امرتسری کے مباہلہ کا ہوا تھا کہ مرزا جی مولانا عبدالحق امرتسری کی زندگی میں ہیضے کی موت مر گئے اور مولانا عبدالحق امرتسری ایک عرصے تک زندہ رہے اور اپنی موت آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

قادیانیوں سے چند سوال

اب تک کسی مرزائی کو ان سوالات کے جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل و تلبیس سے متأثر قادیانی عوام کو کفر و زندقہ کی دلدل سے نکالنے کے لئے ہمیشہ علمائے اُمت نے نہایت عام فہم انداز میں بات سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں قادیانیوں سے اس سلسلے کے چند سوال کئے جاتے ہیں، جن پر غور و فکر کرنا ان کے لئے ہدایت کا راستہ کھول سکتا ہے!

سوال ۱:... مرزا غلام احمد قادیانی نے "براہین احمدیہ" حصہ چہارم میں سورۂ صف کی آیت: ۱۰ کے حوالے سے لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے، چنانچہ لکھتا ہے:

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے، اور جس غلبہ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص:۴۹۸، ۴۹۹، روحانی خزائن ج:۱ ص:۵۹۳)

مرزا کی عبارت غور سے پڑھئے، صرف اتنا بتائیے کہ مرزا نے قرآن کریم کے حوالے سے جو لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے، یہ سچ تھا یا جھوٹ؟ صحیح تھا یا غلط؟

ایک اہم نکتہ:

مرزا قادیانی ۱۸۹۱ء تک کہتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ اس کے بعد یہ کہنا شروع کیا کہ وہ مرگئے ہیں، دوبارہ نہیں آئیں گے۔ مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ ان دونوں متضاد خبروں میں ایک سچی تھی اور دوسری جھوٹی۔ اس کے برعکس قادیانی کہتے ہیں کہ پہلی جھوٹی تھی اور دوسری سچی۔

جھوٹی خبر دینے والا شخص جھوٹا کہلاتا ہے، بہرحال دونوں فریق اس پر متفق ہوئے کہ مرزا جھوٹا تھا۔

ایک اور قابلِ غور نکتہ:

یہ تو آپ نے ابھی دیکھا کہ دونوں فریق مرزا کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں، آئیے اب دیکھیں کہ دونوں میں کون سا فریق مرزا کو "بڑا جھوٹا" مانتا ہے۔

مسلمان کہتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء تک مرزا اپنی زندگی کے پچاس برس تک سچ بولتا رہا، آخری سترہ سالوں میں اس نے جھوٹ بولنا شروع کیا۔ اس کے برعکس قادیانیوں کا کہنا ہے کہ مرزا اپنی زندگی کے پچاس برس تک جھوٹ بولتا رہا، اور آخری سترہ سال میں اس نے سچ بولا۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا کے سچ کا زمانہ پچاس سال، اور جھوٹ کا زمانہ صرف آخری سترہ سال۔ اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا کے جھوٹ کا زمانہ پچاس سال اور اس کے سچ کا زمانہ صرف سترہ سال ہے۔

بتائیے! دونوں میں سے کس فریق کے نزدیک مرزا "بڑا جھوٹا" نکلا؟

ایک اور ذائق توجہ نکتہ:

مسلمان کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی پچاس سال تک سچ کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے لیکن پھر شیطان نے اس کو بہکا دیا، اور شیطان کے بہکانے سے یہ کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام وہ تو مرگئے، وہ نہیں آئیں گے، بلکہ میں خود مسیح موعود بن گیا ہوں۔ اور قادیانی کہتے ہیں کہ وہ پچاس سال تک جھوٹ بکتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، پھر اس پچاس سال کے جھوٹے کو اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ... مسیح موعود بنا دیا۔ کیا کسی کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ پچاس سال تک جھوٹ بولنے والا "مسیح موعود" بن جائے...؟

ایک اور دلچسپ نکتہ:

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ مرزا جھوٹا تھا، ادھر مرزا کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے، ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا تو وہ "مسیح کذاب" کہلائے گا، لہٰذا دونوں فریق اس پر بھی متفق ہوئے کہ مرزا "مسیح کذاب" تھا...!

سوال ۳:... مرزا نے مذکورہ بالا کتاب میں یہ بھی لکھا تھا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ چونکہ یہ عاجز مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور چونکہ اس عاجز کو مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ حاصل ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے اس عاجز کو بھی مسیح علیہ السلام کی مذکورہ بالا پیش گوئی میں شریک کر رکھا ہے، یعنی حضرت مسیح علیہ السلام ظاہری اور جسمانی طور پر اس پیش گوئی کا مصداق ہیں، اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

> "لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار، اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو

تخم سے یا ایک ہی درخت کی دو ٹہنیاں ہیں، اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے، اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے... سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے، اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص:۴۹۸، ۴۹۹، روحانی خزائن ج:۱ ص:۵۹۳، ۵۹۴)

مرزا نے مندرجہ بالا عبارت میں ذکر کیا ہے کہ اس پر مندرجہ ذیل امور ظاہر کئے گئے ہیں:

۱:... مرزا مسیح علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔

۲:... مرزا کو مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ حاصل ہے۔

۳:... لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی میں ابتدا ہی سے مرزا کو بھی شریک کر رکھا ہے۔

۴:... مسیح علیہ السلام سورۃ الصف کی مذکورہ بالا پیش گوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں، اور مرزا صرف روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل و مورد ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ چار باتیں مرزا پر کس نے ظاہر کی تھیں؟ اللہ تعالیٰ نے یا شیطان نے؟ اور یہ کہ یہ چار باتیں جو مرزا پر ظاہر کی گئیں، صحیح تھیں یا غلط؟ سچی تھیں یا جھوٹی...؟

سوال ۳:... مرزا غلام احمد قادیانی نے مذکورہ بالا کتاب میں اپنے الہام کے حوالے سے یہ لکھا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام شانِ جلال کے ساتھ دنیا پر آئیں گے اور یہ کہ مرزا کا زمانہ، حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے کے لئے بطور ارہاص واقع ہوا ہے۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

"عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا

وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے کہ جو تم پر رحم کرے، اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے، اور ہم نے جہنم کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے، یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا، اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے، یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا، اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص:۵۰۵، روحانی خزائن ج:۱ ص:۶۰۱، ۶۰۲)

مرزا نے مندرجہ بالا عبارت میں اپنے الہام کے حوالے سے جو دو باتیں لکھیں یعنی:

۱:... حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔

۲:... اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاص واقع ہوا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مرزا کی یہ دونوں الہامی باتیں سچی تھیں یا جھوٹی...؟

سوال ۳:... مرزا قادیانی نے "براہین احمدیہ" میں لکھا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے، اور اس کے ثبوت میں قرآن کریم کی آیت اور اپنے الہامات کا حوالہ دیا

تھا. جیسا کہ سوال نمبر ۱، ۲، ۳ میں مرزا کی عبارت آپ پڑھ چکے ہیں... لیکن "اعجازِ احمدی" میں لکھتا ہے کہ میں نے "براہینِ احمدیہ" میں یہ عقیدہ خدا کی وحی سے نہیں لکھا تھا، مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو:

"اس وقت کے نادان مخالف مجھ پر ناحق کی طرف ہی دوڑتے ہیں، اور شقاوت سر پر سوار ہے، باز نہیں آتے، کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں، مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہینِ احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو، اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں؟ اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں؟"

(اعجازِ احمدی ص:۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۲، ۱۱۳)

سوال یہ ہے کہ "براہینِ احمدیہ" میں قرآن کریم کی آیت اور مرزا کے الہامات کا جو حوالہ دیا گیا تھا، کیا آپ کے نزدیک یہ خدا کی وحی ہے یا نہیں؟ اگر آپ ان چیزوں کو خدا کی وحی مانتے ہیں تو مرزا کا انکار کرنا جھوٹ ہے یا نہیں...؟

سوال ۵: مرزا قادیانی نے "براہینِ احمدیہ" میں لکھا تھا کہ سورۃ الصف کی آیت نمبر ۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیش گوئی میں اجمالی طور سے مجھے بھی شریک کر رکھا ہے (دیکھئے سوال نمبر ۲ میں مرزا کی پوری عبارت)۔

اس کے برعکس "اعجازِ احمدی" میں لکھتا ہے کہ "براہینِ احمدیہ" میں:

"مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ (سورۃ الصف:۹)۔" (اعجازِ احمدی ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳)

مرزا کے یہ دونوں بیان آپس میں ٹکراتے ہیں، کیونکہ "براہین" میں کہتا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق مسیح علیہ السلام ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس میں شریک کر رکھا ہے، اور "اعجاز احمدی" میں کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اس پیشگوئی میں کوئی حصہ نہیں، بلکہ میں ہی اس کا مصداق ہوں۔ اور لطف یہ کہ دونوں جگہ اپنے الہام کا حوالہ دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کون کی بات سچی ہے اور کون سی جھوٹی؟ اور کون سا الہام صحیح ہے اور کون سا غلط...؟

سوال ۹:... مرزا قادیانی "اعجاز احمدی" میں لکھتا ہے:

"پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے، اور میں حضرت عیسیٰ کی آمدِ ثانی کے رسمی عقیدے پر جما رہا، جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے، تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔"

(اعجاز احمدی ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳)

اس کے برعکس "آئینہ کمالات اسلام" میں لکھتا ہے:

"ووالله قد كنت أعلم من أيام مديدة انني جعلت المسيح ابن مريم، واني نازل في منزله، ولكن اخفيته، تنظراً الى تاويله، بل ما بدلت عقيدتي وكنت عليها من المستمسكين، وتوقفت في الاظهار عشر سنين۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص:۵۵۱، روحانی خزائن ج:۵ ص:۵۵۱)

ترجمہ:... "اور اللہ کی قسم! میں ایک مدت سے جانتا تھا کہ مجھے مسیح ابن مریم بنا دیا گیا ہے، اور میں اس کی جگہ نازل ہوا ہوں، لیکن میں نے اس کو چھپائے رکھا، اس کی تاویل پر نظر کرتے ہوئے۔

بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا، بلکہ اسی پر قائم رہا اور میں نے
دس برس اس کے اظہار میں توقف کیا۔"

ان دونوں باتوں میں تناقض ہے۔ "اعجازِ احمدی" میں کہتا ہے کہ بارہ برس تک مجھے خبر نہیں تھی کہ خدا نے بڑی شد و مد سے مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے، اور "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ مجھے مسیح موعود بنادیا گیا ہے، لیکن میں نے اس کو دس برس تک چھپائے رکھا۔ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ کون سی سچ ہے اور کون سی جھوٹ؟

سوال ۷:... مرزا "اعجازِ احمدی" میں لکھتا ہے:

"خدا نے میری نظر کو پھیر دیا، میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے، یہ میری سادگی تھی، جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلادیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا، بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا؟ اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا؟" (اعجازِ احمدی ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳)

اس عبارت میں مرزا اقرار کرتا ہے کہ اس نے خدا کی وحی کو بارہ برس تک نہیں سمجھا اور خدا کی وحی کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ لکھ دیا۔ سوال یہ ہے کہ جو شخص بارہ برس تک وحیِ الٰہی کا مطلب نہ سمجھے اور وحیِ الٰہی کے خلاف بارہ برس تک جھوٹ بکتا رہے، کیا وہ مسیح موعود ہوسکتا ہے...؟

دُوسرا سوال یہ ہے کہ کسی شخص کا وحیِ الٰہی کے خلاف جھوٹ بکنا، اس کے جھوٹا ہونے کی عظیم الشان دلیل ہے یا مرزا کے بقول اس کی سچائی کی...؟

سوال ۸:... مرزا "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں قسم کھاکر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود اور مسیح ابنِ مریم بنادیا تھا، لیکن اس کے برعکس "ازالہ اوہام" میں کہتا ہے کہ میں مسیح موعود نہیں بلکہ مثیلِ مسیح ہوں، اور یہ کہ جو شخص میری طرف مسیح ابنِ مریم کا دعویٰ منسوب

کرے، وہ مفتری اور کذاب ہے۔ چنانچہ "علمائے ہند کی خدمت میں نیازنامہ" کے عنوان سے لکھتا ہے:

"اے برادران دین، علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری اس معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو، بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بہ تصریح درج کر دیا تھا، جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔"

[ازالہ اوہام ص:۱۹۰، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲]

سوال ۹:... مرزا بشیر احمد ایم اے "سیرۃ المہدی" میں لکھتا ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکا دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری

میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔“

(سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۴۳، ایڈیشن دوم)

مرزا نے باپ کی پنشن میں خیانت کی، کیا ایسا شخص خدا کی وحی پر امین ہو سکتا ہے؟ اور ایسا خائن اور چور مسیح موعود ہو سکتا ہے...؟

سوال ۱۰:... مرزا قادیانی ”ازالہ اوہام“ میں لکھتا ہے:

”یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجے کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔“

(ازالہ اوہام ص:۵۵۷ مندرجہ روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی متواتر ہے، ادھر مرزا کا کہنا یہ ہے کہ:

”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری و کذاب ہے۔“

(ازالہ اوہام ص:۱۹۰، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)

پس جو لوگ مرزا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر پیش گوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں، وہ مفتری و کذاب ہیں یا نہیں...؟

سوال ۱۱:... مرزا قادیانی نے ”ازالہ اوہام“ ص:۵۵۷ کی مندرجہ بالا عبارت میں اقرار کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی فرمائی ہے، ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح ابن مریم علیہ السلام... کی کچھ علامات بھی بیان فرمائی ہوں گی، یہاں ایک حدیث ذکر کرتا ہوں، جسے مرزا محمود نے ”حقیقۃ النبوۃ“ صفحہ:۱۹۲ میں نقل کر کے اس سے مسیح موعود کے نبی

ہونے پر استدلال کیا ہے، ترجمہ بھی مرزا محمود ہی کا نقل کرتا ہوں۔

مرزا محمود لکھتا ہے:

"الأنبياء إخوة لعلات، أمهاتهم شتى ودينهم واحد، وأنا أولى الناس بعيسى ابن مريم، لأنه لم يكن بيني وبينه نبي، وإنه نازل، فإذا رأيتموه فاعرفوه، رجل مربوع، إلى الحمرة والبياض، عليه ثوبان ممصران، رأسه يقطر وإن لم يصبه بلل، فيدق الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الجزية، ويدعو الناس إلى الإسلام، فيهلك في زمانه الملل كلها إلا الإسلام، وترتع الأسود مع الإبل، والنمار مع البقر، والذئاب مع الغنم، ويلعب الصبيان بالحيات فلا تضرهم، فيمكث أربعين سنة، ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون."

یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے۔ پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو: ۱۔ کہ وہ درمیانہ قامت، ۲۔ سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، ۳۔ زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے، ۴۔ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا، گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو، ۵۔ اور وہ صلیب کو توڑے گا، ۶۔ اور خنزیر کو قتل کرے گا، ۷۔ اور جزیہ ترک کر دے گا، اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا، ۸۔ اس کے زمانے میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام رہ جائے گا، ۹۔ اور شیر اونٹوں کے ساتھ، اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، اور

بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں سے
کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام
چالیس سال رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے۔۔۔ اور مسلمان
ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے۔“ ([illegible] ج:۵ ص:۱۹۲)

اس حدیث شریف میں ذکر کردہ علامات والے آدمی کو ملاحظہ فرمایئے اور
پھر انصاف سے بتائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر کردہ یہ علامتیں مرزا غلام
احمد قادیانی میں پائی گئیں؟ اگر نہیں ... اور یقیناً نہیں ... تو مرزا کو مسیح موعود قرار دینا کس طرح
صحیح ہوگا؟

سوال ۱۳: ... مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات میں ہے:

”ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے، ہم نے وہاں کے لوگوں
سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مدفون اور حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ
نسخہ تمہارے لئے مفید ہوا یا مضر، اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ
لو۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں، جو قوم اور
ہر فرقے میں سے ہیں، مغل، پٹھان، قریشی وغیرہ۔ یہ تو حضرت عیسیٰ
کو بار بار زندہ کہنے کا نتیجہ ہے۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ
استعمال کر کے دیکھو، اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو (جیسے کہ قرآن
شریف سے ثابت ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
شہادت دے دی) وفات شدہ مان لو۔“ (ملفوظات ج:۸ ص:۳۰۰)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں کی پوری امت
مسلمہ اس عقیدے پر متفق تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ مرزا سے پہلے کی تیرہ
صدیوں میں کسی صدی کے مجدد نے امت کو یہ نسخہ نہیں بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت
ہو چکے ہیں۔ اب جو شخص امت کے اجماعی عقیدے کے خلاف مسلمانوں کو موت اور نسخہ

بتائے کہ وہ بلند حقیقت ہے یا نہیں...؟

سوال ۳:... مرزا قادیانی ”چشمہ معرفت“ میں لکھتا ہے:

”چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ
قیامت تک ممتد ہے، اور آپ خاتم الانبیاء ہیں، اس لئے خدا نے یہ
نہ چاہا کہ وحدتِ اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی
کمال تک پہنچ جائے، کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانے کے خاتمے پر
دلالت کرتی تھی، یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا،
کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانے میں انجام تک پہنچ گیا،
اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن
جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہوجائیں، زمانۂ محمدی کے آخری حصے
میں ڈال دی، جو قربِ قیامت کا زمانہ ہے، اور اس تکمیل کے لئے
اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیحِ موعود کے نام سے
موسوم ہے، اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے، پس زمانۂ محمدی کے سر پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور اس کے آخر میں مسیحِ موعود ہے،
اور ضرور تھا کہ یہ سلسلۂ دُنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ
ہولے، کیونکہ وحدتِ اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوۃ کے عہد
سے وابستہ کی گئی ہے، اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے، اور
وہ یہ ہے: ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق
لیظھرہ علی الدین کلہ (الصف:۱۰) یعنی ”خدا وہ خدا ہے
جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا
تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے۔“ یعنی ایک عالمگیر
غلبہ اس کو عطا کرے، اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا، اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی

تمی، کچھ مختلف ہو، اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا
اتفاق ہے، جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں، کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود
کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

(چشمۂ معرفت ص:۸۲، ۸۳، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۹۰، ۹۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تمام متقدمین کا اجماع ہے کہ آیت شریفہ کے مطابق عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ اول تو مرزا کا دعویٰ ہی مسیح موعود ہونے کا نہیں، بلکہ مرزا کو مسیح موعود سمجھنا کم فہم لوگوں کا کام ہے (ازالہ اوہام ص:۱۹۰)۔ پھر مرزا کے وقت میں یہ عالمگیر غلبہ ظہور میں نہیں آیا، کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ مرزا کو مسیح موعود سمجھنا غلط اور جھوٹ ہے...؟

سوال ۱۴:... مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہے یا خلاف؟ اگر مطابق ہے تو براہِ مہربانی وہ احادیث جن میں مرزا صاحب کی علامات بیان فرمائی گئی ہیں مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں...!

سوال ۱۵:... مرزا صاحب "اربعین" نمبر ۳، صفحہ:۱۷، مندرجہ روحانی خزائن جلد:۱۷ صفحہ:۴۰۴ پر فرماتے ہیں:

"لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں
پوری ہوتیں، جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو:

۱- اسلامی علماء کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھائے گا۔

۲- وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔

۳- اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے۔

۴- اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔

۵- اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج... اور

۶- دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔"

مسیح موعود کی یہ چھ علامتیں جو مرزا صاحب نے قرآن مجید سے منسوب کی ہیں،

قرآن کریم کی کس آیت میں لکھی ہیں؟ اس کا حوالہ دیجئے...!

سوال۱۶:... "اربعین" نمبر ۲ صفحہ:۲۳ سطر ۶ روحانی خزائن جلد:۱۷ صفحہ:۳۷۱ پر لکھتے ہیں کہ:

"انبیائے گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر
لگادی کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا، اور نیز
یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔"

کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی طرف مرزا صاحب نے دو باتیں منسوب کی ہیں:

۱- مسیح موعود کا چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہونا۔

۲- اور پنجاب میں پیدا ہونا۔

نوٹ:... "اربعین" کے پہلے ایڈیشن میں "انبیائے گزشتہ" کا لفظ تھا، اوپر اسی کا حوالہ دیا گیا ہے، لیکن بعد کے ایڈیشنوں میں اس کو بدل کر "اولیائے گزشتہ" کا لفظ بنا دیا گیا، اس تبدیلی کے بعد بھی یہ عبارت جھوٹ ہے...!

سوال ۱۷:... ضمیمہ "براہین احمدیہ" پنجم صفحہ:۱۸۸، روحانی خزائن جلد:۲۱ صفحہ:۳۵۹ پر لکھتے ہیں:

"ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی
کے سر پر آئے گا، اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔"

"احادیث صحیحہ" کا لفظ کم از کم تین احادیث پر بولا جاتا ہے، پس مسیح موعود کی ان دو علامتوں کو جو مرزا صاحب نے احادیث صحیحہ کے حوالے سے لکھی ہیں، کے بارے میں کم از کم تین تین احادیث کا حوالہ دیجئے...!

سوال ۱۸:... اس کے متصل آگے لکھتے ہیں کہ:

"اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رو سے دو صدیوں میں
اشتراک رکھے گا، اور دو نام پائے گا، اور اس کی پیدائش دو خاندانوں

سے اشتراک رکھتے ہیں۔ اور چوتھی وہ کوئی صفت یہ کہ پیدائش میں بھی
جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا۔"

اگر یہ مرزا صاحب کا سفید جھوٹ نہیں، تو فرمایا جائے کہ مسیح موعود کی یہ چار خاصیتیں حدیث کی کس کتاب میں لکھی ہیں۔۔؟

سوال ۱۹:۔۔۔ "ازالہ اوہام" صفحہ:۸۱، روحانی خزائن جلد:۳ صفحہ:۱۴۲ پر فرماتے ہیں کہ:

"صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت
مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔"

کیا صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت مسیح کا آسمان سے اترنا لکھا ہے۔۔۔؟

سوال ۲۰:۔۔۔ "شہادۃ القرآن" صفحہ:۴۱، روحانی خزائن جلد:۶ صفحہ:۳۳۷ پر لکھتے ہیں کہ:

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں
پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھ کر
ہوئی ہیں، مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانے میں
بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت
بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ:
"هذا خليفة الله المهدی" اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور
مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے، جو اصح الکتب بعد کتاب
اللہ ہے۔"

ہمارے سامنے صحیح بخاری کا جو نسخہ ہے اس میں تو یہ حدیث: "هذا خليفة الله المهدی" ہمیں کہیں نہیں ملی، لیکن جس طرح مرزا صاحب کے گھر میں قرآن کریم کا ایسا نسخہ تھا جس میں: "إنا أنزلناه قريبا من القاديان" لکھا تھا (ازالہ اوہام ص:۷۶، ۷۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۴۰ حاشیہ) اسی طرح شاید ان کے کتب خانے میں کوئی نسخہ صحیح بخاری

کا ایسا بھی ہو جس میں سے دیکھ کر مرزا صاحب نے یہ حدیث نقل کی ہو۔

بہرحال! اگر مرزا صاحب نے صحیح بخاری کا حوالہ صحیح دیا ہے تو ذرا اس صفحے کا عکس شائع کر دیجئے، اور اگر جھوٹ دیا ہے تو یہ فرمائیے کہ جو شخص صحیح بخاری جیسی معروف و مشہور کتاب پر جھوٹ باندھ سکتا ہے، وہ اپنے دعویٰ مسیحیت میں سچا ہوگا؟ کیونکہ مرزا صاحب ہی کا ارشاد ہے کہ: ”ایک بات میں جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں بھی اعتبار نہیں رہتا۔“ (چشمہ معرفت ص:۲۲۲)

سوال ۲۱: ”ضمیمہ انجام آتھم“ ص:۵۳، روحانی خزائن جلد:۱۱ صفحہ:۳۳۷ حاشیہ پر لکھتے ہیں:

”اس (محمدی بیگم سے نکاح کی) پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ: یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا، اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں، بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا، اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

مرزا صاحب کی اس تحریر سے پہلے ان کی اہلیہ محترمہ نصرت جہاں بیگم موجود تھیں اور مبارک احمد کے علاوہ باقی سب صاحبزادے بھی پیدا ہو چکے تھے، لیکن مرزا صاحب نے مسیح موعود کی ان دو علامتوں سے ”خاص شادی“ اور ”خاص اولاد“ مراد لی ہے یعنی محترمہ محمدی بیگم... رضی اللہ عنہا... سے نکاح اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد۔ مگر مرزا صاحب

حرام کو حرام، پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔"

فرمائیے! مرزا صاحب کے وجود میں "مسیح موعود" کی یہ خاص علامت پائی گئی ہے؟ کیا ان کے مرنے کے بعد جتنے انسان پیدا ہوئے وہ سب وحشی ہیں؟ اور انسانیت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی ہے؟ کیا کوئی بھی حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنے والا دُنیا میں موجود نہیں...؟

اگر مرزا صاحب میں یہ علامت نہیں پائی گئی تو وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟ اور اگر پائی گئی ہے تو دور کے لوگوں کا تو تذکرہ چھوڑئیے، خود قادیانی جماعت کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ کیا یہ بھی وحشیوں کی جماعت ہے؟ کیا ان میں حقیقی انسانیت قطعاً نہیں پائی جاتی؟ اور ان کو حلال و حرام کی کچھ تمیز نہیں...؟

سوال ۲۳:... مرزا صاحب مسیح بنے تو انہوں نے اپنے گھر میں دجال بھی گھڑلیا یعنی پادری، یہاں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ پادری تو دُنیا میں پہلے سے موجود تھے، بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے بھی پہلے اور ان کے مشرکانہ عقائد و نظریات بھی پہلے سے چلے آرہے تھے، جس پر قرآن کریم گواہ ہے، مگر دجال کو تو قتل کرنا تھا جبکہ مرزا صاحب کو مرے ہوئے پون صدی ہو رہی ہے، اور ان کا دجال ابھی تک دُنیا میں دندناتا پھر رہا ہے۔ مسیح موعود کی یہ علامت مرزا صاحب پر کیوں صادق نہیں آئی؟

دوسرے، دجال کو دُنیا میں صرف چالیس دن رہنا تھا جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں آتا ہے، مگر مرزا صاحب کے خود ساختہ دجال کا چلّہ ابھی تک پورا ہی ہونے میں نہیں آتا۔

تیسرے، مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دُنیا پر ظاہر کردوں، پس مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علتِ غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔

پس دُنیا کیوں مجھ سے دُشمنی کرتی ہے، وہ میرے انجام کو
کیوں نہیں دیکھتی؟ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا
جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں، اور اگر
کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(اخبار ”البدر“ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

دُنیا گواہ ہے کہ مرزا صاحب کے آنے کے بعد دِینِ اسلام کو ترقی نہیں ہوئی بلکہ تنزل ہوا، حد یہ ہے کہ آج تک خود ان کی اپنی جماعت خارج از اسلام ہے، کیا قادیانی صاحبان سب دُنیا کے ساتھ مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کی گواہی نہیں دیں گے؟ فرمایئے! اب مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے...؟

وَصَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

مرزائی اُمت سے چند سوالات!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

سوال:۱:... مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ:

"وہ دین، دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی، نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے (جنھیں مرزا صاحب خدائی اصطلاح کے مطابق نبوت کہتے ہیں) مشرف ہوسکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ ... وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے ... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۳۸، ۱۳۹، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۰۶)

الف:... یہ تو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی نبی کی اتباع سے آدمی نبی نہیں بن سکتا تھا (دیکھئے حاشیہ حقیقۃ الوحی ص:۹۷)، کیا مرزا صاحب کے بقول تمام انبیائے سابقین کا دین رحمانی نہیں بلکہ نعوذ باللہ! شیطانی دین تھا؟

ب:... اگر مرزا صاحب کے بقول نبی کے نبی ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی متابعت سے آدمی نبی بن جائے، اور یہ شرط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی میں نہیں پائی گئی تو تمام انبیائے سابقین کی نبوت مرزا صاحب کے نزدیک حرفِ غلط نہ

ٹھہری؟ اور مرزا صاحب تمام انبیائے کرام کی نبوّت کے منکر نہ ٹھہرے؟

ج:... مرزا صاحب کو اقرار ہے کہ اسلام کی تیرہ صدیوں میں کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرکے اس مرتبہ کو نہیں پہنچا، اس صورت میں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بھی معاذ اللہ! شیطانی اور لعنتی ہی رہا؟

د:... مرزا صاحب کی پیروی کرکے آج تک مرزائیوں میں کوئی نبی ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو اس کا نام بتایا جائے، اور اگر کوئی نہیں ہوا تو کیا مرزا صاحب کا مندرجہ بالا اصول خود انہی کے بارے میں کیوں نہ دہرایا جائے کہ: "مرزا کا دین، دین نہیں اور نہ وہ نبی جس کی پیروی سے آج تک کوئی نبی نہیں ہوا، مرزا کا دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ بتاتا ہے کہ وحی الٰہی مرزا تک محدود رہ گئی، آگے نہیں چلی، اور مرزا کے دین کو رحمانی کے بجائے شیطانی کہنا زیادہ موزوں ہے۔" فرمائیے! کیا مرزا صاحب کا اصول خود انہی کی ذات پر صادق نہیں آتا؟

ھ:... مرزا محمود احمد صاحب کے نزدیک نبوّت کا مسئلہ مرزا صاحب پر ۱۹۰۱ء میں کھلا تھا، تو کیا ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ! شیطانی اور لعنتی ہی سمجھتے تھے؟

و:... جو دین ۱۹۰۱ء تک مرزا صاحب کے قول کے مطابق رحمانی نہیں بلکہ شیطانی اور لعنتی تھا، اس کی پیروی کرکے مرزا صاحب رحمانی نبی بنے؟ یا شیطانی اور لعنتی؟ خوب سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔

سوال:۲:... مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں، لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جو ملہم اور محدث ہیں، گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں، اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار

سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔" (حاشیہ تریاق القلوب ص:۱۳۰)

مرزا صاحب نے اس عبارت میں مقبولانِ الٰہی کی دو قسمیں بیان کی ہیں، ایک وہ نبی جو شریعت جدیدہ رکھتے ہوں، ان کا منکر کافر ہے، اور دوم غیر صاحب شریعت، ان کا منکر کافر نہیں، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں:

الف:... حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہزاروں نبی آئے، مگر ان میں سے کوئی بھی صاحبِ شریعت جدیدہ نبی نہیں گزرا، بلکہ سب شریعت تورات کے پابند تھے، مرزا صاحب کے نکتے کے مطابق ان میں سے کسی نبی کا انکار کفر نہ ہوا، کیا مرزائی اُمت کا بھی یہی عقیدہ ہے؟

ب:... اہل اسلام کے نزدیک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت نبی تھے، لیکن مرزا صاحب کے نزدیک وہ بھی:

"جو موسیٰ سے کم تر اور اس کی شریعت کے پیرو تھے، اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے۔" (حاشیہ دافع البلا ص:۱۱)

لہٰذا مرزا صاحب کے مندرجہ بالا عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی نبوّت کا منکر بھی کافر نہ ہوا، کیا مرزائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے؟

ج:... قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے منکر کافر ہیں (دیکھئے حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳)، تو کیا مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اصول کے مطابق خود مرزا صاحب بھی صاحبِ شریعت جدیدہ نہ ہوئے؟ اگر وہ صاحبِ شریعت جدیدہ نہیں تو ان کا منکر کیوں کافر ہے؟

سوال ۳:... مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا،

یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام "حصور" رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے، اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں، جو پیچھے ایلیا بنایا گیا، اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل ہوئے تھے، اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بداہت ثابت کرتی ہے، کیونکہ بمقابل اس کے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی، پس اس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے۔" (حاشیہ دافع البلاء، آخری صفحہ، دافع البلاء کا جو نیا ایڈیشن ربوہ سے شائع ہوا ہے اس میں یہ عبارت "ضمیمہ" کے عنوان سے رسالے کے شروع میں درج ہے)

منقولہ بالا عبارت میں مرزا صاحب نے ایک تو یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یحییٰ علیہ السلام کو تو "حصور" فرمایا، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ نام نہیں رکھا، کیونکہ یحییٰ علیہ السلام شراب نہیں پیتے تھے، حضرت یحییٰ علیہ السلام فاحشہ اور نامحرم عورتوں سے اختلاط نہیں کرتے تھے، اور عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے، اور دوسرا نکتہ یہ بیان فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام کا مرید بن کر ان کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کی تھی، مگر یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا یحییٰ علیہ السلام تو بداہتہً معصوم ہیں، مگر عیسیٰ علیہ السلام معصوم نہ ہوئے، مرزا صاحب کے ان دونوں نکتوں کی روشنی میں چند امور دریافت طلب ہیں:

الف:... جو شرابی ہو، کنجریوں سے اختلاط رکھتا ہو، حرام کی کمائی استعمال کرتا ہو، اور نامحرم عورتوں سے خدمت لیتا ہو، کیا وہ نبی ہوسکتا ہے؟

ب:... کیا کسی نبی میں مندرجہ بالا صفات (یعنی شراب پینا، رنڈی بازی کرنا،

جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کی ہیں، پائی جا سکتی ہیں؟ کیا مرزائی عقیدے میں انبیائے کرام کو ان فواحش سے پاک ہونا ضروری نہیں؟

۶۲:... نبوت اور حصور ہونا ان دونوں میں سے کون سا زیادہ بلند ہے؟

۶۳:... مرزا صاحب کے نزدیک "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن نے "حصور" نہیں رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے" تو یا اللہ تعالیٰ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایسے "قصوں" کو نہیں جانتے تھے، پھر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کیوں عطا فرمادی؟

۶۴:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہ کون سے گناہ تھے جن سے انہوں نے مرزا صاحب کے بقول حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر توبہ کی تھی؟

۶۵:... کیا توبہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول مرزا صاحب کے "گناہوں" سے باز آگئے تھے، یا توبہ کے بعد بھی ان پر قائم رہے؟

۶۶:... اگر بالفرض مرزا صاحب کے بارے میں دلائل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ شراب پیتے تھے، ناٹک والی کو شغل کرتے تھے، کنجریوں کی حرام کمائی کو استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، اور نامحرم عورتوں سے خدمت بھی لیا کرتے تھے، تب بھی آپ لوگ انہیں مجدد، مسیح، مہدی، نبی اور رسول مانیں گے؟ یا پھر بھی کم از کم انہیں ایک متقی اور شریف انسان ہی تسلیم کریں گے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو کیا ان الزامات کی موجودگی میں عیسیٰ علیہ السلام کو ایک شریف آدمی تسلیم کرنا ممکن ہے؟ اور کیا ایسی شخصیت جس کی مماثلت پر مرزا صاحب کو ناز ہے؟

۶۷:... مرزا صاحب نے کئی جگہ لکھا ہے کہ انہیں مسیح علیہ السلام سے شدید مشابہت اور مماثلت ہے، گویا دونوں ایک ہی درخت کے پھل ہیں، یا ایک معدن کے دو جوہر ہیں، سوال یہ ہے کہ یہ اخلاق عالیہ جو حضرت مسیح کی جانب مرزا صاحب نے منسوب کئے ہیں، خود مرزا صاحب میں بھی پائے جاتے تھے یا نہیں؟ اگر مرزا صاحب ان "اوصاف حمیدہ" سے محروم تھے تو مسیح سے ان کی کامل مشابہت کیسے ہوئی؟

ط:... قرآن کریم نے تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یحییٰ علیہ السلام کے سوا کسی کا نام بھی "حصور" نہیں رکھا، کیا مرزا صاحب کے بقول ان تمام انبیائے کرام کے حق میں بھی معاذ اللہ! "ایسے قصے" ہی اس نام کے رکھنے سے مانع تھے؟ کیا اس نکتہ سے مرزا صاحب نے تمام انبیائے کرام کو شرابی اور رنڈی باز کی گالی نہیں دے ڈالی؟

سوال:۳:... دافع البلاء کی عبارت (مندرجہ سوال نمبر:۳) سے ملتا جلتا مضمون مرزا صاحب نے اپنی ایک دوسری کتاب "انجام آتھم" میں باندھا ہے، وہاں لکھا ہے کہ:

"آپ کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

دونوں کتابوں کی عبارتوں کو ملاکر میں نے یہ سمجھا ہے (اور میرا خیال ہے کہ ہر اردو خواں یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا) کہ دونوں کتابوں میں مرزا صاحب نے "وہی قصے" ذکر کئے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق "حصور" کا لفظ کہنے سے خدا کو مانع ہوئے، البتہ دونوں کتابوں کے مضمون میں تین وجہ سے فرق ہے:

اول:... یہ کہ دافع البلاء میں شراب نوشی اور کنجریوں سے اختلاط دو باتوں کا ذکر ہے، اور انجام آتھم میں شراب نوشی کا ذکر نہیں، گویا "ایسے قصے" میں سے ایک قصہ یہاں حذف کردیا۔

دوم:... واقع ابنِ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کنجریوں سے میلان کی وجہ ذکر نہیں کی، انجامِ آتھم میں اس کی وجہ بھی لفظ "شاید" کے ساتھ ذکر کردی، اور وہ ہے "جدی مناسبت"، یعنی آپ کی تین دادیوں، نانیوں کا (نعوذ باللہ!) زناکاری، اور آپ کا ان کے ناپاک خون سے وجود پذیر ہونا، توبہ! استغفر اللہ!

سوم:... انجامِ آتھم میں تصریح کردی کہ یہ "اخلاقِ حمیدہ" (جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کئے ہیں، اور جن کی بنا پر بقول ان کے خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "معصوم" نہیں کہہ سکا) کسی ادنیٰ پرہیزگار انسان سے بھی نہیں ہوسکتے۔

کیا میں نے ان دونوں عبارتوں کے مفہوم اور ان کے باہمی فرق کو غلط سمجھا ہے؟

الف:... کیا مرزائی عقیدے میں انبیائے کرام کے نسب پاک نہیں ہوتے؟ اور ان کے اجداد میں تین تین دادیاں اور نانیاں نعوذ باللہ زناکار ہوا کرتی ہیں؟

ب:... جس شخص کا وجود زناکاروں کے گندے خون سے ظہور پذیر ہوا ہو، کیا وہ مرزائی عقیدے میں نبی ہوسکتا ہے؟

ج:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کنجریوں سے میلان مرزا صاحب کے بقول اس لئے تھا کہ "جدی مناسبت درمیان تھی" اُدھر مرزا صاحب کو بھی مسیح کا دعویٰ ہے تو کیا انہیں مسیح علیہ السلام کی "جدی مناسبت" میں سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملا یا نہیں؟ اگر بقول ان کے "مسیح" کی تین دادیاں، نانیاں زناکار تھیں تو "مثیلِ مسیح" کی تین کو نہ سہی کسی ایک دادی، نانی کو تو مسیح کی دادیوں، نانیوں سے مناسبت کا شرف ضرور حاصل ہوا ہوگا!!

د:... مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یحییٰ کا معصوم ہونا بمقابل مسیح علیہ السلام کے بدیہی امر ہے، اس مقابلے کا مطلب کیا ہے؟ کیا مسیح علیہ السلام معصوم نہ تھے؟ کیا ان کی عصمت بدیہی نہیں؟

ھ:... جو شخص خدا کے نزدیک شراب پیتا ہو، کنجریوں سے میلان رکھتا ہو، ان کی ناپاک کمائی استعمال میں لاتا ہو اور نامحرم عورتوں سے خدمت لیتا ہو، کیا وہ معصوم ہوتا ہے؟ اگر وہ بھی معصوم ہے تو غیر معصوم کس کو کہتے ہیں؟

س:... یہ تو مسیح کی عظمت تھی جس کا تذکرہ مرزا صاحب نے "فتح اسلام" اور "انجام آتھم" کے محولہ بالا مضمون میں کیا ہے، اب "مثیل مسیح" کی عصمت کا کیا معیار ہوگا؟

س:... مرزا صاحب نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو پھلجھڑیاں چھوڑی ہیں، اگر کوئی شخص یہی الفاظ مرزا صاحب کے بارے میں استعمال کرے تو مرزائی امت کا ردِعمل کیا ہوگا؟

ج:... جیسا کہ اوپر عرض کیا مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ان کے پردہ میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو (دیکھئے سوال:۳ فقرہ:ط) جو مغلظات اور فحش گالیاں سنائی ہیں، اس کی ہمت کسی چوہڑے چمار کو بھی کسی شریف آدمی کے بارے میں نہیں ہوسکتی، ان گالیوں کا سن کر بھی کیا مرزائی میں ہمت ہے کہ وہ مرزا صاحب کو ایک معمولی درجہ کا شریف آدمی ہی ثابت کر دکھائے؟ رسالت و نبوت تو دور کی بات ہے!!
(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۳ ش:۲۰)

قادیانی اپنا انسان ہونا ثابت کریں!

محترم جناب محمد یوسف صاحب

سلام من اتبع الہدیٰ! (نقل مطابق اصل)

آپ کے دو خط اکٹھے ایک ہی لفافے میں ملے تھے، ان کے لئے آپ کا شکرگزار ہوں، اور ساتھ ہی معترف بھی ہوں کہ آپ واقعی "قافیہ دار" جستی ہیں، آپ کی کٹ حجتی پر تو اب مجھے شبہ بھی نہیں رہا، جو آپ نے میرے سیدھے سے سوالات کے جواب دینے میں استعمال فرمائی ہے۔ دراصل جو دو ایک مسائل تھے انہیں آپ نے کج بحثی کی نذر کردیا ہے، جو تحقیق کے جذبہ کو یقیناً مجروح کرتی ہے، بہرکیف آپ نے جب یہ طرح دی ہے تو چلئے یونہی سہی۔

یہ میں محض آپ کے لگائے ہوئے الزامات کے جواب میں عرض کر رہا ہوں اور ایک چھوٹا سا آئینہ دکھا رہا ہوں کہ جناب من! آپ کی طرح کسی پر: جھوٹا، کذاب، گندم نما جوفروش اور وحشی جیسے خطاب دینا تو بڑا آسان ہوتا ہے، لیکن تعمیری کام کرنا بہت مشکل...... عبدالرؤف لودھی، کوئٹہ

جواب:

برادر مکرم! زید لطفہ آداب و دعوات!

خوش نامہ مکرم موصول ہوا، جناب کو غلط فہمی ہوئی کہ میں نے نعوذباللہ آپ کو یا آپ کی جماعت کو وحشی کہا ہے، حالانکہ میں نے نہیں، بلکہ جناب مرزا صاحب نے آپ کو یہ بہترین اور برمحل خطاب عطا کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"اور پیش گوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اس کے بعد تین

"اس کے مرنے کے بعد نوعِ انسانی میں غلط تخم سرایت کرے گی، یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے، اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود (نقل مطابق اصل) ہو جائیں گے، وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام، پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔" (تریاق القلوب ضمیمہ دوم ص:۱۵۹)

میرا عقیدہ یہ ہے کہ پیش گوئی صحیح ہے، لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا، یہ بالکل قربِ قیامت میں ہوگا، لہٰذا مرزا صاحب مسیح موعود نہیں، بلکہ انہوں نے اپنے اوپر غلط چسپاں کیا ہے۔ لیکن آپ فرمائیے کہ جو لوگ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں، انہوں نے جناب مرزا صاحب کو مسیح موعود مان کر گویا وحشی ہونا تسلیم کرلیا ہے یا نہیں؟ انہیں حقیقی انسان کہا جائے یا انسان نما وحشی اور حیوان جنہیں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں، پہلے یہ معاملہ طے کرلیجئے، پھر ان شاء اللہ آگے چلیں گے۔ والعلم نقطة كثرها الجاهلون!

امید ہے جواب جلد ہی عنایت ہوں گے، اس فقیر کے بارے میں جو مالکی علماء کا نقش بردار ضرور ہے، آپ جو چاہیں لکھیں آپ کو سب معاف ہے، مگر مرزا صاحب کی اس عبارت کو سامنے رکھ کر اپنا انسان ہونا ثابت کر دیجئے! فقط والسلام۔

آپ کا بے حد مخلص

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۸/محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

قادیانی مسائل

اسلام کے بنیادی عقائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، امّا بعد!

سوال ا:… مذہب اسلام کے بنیادی عقائد کیا ہیں؟ قرآن و حدیث اور اقوالِ قطب و کے حوالہ جات متعلقہ تحریر فرمائیں؟

جواب:… اسلام اور کفر کے درمیان خطِ امتیاز کیا ہے؟ اور وہ کون سے اُمور ہیں جن کا ماننا شرطِ اسلام ہے؟ اس کے لئے چند نکات ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

ا:… یہ بات تو ہر عام و خاص جانتا ہے، بلکہ غیرمسلموں تک کو معلوم ہے کہ: "مسلمان ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق تسلیم کرتے ہوئے آپ کے لائے ہوئے دین کو قبول کرنے کا عہد کریں، گویا یہ طے شدہ امر ہے (جس میں کسی کا اختلاف نہیں) کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو من و عن تسلیم کرنا اسلام ہے اور دینِ محمدی کی کسی بات کو قبول نہ کرنا کفر ہے، کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔"

۲:… اب صرف یہ بات تنقیح طلب باقی رہ جاتی ہے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں، جن کے بارے میں ہم قطعی طور سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ دینِ محمدی میں داخل ہیں، اور واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کی تعلیم فرمائی ہے؟ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دین ہم تک پہنچا ہے، اس کا ایک حصہ ان حقائق پر مشتمل ہے جو ہمیں ایسے قطعی، یقینی اور غیرمشکوک تواتر کے ذریعے سے پہنچا ہے کہ ان کے ثبوت

میں کسی قسم کے ادنیٰ شبہ کی گنجائش نہیں۔ مثلاً جس طرح یہ تواتر کے ساتھ نسلوں سے ہم تک یہ بات نقل ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو ایک دین کی دعوت دی تھی۔ ٹھیک اسی طرح یہ بھی تواتر کے تسلسل سے ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت میں "لا الٰہ الا اللہ" کی صرف اپنی ہی نہیں بلکہ توحید کی دعوت دی، شرک اور بت پرستی سے منع فرمایا، قرآن کریم کو اللہ کے کلام کی حیثیت سے پیش کیا، قیامت کے حساب و کتاب، جزا و سزا، اور جنت و دوزخ کو ذکر فرمایا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم دی۔ اس قسم کے بے شمار امور کی جو اسی تسلسل و تواتر کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں، جن کو ہر دور میں مسلمان بالاتفاق مانتے چلے آئے ہیں، اور جن کا علم صرف قوموں تک محدود نہیں رہا، بلکہ مسلمانوں کے حلقے سے نکل کر عام دنیا تک بھی مشہور ہو گیا۔ قرآن کریم میں بہت سی جگہ اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

"اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ، وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ" (البقرۃ:۲۸۵)

ترجمہ: "اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اور مؤمنین بھی، سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ، اور اس کی کتابوں کے ساتھ، اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ، کہ ہم اس کے سب پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے، اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور خوشی سے مانا، ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف ہم سب کو لوٹنا ہے۔"

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔" (النساء:۶۵)

ترجمہ:... "پھر قسم ہے آپ کے رب کی! یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے، جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرادیں، پھر اس آپ کے تصفیے سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں، اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔"

تیسری جگہ ارشاد ہے:

"وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم، ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔" (الاحزاب:۳۶)

ترجمہ:... "اور کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں کہ پھر (ان مؤمنین) کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے، اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ۔" (مشکوٰۃ ص:۳۰)

ترجمہ:... "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہوجائے۔"

انہیں خالص علمی اصطلاح میں "ضروریات دین" کہا جاتا ہے، یعنی یہ ایسے امور ہیں کہ ان کا دین محمدی میں داخل ہونا سو فیصد قطعی و یقینی ہے اور ایسا بدیہی ہے کہ ان میں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شک و شبہ اور تردد کی گنجائش نہیں، کیونکہ خبر متواتر سے بھی اسی طرح کا یقین حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ خود اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے سے کسی چیز کا علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہوں نے مکہ، مدینہ یا کراچی اور لاہور نہیں دیکھا، لیکن انہیں بھی ان شہروں کے وجود کا ٹھیک اسی طرح یقین ہے جس طرح کا یقین خود دیکھنے والوں کو ہے۔

دین محمدی کی پوری عمارت اسی تواتر کی بنیاد پر قائم ہے۔ جو شخص دین کے متواترات کا انکار کرتا ہے، وہ دین کی پوری عمارت ہی کو منہدم کر دینا چاہتا ہے، کیونکہ اگر تواتر کو حجت قطعیہ تسلیم نہ کیا جائے تو دین کی کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہو سکتی، تمام فقہاء، متکلمین اور علمائے اصول اس پر متفق ہیں کہ تواتر حجت قطعیہ ہے، اور متواترات دینیہ کا منکر کافر ہے۔ (کتب اصول میں تواتر کی بحث ملاحظہ کی جائے)۔ مناسب ہوگا کہ تواتر کے قطعی حجت ہونے پر ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی شہادت پیش کر دیں۔ اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> "دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلے میں آگیا اور کروڑہا مخلوقات ابتداء سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیونکر کہا جائے۔ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پرداداوں تک بدیہی طور پر مشہود ہو گیا اور اپنے اصل مبدء تک اس کے آثار اور انوار نظر آگئے، اس میں تو ایک ذرہ شک کی گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اس کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اول درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے۔ پھر جبکہ ائمہ حدیث نے اس سلسلے تعامل کے ساتھ ایک اور

سلسلہ قائم کیا اور اُمورِ تعامل کا اسناد براست گو اور متدین راویوں کے ذریعے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا، تو پھر بھی اس پر جرح کرنا، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرتِ ایمانی اور عقلِ انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔"

(شہادۃ القرآن ص:۸۰، روحانی خزائن ج:۶ ص:۳۰۳)

اور "ازالہ اوہام" میں لکھتے ہیں:

"تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رُو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص:۵۵۶، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۹۹)

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ تین قسم کے اُمور "ضروریاتِ دین" میں شامل ہیں:

۱:... جو قرآن کریم میں منصوص ہوں۔

۲:... جو احادیثِ متواترہ سے ثابت ہوں (خواہ تواتر لفظی ہو یا معنوی)۔

۳:... جو صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک اُمت کے اِجماع اور مسلسل تعامل و توارث سے ثابت ہوں۔

الغرض "ضروریاتِ دین" ایسے بنیادی اُمور ہیں، جن کا تسلیم کرنا شرطِ اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک کا اِنکار کرنا کفر و تکذیب ہے۔ خواہ کوئی دانستہ اِنکار کرے یا نادانستہ، اور خواہ واقف ہو کہ یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے ہے، یا واقف نہ ہو، بہرصورت کافر ہوگا۔ "شرح عقائد نسفی" میں ہے:

"الایمان فی الشرع هو التصدیق بما جاء به من عند الله تعالٰی ای تصدیق النبی علیه السلام بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورة مجیئه به من عند الله تعالٰی۔"

(شرح عقائد ص:۱۱۹)

ترجمہ:... ”شریعت میں ایمان کے معنی ہیں ان تمام اُمور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے، یعنی ان تمام اُمور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے تصدیق کرنا جن کے بارے میں بداہۃً معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے۔“

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ جو شخص ”ضروریاتِ دین“ کا منکر ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا۔ علامہ شامیؒ ”ردالمحتار شرح درمختار“ میں لکھتے ہیں:

”لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الإسلام وان کان من أھل القبلة المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔“

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ ج:۱ ص:۳۷۷)

ترجمہ:... ”جو شخص ”ضروریاتِ دین“ میں مسلمانوں کا مخالف ہو، اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، اگرچہ وہ اہلِ قبلہ ہو اور مدۃ العمر طاعات اور عبادات کی پابندی کرنے والا ہو، جیسا کہ شرح تحریر میں اس کی تصریح ہے۔“

حافظ ابن حزم ظاہریؒ لکھتے ہیں:

”وصح الاجماع علی ان کل من جحد شیئًا صح عندنا بالاجماع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی بہ فقد کفر، وصح بالنص ان کل من استھزأ باللہ تعالیٰ، أو بملک من الملائکة أو بنبی من الأنبیاء علیھم السلام أو بآیة من القرآن أو بفریضة من فرائض الدین فھی کلھا آیات اللہ تعالیٰ، بعد بلوغ الحجة إلیہ

فھو کافر، ومن قال بنبی بعد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام أو جحد شیئاً صح عندہ بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالہ، فھو کافر۔"

(کتاب الفصل لابن حزم ج:۳ ص:۲۵۶،۲۵۵)

ترجمہ:... "اور اس بات پر صحیح اجماع ثابت ہے کہ جو شخص کسی ایسی بات کا انکار کرے جس کے بارے میں اجماع سے ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لائے تھے، تو ایسا شخص بلاشبہ کافر ہے، اور یہ بات بھی نص سے ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا، کسی فرشتے کا، کسی نبی کا، قرآن کریم کی کسی آیت کا، یا دین کے فرائض میں سے کسی فریضے کا مذاق اُڑائے (واضح رہے کہ تمام فرائض آیات اللہ ہیں) حالانکہ اس کے پاس حجت پہنچ گئی ہو، ایسا شخص کافر ہے، اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا قائل ہو، یا کسی ایسی چیز کا انکار کرے کہ اس کے نزدیک ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے، تو وہ بھی کافر ہے۔"

اور قاضی عیاض مالکیؒ "الشفاء" میں لکھتے ہیں:

"وکذالک وقع الاجماع علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب أو خص حدیثاً مجمعاً علی نقلہ مقطوعاً بہ مجمعاً علی حملہ علی ظاھرہ۔" (ج:۲ ص:۲۴۷)

ترجمہ:... "اسی طرح اس شخص کی تکفیر پر بھی اجماع ہے جو کتاب اللہ کی نص کا مقابلہ کرے، یا کسی ایسی حدیث میں تخصیص کرے جس کی نقل پر اجماع ہو، اور اس پر بھی اجماع ہو کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

"وکذالک نقطع بتکفیر کل من کذب وانکر قاعدة من قواعد الشرع وما عرف یقینا بالنقل المتواتر من فعل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ووقع الاجماع المتصل علیہ ...الخ۔" (ج:۲، ص:۲۴۸)

ترجمہ... "اسی طرح ہم اس شخص کو بھی قطعی کافر قرار دیتے ہیں جو شریعت کے قاعدوں میں سے کسی قاعدے کا انکار کرے، اور ایسی چیز کا انکار کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل متواتر کے ساتھ منقول ہو اور اس پر مسلسل اجماع چلا آتا ہو۔"

علمائے اُمت کی اس قسم کی تصریحات بے شمار ہیں، نمونے کے طور پر چند حوالے درج کردیئے گئے ہیں۔ آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی دو عبارتیں بھی ملاحظہ فرمادیجئے، "انجامِ آتھم" ص:۱۴۴ میں لکھتے ہیں:

"ومن زاد علی ھذہ الشریعة مثقال ذرة او نقص منھا او کفر بعقیدة اجماعیة فعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین۔" (روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۱۴۴)

ترجمہ... "جو شخص اس شریعت میں ایک ذرّے کی کمی بیشی کرے، یا کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی لعنت۔"

اور "ایامِ الصلح" میں لکھتے ہیں:

"وہ تمام اُمور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا، اور وہ اُمور جو اہلِ سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے۔"

(ص:۸۷، روحانی خزائن ج:۱۴ ص:۳۲۳)

خلاصہ یہ ہے کہ "ضروریاتِ دین" کا اقرار یا انکار اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل ہے، جو شخص "ضروریاتِ دین" کو من وعن، بغیر تاویل کے قبول کرتا ہے، وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہے، اور جو شخص "ضروریاتِ دین" کا انکار کرتا ہے، یا ان میں ایسی تاویل کرتا ہے کہ جس سے ان کا متواتر مفہوم بدل جائے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور جو مسائل ایسے ہوں کہ ہیں تو قطعی واجماعی، مگر ان کی شہرت عوام تک نہیں پہنچی، صرف اہلِ علم تک محدود ہے، ان کو "قطعیات" تو کہا جائے گا مگر "ضروریات" نہیں کہا جاتا۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان کا انکار کرے تو پہلے اس کو تبلیغ کی جائے، اور ان کا قطعی اور اجماعی ہونا اس کو بتایا جائے، اس کے بعد بھی اگر انکار پر اصرار کرے تو خارج از اسلام ہوگا۔

"مسامرہ" میں ہے:

"وأما ما ثبت قطعًا ولم یبلغ حد الضرورة کاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت الصلبیة باجماع المسلمین فظاهر کلام الحنفیة الاکفار بجحده لأنهم لم یشترطوا فی الاکفار سوی القطع فی الثبوت (الٰی قوله) ویجب حمله علٰی ما اذا علم المنکر ثبوته قطعًا۔" (مسامرہ ص:۳۳۴)

ترجمہ:... "اور جو حکم قطعی الثبوت تو ہو مگر ضرورت کی حد کو نہ پہنچا ہو جیسے (میراث میں) اگر پوتی اور حقیقی بیٹی جمع ہوں تو پوتی کو چھٹا حصہ ملنے کا حکم اجماعِ امت سے ثابت ہے، سو ظاہر کلام حنفیہ کا یہ ہے کہ اس کے انکار کی وجہ سے کفر کا حکم لگا دیا جائے گا، کیونکہ انہوں نے قطعی الثبوت ہونے کے سوا اور کوئی شرط نہیں لگائی (الٰی قولہ) مگر واجب ہے کہ حنفیہ کے اس کلام کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ منکر کو اس کا علم ہو کہ یہ حکم قطعی الثبوت ہے۔"

۳:... "ضروریاتِ دین" کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ صرف ان کے الفاظ

کو مانا جاتا ہے، بلکہ ان کے اس معنی و مفہوم کو ماننا بھی ضروری ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تواتر و تسلسل کے ساتھ مسلّم چلے آتے ہیں۔ فرض کیجئے! ایک شخص کہتا ہے کہ: "میں قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہوں" لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ: "قرآن کریم کے بارے میں میرا یہ عقیدہ نہیں کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا، جیسا کہ مسلمان سمجھتے ہیں، بلکہ میں قرآن مجید کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تصنیف کردہ کتاب سمجھتا ہوں۔" کیا کوئی شخص تسلیم کرے گا کہ ایسا شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے؟ یا فرض کیجئے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ: "میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں لیکن "محمد رسول اللہ" سے مراد وہ شخصیت نہیں جس کو مسلمان مانتے ہیں، بلکہ "محمد رسول اللہ" سے خود میری ذات شریف مراد ہے۔" کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پر ایمان رکھتا ہے؟ یا فرض کیجئے کہ ایک شخص تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواتر کے ساتھ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی تھی، لیکن ساتھ ہی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے خود اس کی ذات مراد ہے، کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر ایمان رکھتا ہے؟

الغرض "ضروریاتِ دین" کے اجماعی اور متواتر مفہوم کے خلاف کوئی تاویل کرنا بھی درحقیقت "ضروریاتِ دین" کا انکار ہے، اور ضروریاتِ دین میں کسی تاویل کرنا الحاد و زندقہ کہلاتا ہے، قرآن کریم میں ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا، أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ." (حٰم السجدة: ۴۰)

ترجمہ: "جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں، بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن سے دن قیامت کے، کئے جاؤ جو چاہو، بے شک

جو قیام کرتے ہوئے وہ دیکھتا ہے۔"

جو لوگ ضروریات دین میں تاویلیں کرکے انہیں اپنے عقائد پر چسپاں کرتے ہیں، انہیں "ملحد و زندیق" کہا جاتا ہے، اور ایسے لوگ نہ صرف کافر و مرتد ہیں، بلکہ اس سے بھی بدتر، کیونکہ کافر و مرتد کی توبہ قبول کی جاتی ہے، لیکن زندیق کی توبہ بھی قبول نہیں کی جاتی۔ راقم الحروف نے اپنے رسالے "قادیانی جنازہ" میں زندیق کے بارے میں ایک نوٹ لکھا تھا، جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

اوّل:... جو شخص کفریہ عقیدہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، اور نصوصِ شرعیہ کی غلط سلط تاویلیں کرکے اپنے عقائدِ کفریہ کو اسلام کے نام سے پیش کرتا ہو، اسے "زندیق" کہا جاتا ہے، علامہ شامیؒ باب المرتد میں لکھتے ہیں:

"فإن الزنديق يموه كفره ويروج عقيدته الفاسدة ويخرجها في الصورة الصحيحة هذا معنى إبطان الكفر۔" (الشامی ج:۴ ص:۲۴۲ طبع ایچ ایم سعید)

ترجمہ:... "کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدۂ فاسدہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے۔"

اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسوّیٰ شرح عربی موطا میں لکھتے ہیں:

"بيان ذلك أن المخالف للدين الحق إن لم يعترف به ولم يذعن له لا ظاهرًا ولا باطنًا فهو كافر، وإن اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وإن اعترف به ظاهرًا، لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة رضي الله عنهم

والتابعون واجتمعت علیہ الامۃ فھو الزندیق۔"

ترجمہ: "شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دین حق کا مخالف ہے، اگر وہ دین اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو، اور نہ دین اسلام کو مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر، نہ باطنی طور پر، تو وہ "کافر" کہلاتا ہے۔ اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہؓ و تابعینؒ اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے۔"

آگے تاویل صحیح اور تاویل باطل کا فرق کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ثم التاویل، تاویلان، تاویل لا یخالف قاطعا من الکتاب والسنۃ واتفاق الامۃ، وتاویل یصادم ما ثبت بقاطع فذلک الزندقۃ۔"

ترجمہ: "پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تاویل جو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلے کے خلاف نہ ہو، اور دوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیل قطعی سے ثابت ہے، پس ایسی تاویل "زندقہ" ہے۔"

آگے زندیقانہ تاویلوں کی مثالیں بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"او قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ ولکن معنی ھذا الکلام انہ لا یجوز ان یسمی بعدہ احد بالنبی واما معنی النبوۃ وھو کون الانسان مبعوثاً من اللہ تعالٰی الی الخلق مفترض الطاعۃ معصوما من الذنوب ومن البقاء علی الخطا فیما یری فھو

موجود فی الأمة بعده فهو الزنديق۔"

(مسوّی ج:۲ ص:۱۳۰ مطبوعہ رحیمیہ دہلی)

ترجمہ:... "یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن نبوت کا مفہوم یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث ہونا، جس کی اطاعت کا فرض ہونا، اور اس کا گناہوں سے اور خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اُمت میں موجود ہے، تو یہ شخص "زندیق" ہے۔"

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی و متواتر عقائد کے خلاف قرآن و سنت کی تاویلیں کرتا ہو، ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے۔

دوم:... یہ کہ زندیق، مرتد کے حکم میں ہے۔ بلکہ ایک اعتبار سے زندیق، مرتد سے بھی بدتر ہے، کیونکہ اگر مرتد توبہ کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق لائقِ قبول ہے، لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

"وكذا الكافر بسبب (الزندقة) لا توبة له وجعله في الفتح ظاهر المذهب لكن في حظر الخانية الفتوى على أنه (إذا أخذ) الساحر أو الزنديق المعروف الداعي (قبل توبته) ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل، ولو أخذ بعدها قبلت۔" (شامی ج:۳ ص:۲۴۲ طبع جدید)

ترجمہ:... "اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہوگیا، اس کی توبہ قابلِ قبول نہیں، اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب

بتایا ہے، لیکن فتاویٰ قاضی خان میں کتاب الحظر میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جب جادوگر اور زندیق جو معروف اور داعی ہو، توبہ سے پہلے گرفتار ہوجائیں، اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں، بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا، اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تھی تو توبہ قبول کی جائے گی۔"

البحرالرائق میں ہے:

"لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين ..... وفي الخانية: قالوا إن جاء الزنديق قبل أن يؤخذ فأقر أنه زنديق فتاب من ذلك تقبل توبته، وإن أخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل۔" (ج:۵ ص:۱۳۶)

ترجمہ:... "ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں، اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو...... اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ: اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کرے کہ وہ زندیق ہے، پس اس سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے، اور اگر گرفتار ہوا، پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔"

سوم:... قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے، کیونکہ ان کے عقائد اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں، اور وہ قرآن وسنت کے نصوص میں غلط سلط تاویلیں کرکے جاہلوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ خود تو وہ پکے سچے مسلمان ہیں، ان کے سوا باقی پوری اُمت گمراہ اور کافر و بے ایمان ہے، جیسا کہ قادیانیوں کے دوسرے سربراہ آنجہانی مرزا محمود قادیانی لکھتے ہیں کہ:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام

بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینۂ صداقت ص:۳۵)

چند شبہات کا ازالہ

کفر و اسلام کے مسئلے کی وضاحت کے بعد اس سلسلے میں بعض لوگوں کو جو شبہات پیش آتے ہیں، مناسب ہوگا کہ ان پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے۔

۱:... بعض حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا قائل ہو، اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔

یہ بات اس حد تک صحیح ہے کہ جو شخص کلمہ شریف پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرے، ہم اس کو مسلمان سمجھیں گے جب تک کہ اس سے کوئی قول کفر سرزد نہ ہو اور ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر نہ ہو۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا اقرار کرنا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قبول کرنے کا معاہدہ ہے، پس جو شخص کلمہ پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی بات کا انکار کرتا ہے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتا، اور ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ میں کئے گئے عہد کو توڑتا ہے، اس لئے اس کا کلمہ گو ہونا، اس کے ایمان و اسلام کی ضمانت نہیں، جب تک کہ وہ اپنے اس کفر سے بیزاری کا اعلان نہ کرے۔ فرض کیجئے! ایک شخص کلمہ پڑھ کر قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کرتا ہے، یا کسی رسول کو گالی دیتا ہے، یا اسلام کے احکام کی توہین و تحقیر کرتا ہے، کیا کوئی عاقل اس کو مسلمان کہہ سکتا ہے...؟

الغرض کسی مسلمان کا کلمہ گو ہونا اسی وقت لائقِ اعتبار ہو سکتا ہے جبکہ کلمے کے عہد پر بھی قائم ہو، لیکن جو شخص اپنے قول و فعل سے اس عہد کو توڑ ڈالے، اس کا کلمہ پڑھنا محض نفاق ہے، جو کفر کی بدترین قسم ہے، قرآن کریم میں ہے:

”اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللهِ، وَاللهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللهُ یَشْهَدُ اِنَّ

والمنافقین لکٰذبون۔" (المنافقون:۱)

ترجمہ: ''جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں کہ تو رسول ہے اللہ کا، اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔''

۲:... اسی طرح بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ''اہل قبلہ'' کو کافر نہیں کہنا چاہئے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''من صلّٰی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ۔'' (بخاری، مشکوٰۃ ص:۱۲)

ترجمہ: ''جس نے ہماری نماز پڑھی، ہمارے قبلے کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا، پس یہ وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کا عہد ہے اور اس کے رسول کا عہد ہے، پس اللہ تعالیٰ سے اس کے عہد میں عہد شکنی مت کرو۔''

یہ شبہ بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس حدیث پاک میں مسلمانوں کی معروف علامت کو بیان فرمایا گیا ہے، ایسے شخص سے جب تک کوئی موجب کفر سرزد نہ ہو اس کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا، مگر یہ حدیث پاک کا مدعا نہیں کہ صرف ان تین باتوں کے کرنے کے بعد خواہ وہ کتنا ہی کفر بکتا پھرے، تب بھی اس کو مسلمان ہی سمجھا جائے۔ الغرض اہل قبلہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو مانتے ہوں، اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہ ہوں۔

شیخ ملا علی قاری رحمہ اللہ ''شرح فقہ اکبر'' میں لکھتے ہیں:

''اعلم ان المراد باہل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ہو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ

ذلک من المسائل. فمن واظب طول عمره علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشر أو نفی علمه سبحانه بالجزئیات لا یکون من أهل القبلة وان المراد بعدم تکفیر أحد من أهل القبلة عند أهل السُنَّة: انه لا یکفر ما لم یوجد شیء من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شیء من موجباته."

(شرح فقہ اکبر ص:۱۸۹)

ترجمہ:... "جاننا چاہئے کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو "ضروریاتِ دین" پر متفق ہوں، جیسے عالم کا حادث ہونا، حشرِ جسمانی، اللہ تعالیٰ کا کلیات و جزئیات کا علم رکھنا، اور اس قسم کے دیگر اہم مسائل، پس جو شخص مدة العمر طاعات و عبادات بھی کرے مگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ عالم قدیم ہے، حشرِ جسمانی نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتے تو ایسا شخص "اہلِ قبلہ" میں سے نہیں، اور یہ مسئلہ کہ: "اہلِ سنت کے نزدیک اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں" اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک کسی شخص میں کفر کی علامات نہ پائی جائیں اور اس سے کوئی چیز موجبِ کفر صادر نہ ہو، تب تک اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔"

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمہ اللہ "ردّالمحتار" میں لکھتے ہیں:

"لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الإسلام وان کان من أهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر."

(ردالمحتار مع الدرالمختار ص:۳۷۷)

ترجمہ:... "جو شخص "ضروریاتِ دین" میں مسلمانوں کا

مخالف ہو، اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں، خواہ ساری عمر طاعات وعبادات کا پابند رہے۔"

اور علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ "شرح عقائد" کی شرح میں لکھتے ہیں:

"أهل القبلة في اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين أي الأمور التي علم ثبوتها في الشرع واشتهر فمن أنكر شيئًا من الضروريات كحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم الله سبحانه بالجزئيات وفريضة الصلٰوة والصوم لم يكن من أهل القبلة ولو كان مجاهدًا بالطاعات، وكذلك من باشر شيئًا من أمارات التكذيب كسجود الصنم والإهانة بأمر شرعي والاستهزاء عليه فليس من أهل القبلة ومعنى عدم تكفير أهل القبلة أن لا يكفر بارتكاب المعاصي ولا بإنكار الأمور الخفية غير المشهورة، هذا ما حققه المحققون فاحفظه!" (نبراس ص:۵۷۲)

ترجمہ:... "اہلِ قبلہ: متکلمین کی اصطلاح میں وہ لوگ کہلاتے ہیں جو "ضروریاتِ دین" کی تصدیق کرتے ہوں۔ "ضروریاتِ دین" سے مراد وہ امور ہیں جن کا شرع میں ثابت ہونا معلوم و مشہور ہے۔ پس جو شخص "ضروریاتِ دین"... مثلاً: حدوثِ عالم، حشرِ اجساد، اللہ تعالیٰ کا عالمِ جزئیات و کلیات ہونا، نماز روزے کا فرض ہونا... کا منکر ہو، اس کا شمار اہلِ قبلہ میں نہیں، خواہ وہ طاعت یا عبادت میں کتنا مجاہدہ کرتا ہو۔ اسی طرح وہ شخص کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جو تکذیب کی علامت ہے، جیسے بت کو سجدہ کرنا، کسی امرِ شرعی کی توہین کرنا، اور دین کی کسی بات کا مذاق اڑانا، وہ

بھی اہلِ قبلہ میں شامل نہیں ہے۔ اور جو اصول ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ قبلہ اگر گناہ کے مرتکب ہوں تو معصیت کی بنا پر اس کو کافر نہ کہا جائے۔ نیز جو امور کہ قطعی نہیں یا مشہور نہیں، ان کے انکار پر بھی تکفیر نہ کی جائے۔ یہ محققین کی تحقیق ہے، اسے خوب یاد رکھو!"

س:... بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کسی کے اسلام و کفر کا فیصلہ کرنا کسی انسان کا کام نہیں، کیونکہ ایمان دل میں ہوتا ہے، اور دل کا حال اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ان کا یہ شبہ بالکل سطحی ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ ہم بھی کسی کے دل پر کفر کا حکم نہیں لگاتے، بلکہ جن عقائدِ کفریہ کا اقرار وہ زبان سے کرے اور کتابوں میں برملا اظہار کیا جائے، ان پر کفر کا حکم کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص واقعتاً ایسا ہو جو اپنے اندر عقیدۂ کفر چھپائے پھرتا ہے، مگر زبان و قلم سے اس نے کبھی اپنے کفر کا اظہار نہ کیا ہو، بلکہ ظاہر میں کلمہ پڑھتا ہو، اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہو، تو چونکہ اس سے کوئی چیز موجبِ کفر ظاہر نہیں ہوئی، اس لئے ہم اس کے کفر کا فیصلہ نہیں کریں گے، بلکہ ایسے پوشیدہ کفر والے کے کفر کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ لیکن اگر کوئی شخص دینِ محمدی کے قواعد کو توڑتا ہو، اور ضروریاتِ دین کا برملا انکار کرتا ہو تو ایسے شخص کو مسلمان آخر کس اصول کے تحت کہا جائے گا...؟

دوم:... یہ کہ اسلام اور کفر کے کچھ تو قانونی احکام ہیں، اور کچھ اُخروی۔ اگر کسی کافر کے کافر ہونے کا بھی حکم نہ کیا جائے، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں ہم اسلام اور کفر کی حدود کو مٹاتے ہیں، مسلمانوں اور کافروں کے احکام کو معطل کرتے ہیں، اور کافروں پر مسلمانوں کے، یا مسلمانوں پر کافروں کے احکام جاری کرتے ہیں۔ کیا کوئی عقل مند بقائمی ہوش و حواس اس کو تجویز کرسکتا ہے...؟

سوم:... یہ کہ دنیا میں ہم جو کسی کے مسلمان یا کافر ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ان اصول اور قواعد کے مطابق کرتے ہیں جو قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی میں موجود ہیں، اس لئے یہ فیصلہ انسانوں

کا نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ ہی کا فیصلہ ہے جو انسانوں کے ذریعے نافذ ہوتا ہے۔

۵:... بعض لوگ بڑی شد و مد سے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ ان مولویوں کے فتووں کا کیا اعتبار ہے؟ انہوں نے کس کو چھوڑا جس پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا ہو؟

اس شبہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر بعض لوگوں نے بعض پر غلط فتویٰ کفر لگایا ہے تو آئندہ کے لئے کسی کافر کو کافر کہنے کی راہ بھی بند ہوگئی ہے؟ یہ شبہ جس قدر کمزور ہے، اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ اصول یہ ہے کہ اگر کسی کے خلاف فیصلہ غلط ہو تو دلائل سے اس کا غلط ہونا ثابت کیا جائے، یہ تو کوئی اصول نہیں کہ چونکہ بعض ججوں نے غلط فیصلے بھی کئے ہیں، اس لئے آئندہ کسی عدالت کا کوئی فیصلہ بھی قابلِ قبول نہیں۔ اسی طرح جن لوگوں نے کسی پر غلط فتویٰ صادر کیا ہو، اس کی غلطی واضح کی جاسکتی ہے، اور بتایا جاسکتا ہے کہ اس فتوے میں فلاں اصولِ شرعی کی رعایت نہیں رکھی گئی۔ لیکن یہ سمجھنا کہ جو شخص قطعیاتِ دین کا منکر ہو، اور جسے پوری اُمت بالاتفاق خارج از اسلام قرار دیتی ہو، وہ بھی مسلمان ہے، بالکل غلط ہے...!

۶:... بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی میں ننانوے وجوہ کفر کے پائے جائیں اور ایک وجہ اسلام کی پائی جائے، اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے، اور اس کے لئے وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ مگر ان کا مطلب سمجھنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے... یا جان بوجھ کر وہ لوگوں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی ایسا فقرہ کہا جس کے ننانوے مطلب کفر کے ہوسکتے ہیں، لیکن ایک تاویل اس کی ایسی بھی ہوسکتی ہے جو اسلام کے مطابق ہو تو ہم ایک مسلمان سے حسنِ ظن رکھتے ہوئے ان ننانوے وجوہ کو نہیں لیں گے، بلکہ وہی مطلب لیں گے جو اسلام کے مطابق ہے۔ اور یہ بات بالکل صحیح ہے اور اہلِ علم ہمیشہ اس کا لحاظ بھی رکھتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص اپنے قول کی خود تشریح کردے اور ببانگِ دہل اعلان کرے کہ میرا مطلب یہ نہیں بلکہ یہ ہے... جو موجبِ کفر ہے... تو ہم اس کے حق میں کفر کا فیصلہ دینے پر مجبور ہوں گے، اور اس صورت پر امام ابوحنیفہؒ کا قول چسپاں نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جو

شخص ہزاروں باتیں کفر کی کہے اور ایک بات اسلام کی کردیا کرے، اس کو بھی مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

کیا ختمِ نبوّت کا عقیدہ جزوِ ایمان ہے؟

سوال ۲:... کیا ختمِ نبوّت کا عقیدہ مسلمان ہونے کی لازمی شرط اور جزوِ ایمان ہے؟ قرآن و حدیث، فتاویٰ اور اقوالِ فقہاء کے حوالہ جات تحریر فرمائیں۔

جواب:... بلاشبہ ختمِ نبوّت کا عقیدہ جزوِ ایمان اور شرطِ اسلام ہے، کیونکہ جس درجے کے تواتر و تسلسل سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت کا دعویٰ کیا، توحید کی دعوت دی، قرآنِ کریم کو کلامُ اللہ کی حیثیت سے پیش فرمایا، قیامت، جزا و سزا اور جنت و دوزخ کی خبر دی، نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم دی، ٹھیک اسی درجے کے تواتر سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ آپ نے اعلان فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں، مجھ پر نبوّت و رسالت کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور قرآنِ کریم کے منزّل من اللہ ہونے کا عقیدہ "ضروریاتِ دین" میں شامل ہے، اسی طرح ختمِ نبوّت کا عقیدہ بھی جزوِ ایمان ہے۔ اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت یا قرآنِ کریم کے منزّل من اللہ ہونے کا انکار، یا اس میں کوئی تاویل، کفر و الحاد ہے، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار، یا اس میں تاویل بھی بلاشبہ کفر و الحاد ہے، کیونکہ یہ عقیدہ قرآنِ کریم کی نصِ قطعی، احادیثِ متواترہ اور اجماعِ مسلسل سے ثابت ہے، اور اسلامی عقائد پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں ختمِ نبوّت کا عقیدہ درج کیا گیا ہے۔

قرآنِ کریم:

اہلِ علم نے قرآنِ کریم کی قریباً سو آیاتِ کریمہ سے عقیدۂ ختمِ نبوّت ثابت کیا ہے ... ملاحظہ کیجئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی "ختمِ نبوّت کامل"... یہاں اختصار کے مدِنظر صرف ایک آیت درج کی جاتی ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ، وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا."

(الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ:... "نہیں ہیں محمد ... صلی اللہ علیہ وسلم ... تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کے جاننے والا۔"

اس آیت کریمہ میں دو قراءتیں متواتر ہیں: "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" ... بفتح تا ... یہ امام عاصم رحمہ اللہ کی قراءت ہے، اور "خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ" ... بکسر تا ... جمہور قراء کی قراءت ہے۔ پہلی قراءت کے مطابق اس کے معنی ہیں مہر، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نبیوں کی آمد پر مہر لگ گئی، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور دوسری قراءت کے مطابق اس کے معنی ہیں: نبیوں کو ختم کرنے والا۔ تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ دونوں قراءتوں کا مآل ایک ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصبِ نبوت بند ہے۔ چند تفاسیر ملاحظہ ہوں:

۱:... امام ابن جریر رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ):

"ولٰكن رسول الله وخاتم النبيين الذي ختم النبوة فطبع عليها، فلا تفتح لأحد بعده إلى قيام الساعة."

(تفسیر ابن جریر ج: ۲۲ ص: ۱۲)

ترجمہ: ... "لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، یعنی جس نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی، پس آپ کے بعد یہ مہر قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھلے گی۔"

۲:... امام بغوی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ):

"ختم الله به النبوة وقرأ ابن عامر وابن عاصم خاتم بفتح التاء على الاسم، أي آخرهم، وقرأ الآخرون

بکسر التاء علی الفاعل لأنه ختم به النبیین فهو خاتمهم …… عن ابن عباس ان اللہ حکم ان لا نبی بعدہ۔"

(تفسیر معالم التنزیل ج:۵ ص:۲۱۸، مطبوعہ مصر)

ترجمہ:… "خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے نبوت کا سلسلہ بند کردیا ہے، ابن عامر اور ابن عاصم نے "خاتم" کی "ت" کو زبر کے ساتھ پڑھا ہے، جس کا مطلب آخری نبی ہے، اور دوسرے قراء نے "ت" کی زیر پڑھی ہے، اس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگادی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کردیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

۳:… علامہ زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ):

"فان قلت: کیف کان آخر الأنبیاء وعیسی ینزل فی آخر الزمان؟ قلت: معنی کونه آخر الأنبیاء أنه لا ینبأ أحد بعده، وعیسی ممن نبیٔ قبله، وحین ینزل، ینزل عاملًا علی شریعة محمد، مصلیًا إلی قبلته کأنه بعض أمته۔" (تفسیر کشاف ج:۳ ص:۵۴۴)

ترجمہ:… "اگر تم کہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوسکتے ہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے؟ میں کہتا ہوں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہ بنایا جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جاچکے ہیں، اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی پر عمل کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے قتل کر ڈالے گئے ہوں گے، گویا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ایک فرد تک نہ پائیں گے۔"

۴:... امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ):

"وخاتم النبيين، وذلك لأن النبي الذي يكون بعده نبي إن ترك شيئًا من النصيحة والبيان يستدركه من يأتي بعده، وأما من لا نبي بعده يكون أشفق على أمته وأهدى لهم وأجدى، إذ هو كوالد لولده الذي ليس له غيره من أحد۔" (تفسیر کبیر ج:۲۵ ص:۲۱۵ طبع بیروت)

ترجمہ:... "اس آیت میں خاتم النبیین اس لئے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو، وہ اگر نصیحت اور توضیح شریعت میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کسر کو پورا کر دیتا ہے، مگر جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو تو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح ہدایت دیتا ہے، کیونکہ اس کی مثال ایسے والد کی ہوتی ہے جو ایسے بیٹے کا باپ ہو جس کا ولی و سرپرست اس کے سوا کوئی دوسرا نہ ہو۔"

۵:... علامہ بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۱ھ):

"وآخرهم الذي ختمهم أو ختموا به، ولا يقدح فيه نزول عيسى بعده لأنه إذا نزل كان على دينه۔"

(تفسیر بیضاوی ج:۲ ص:۱۶۴ طبع مصر)

ترجمہ:... "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کے آنے کو ختم کر دیا ہے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے وہ مہر کئے گئے ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونا اس میں

کوئی نقص نہیں ہے، کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو وہ آپ کی شریعت پر عامل ہوں گے۔"

۶:... علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ):

"أي آخرهم يعني لا ينبأ أحد بعده وعيسى ممن نبئ قبله وحين ينزل ينزل عاملاً على شريعة محمد صلى الله عليه وسلم كأنه بعض أمته ... وتقويه قراءة ابن مسعود: ولكن نبيا ختم النبيين۔"

(تفسیر مدارک التنزیل ج:۳ ص:۲۳۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:... "آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے آخر میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل نبی بنائے گئے، جب نازل ہوں گے تو وہ شریعت محمدی کے عامل بن کر نازل ہوں گے، گویا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد ہوں گے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ کی قراءت میں یوں ہے: لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، جس نے تمام نبیوں کی نبوت کے سلسلے کو بند کردیا ہے۔"

۷:... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ):

"فهذه الآية نص في أنه لا نبي بعده وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بالطريق الأولى والأحرى لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة۔"

(تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۴۹۳ طبع مصر)

ترجمہ:... "یہ آیت اس بارے میں نص قطعی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تو بطریق اولیٰ کوئی رسول بھی نہیں، کیونکہ مقامِ رسالت، مقامِ نبوت سے خاص ہے۔"

۸:...علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۴ھ):

"بأن لا نبي بعده، وإذا نزل السيد عيسى يحكم بشريعته." (جلالین کلاں ص:۳۵۶ ج:۲)

ترجمہ:... "خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ شریعتِ محمدی کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔"

۹:...امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"ولیکن پیغمبر خدا است ومہر پیغمبران است۔"

ترجمہ:... "اور لیکن آپ اللہ کے پیغمبر اور تمام نبیوں کی مہر ہیں۔"

اس کے بعد فوائد میں لکھتے ہیں:

"یعنی بعد از وے ہیچ پیغمبر نہ شود۔"

(فتح الرحمن ص:۵۹۹ مطبوعہ دہلی)

"یعنی "مہر پیغمبران" کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔"

۱۰:...حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۰ھ) "خاتم النبیین" کا ترجمہ کرتے ہیں:

"لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔"

"موضح القرآن" کے فوائد میں اس پر یوں لکھتے ہیں:

"اور پیغمبروں پر مہر ہے، اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں، بڑائی اس کو سب پر ہے۔" (موضح القرآن)

منکرِ ختمِ نبوّت دائرۂ اسلام سے خارج ہے؟

سوال ۳:... جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے باوجود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر عقیدہ نہیں رکھتا، کیا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے؟

جواب:... اوپر کی تصریحات سے معلوم ہوچکا ہے کہ عقیدۂ ختمِ نبوّت ضروریاتِ دین میں داخل ہے، اس لئے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتا، وہ بلاشبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اور اس کا دعوائے اسلام محض غلط ہے۔ فقہائے امت کے چند فتاویٰ سوال نمبر ۲ کے ذیل میں درج کئے جاچکے ہیں، اس سلسلے میں اکابرِ امت کے مزید ارشادات ملاحظہ فرمائیے:

۱:... حافظ ابنِ حزم ظاہریؒ نے "کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں متعدد جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے، چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"قد صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوته واعلامه وکتابه انه اخبر انه لا نبی بعده ..... فوجب الاقرار بهذه الجملة وصح ان وجود النبوة بعده علیه السلام باطل لا یکون البتة۔" (ج:۱ ص:۷۷)

ترجمہ:... "جس کثیر التعداد جماعت اور جمِ غفیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور معجزات اور قرآنِ کریم کو نقل کیا ہے، اسی کثیر التعداد جماعت اور جمِ غفیر کی نقل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ثابت ہوچکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا، پس اس جملے کے ساتھ اقرار واجب ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوّت کا وجود باطل ہے، ہرگز نہیں ہوسکتا۔"

آپ اور جگہ لکھتے ہیں:

"ھذا مع سماعھم قول اللہ تعالیٰ: "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" وقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا نبی بعدی. فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعدہ علیہ السلام نبیا فی الأرض حاشا ما استثناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الآثار المسندۃ الثابتۃ فی نزول عیسٰی بن مریم علیہ السلام فی آخر الزمان."

(ج:۳ ص:۱۸۰)

ترجمہ: "اللہ کا فرمان: "رسول اللہ وخاتم النبیین" اور حضور علیہ السلام کا ارشاد: "لا نبی بعدی" سن کر مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے؟ سوائے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانے میں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث مسندہ سے ثابت ہے۔"

آپ اور جگہ لکھتے ہیں:

"من قال بنبی بعد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام أو جحد شیئا صح عندہ بأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالہ فھو کافر."

(ج:۳ ص:۲۵۹)

ترجمہ: "جس شخص نے حضور علیہ السلام کے بعد کسی کی نبوت کا اقرار کیا یا کسی شیٔ کا انکار کیا جو اس کے نزدیک ثابت ہوچکی ہو کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے، وہ کافر ہے۔"

آپ اور جگہ لکھتے ہیں:

"وأما من قال ان اللہ عز وجل ھو فلان لانسان بعینہ أو ان اللہ تعالیٰ یحل فی جسم من أجسام خلقہ أو

ان بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا غیر عیسٰی بن مریم، فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ لصحۃ قیام الحجۃ بکل ھذا علٰی کل أحد۔" (ج:۳ ص:۲۴۹)

ترجمہ: "جس شخص نے کسی معین شخص کو کہا کہ وہ اللہ ہے، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے، یا یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہے، سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے، پس ایسے شخص کی تکفیر میں دو آدمیوں کو بھی اختلاف نہیں، کیونکہ ہر ہر بات کے ساتھ ہر ایسے شخص پر حجت قائم ہوچکی ہے۔"

۴:... قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" میں لکھتے ہیں:

"وکذلک من ادعی نبوۃ أحد مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم أو بعدہ ..... أو من ادعی النبوۃ لنفسہ أو جوز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب إلٰی مرتبتھا ..... وکذلک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ ... فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، لانہ أخبر صلی اللہ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ، وأخبر عن اللہ تعالٰی انہ خاتم النبیین وانہ أرسل کافۃ للناس وأجمعت الأمۃ علٰی حمل ھذا الکلام علٰی ظاھرہ، وان مفھومہ المراد بہ دون تأویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا إجماعا وسمعا۔" (ج:۲ ص:۲۴۶، ۲۴۷)

ترجمہ:... "اور اسی طرح جو شخص حضور علیہ السلام کے

ساتھ کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے ...... یا اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے، یا صفائی قلب کے ذریعے سے نبوت کے مرتبے تک پہنچنے اور کسب سے اس کے حاصل کرنے کو جائز سمجھے ...... اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے، اگرچہ صراحتاً نبوت کا دعویٰ نہ کرے ...... پس یہ سب کے سب کفار ہیں، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنے والے ہیں، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور خدا کی طرف سے قرآن میں یہ خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ تمام عالم کے انسانوں کی طرف رسول ہیں، اور اُمت کا اجماع ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر حمل کیا جائے، اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اس آیت کا نفسِ مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تاویل و تخصیص کے، پس ان تمام جماعتوں کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ وہ قطعی طور پر بالاجماع کافر ہیں۔"

۳:... حافظ فضل اللہ تورپشتی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) کا فارسی میں اسلامی عقائد پر ایک رسالہ "المعتمد فی المعتقد" کے نام سے ہے، جس میں عقیدۂ ختمِ نبوت بہت تفصیل سے لکھا ہے، اور آخر میں منکرینِ ختمِ نبوت کے خارج از اسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے، اس کے چند ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:

"واز ایں جملہ آنست کہ تصدیق وی کند کہ بعد از وی ہیچ نبی نباشد مرسل و نہ غیر مرسل، و مراد از خاتم النبیین آنست کہ نبوت را مہر کرد و نبوت بآمدن او تمام شد یا بحقیقت کہ خدا تعالیٰ پیغمبری را بوی ختم کرد و ختم خدائی حکم است جدا نچہ از آں محو ابد کردو نتوان۔"

(معتمد فی المعتقد ص:۹۳)

ترجمہ:... "منجملہ عقائد کے یہ ہے کہ اس بات کی

تصدیق کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، نہ رسول اور نہ غیر رسول۔ اور "خاتم النبیین" سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت پر مہر لگادی، اور نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے حد تمام کو پہنچ گئی۔ یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پیغمبری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مہر لگادی، اور خدا تعالیٰ کا مہر کرنا اس بات کا حکم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں بھیجے گا۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"واحادیث بسیار از رسول صلی اللہ علیہ وسلم درست شدہ است کہ نبوت بآمدن او تمام شد و بعد از وی دیگری نباشد واز اں احادیث یکے را معنی آنست کہ در امت من نزدیک سی دجال کذاب باشند کہ ہر یک از ایشاں دعویٰ کنند کہ من نبی ام و بعد از من ہیچ نبی نباشد۔" (ص:۹۵)

ترجمہ: "اور بہت سی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں کہ نبوت آپ کی تشریف آوری پر پوری ہوگئی، آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ ان احادیث میں سے ایک کا مضمون یہ ہے کہ میری امت میں قریباً تیس جھوٹے دجال ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"و روایات واحادیث دریں باب افزوں از آنست کہ بر توان شمرد، و چوں ازیں طریق ثابت شد کہ بعد از وی ہیچ نبی نباشد ضرورت رسول ہم نباشد زیرا کہ ہیچ رسول نباشد کہ نبی نباشد،

چوں نبوت نفی کردہ رسالت بطریق اولیٰ منتفی باشد۔" (ص:۹۶)

ترجمہ:... "اور اس سبب سے کہ روایت و احادیث حد تواتر سے زیادہ ہیں، جب اس طریقے سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو یہ بھی بات ہے کہ رسول بھی نہ ہوگا، کیونکہ کوئی رسول ایسا نہیں ہوتا جو نبی نہ ہو، جب نبوت کی نفی کردی تو رسالت کی نفی بدرجۂ اولیٰ ہوگی۔"

ایک اور جگہ ہے:

"بحمد اللہ این مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر از آنست کہ آنرا بہ کشف و بیان حاجت افتد، اما این مقدار از قرآن از ترس آن یاد کردیم کہ مبادا زندیقی جاہلی را در شبہت اندازد...... و منکر این مسئلہ کسی تواند بود کہ اصلاً در نبوت او معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودی وی را در ہر چہ از آں خبر داد صادق دانستے۔

وبہما حجت کہ از طریق تواتر رسالت او ثابت از ما بداں درست شدہ است این نیز درست شد کہ وی باز پسین پیغمبر آنست در زمان او تا قیامت بعد از وی ہیچ نبی باشد و ہر کہ در این بشک است دراں نیز بشک است، و آنکس کہ گوید بعد از این نبی دیگر بود یا ہست، یا خواہد بود و آں کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است۔" (ص:۹۷)

ترجمہ:... "بحمد اللہ! یہ مسئلہ اہل اسلام کے درمیان اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت ہو، اتنی وضاحت بھی ہم نے قرآن کریم سے اس اندیشے کی بنا پر کردی کہ مبادا کوئی زندیق کسی جاہل کو شبہ میں ڈالے۔

اور عقیدۂ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو خود نبوت

محمدیہ پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتا۔

اور جن دلائل اور جس طریق تواتر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت [illegible] ثابت ہوتی ہے، ٹھیک اسی درجے کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ پس جس شخص کو اس ختم نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی میں بھی شک ہوگا، اور جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوا تھا، یا اب موجود ہے، یا آئندہ ہوگا، اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوسکتا ہے، وہ کافر ہے۔"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں:

"فمن رحمة الله تعالى بالعباد إرسال محمد صلى الله عليه وسلم إليهم، ثم من تشريفه له ختم الأنبياء والمرسلين به، وإكمال الدين الحنيف له، وأخبر الله تبارك وتعالى في كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم في السنة المتواترة عنه أنه لا نبي بعده ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذّاب، أفاك، دجّال، ضالٌّ، مضلٌّ، ولو تحرق وشعبذ، وأتى بأنواع السحر والطلاسم والنيرنجيات فكلّها محال وضلال عند أولي الألباب كما أجرى الله سبحانه على يد الأسود العنسي باليمن، ومسيلمة الكذّاب باليمامة

جو کریں گے، بلکہ یہ بیان کذابوں میں سے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر ایسے امور پیدا فرمادے گا کہ علماء اور مسلمان اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے۔"

۵: شیخ ابن نجیم "الاشباہ والنظائر" میں لکھتے ہیں:

"إذا لم يعرف أن محمدًا صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء فليس بمسلم، لأنه من الضروريات (الأشباه والنظائر) يعني والجهل بالضروريات في باب المكفرات لا يكون عذرًا بخلاف غيرها فإنه يكون عذرًا على المفتى به، كما تقدم والله أعلم."

(شرح حموی ص:۲۶۸)

ترجمہ: "جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، تو وہ مسلمان نہیں، کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت ضروریاتِ دین میں داخل ہے۔ اور علامہ حموی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: یعنی ضروریاتِ دین سے جاہل ہونا کفر سے بچانے میں عذر نہیں، البتہ دوسری باتوں میں مفتیٰ بہ قول کے مطابق عذر ہے۔"

۶: شیخ علی القاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) "شرح فقہ اکبر" میں لکھتے ہیں:

"قوله التحدي فرع دعوى النبوة ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالإجماع."

(ص:۲۰۲ طبع مجتبائی)

ترجمہ: "میں کہتا ہوں کہ معجزہ نمائی کا چیلنج کرنا فرع ہے دعویٔ نبوت کی، اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالاجماع کفر ہے۔"

۷: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "مسویٰ شرح موطا" میں فرماتے ہیں:

"أو قال ان النبي صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة ولكن معنى هذا الكلام انه لا يجوز ان يسمى بعده أحد بالنبي، وأما معنى النبوة وهو كون الإنسان مبعوثًا من الله تعالى إلى الخلق مفترض الطاعة معصومًا من الذنوب ومن البقاء على الخطأ فيما يرى فهو موجود في الأئمة بعده فذلك الزنديق وقد اتفق جماهير المتأخرين من الحنفية والشافعية على قتل من يجري هذا المجرى." (مسوّی شرح مؤطا ج:۲ ص:۱۳۰)

ترجمہ:... "یا جو شخص یہ کہے کہ بے شک حضور علیہ السلام نبوّت کے ختم کرنے والے ہیں، لیکن اس کلام کے معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو نبی کہنا اور نبی کا اسم اطلاق کرنا جائز نہیں، لیکن نبوّت کی حقیقت اور اس کے معنی یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلق کی طرف مبعوث ہونا اور مفترض الطاعۃ ہونا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اماموں میں بھی موجود ہے، پس ایسا شخص زندیق ہے، جو شخص ایسا چاپ چلے اس کے قتل پر جماہیر حنفیہ وشافعیہ کا اتفاق ہے۔"

۱۸:... علامہ سفارینی حنبلی رحمہ اللہ (۱۱۱۴ھ-۱۱۸۸ھ) "لوائح الأنوار البهية شرح الدرة المضية" میں... جو "شرح عقائد سفارینی" کے نام سے معروف ہے... لکھتے ہیں:

"ومن زعم انها مكتسبة فهو زنديق يجب قتله لأنّ مقتضى كلامه واعتقاده ان لا تنقطع، وهو مخالف للنص القرآني والأحاديث المتواترة بأن نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين عليهم السلام." (ج:۲ ص:۲۵۷)

ترجمہ:... "جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت حاصل ہو سکتی ہے، وہ زندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ اس کا کلام و عقیدہ اس بات کو مقتضی ہے کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا، اور یہ بات نصِ قرآن اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن سے قطعاً ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (علیہم السلام)۔"

۹:... امام سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تفسیر "روح المعانی" میں آیت خاتم النبیین کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السُّنّة وأجمعت عليه الأمّة فيكفر مدعي خلافه ويقتل إن أصرّ." (ج:۲۲ ص:۴۰)

ترجمہ:... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن ناطق ہے، جن کو سنت نے واشگاف کیا ہے اور جن پر امت کا اجماع ہے، پس اس کے برخلاف کا دعویٰ کرنے والا کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اصرار کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔"

۱۰:... علامہ زرقانی "شرح مواہب" میں امام ابن حبانؒ سے نقل کرتے ہیں:

"من ذهب إلى أن النبوة مكتسبة لا تنقطع أو إلى أن الولي أفضل من النبي فهو زنديق يجب قتله لتكذيب القرآن وخاتم النبيين."

(زرقانی شرح مواہب ج:۶ ص:۱۸۸)

ترجمہ:... "جس شخص کا مذہب یہ ہو کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں، بلکہ حاصل ہو سکتی ہے، یا یہ کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے، ایسا شخص زندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ وہ قرآن کی اور خاتم

النبیین کی تکذیب کرتا ہے۔"

۱۱:... حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل: "انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ، الا انه لا نبی بعدی" او کما قال، جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا، گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ، باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے، ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہے۔"

(تحذیر الناس ص:۹،۱۰)

خاتم النبیین کی تفسیر مرزا صاحب سے

خاتم النبیین کی جو تفسیر اکابر مفسرین سے نقل کی گئی ہے، دعویٔ نبوت سے قبل خود مرزا صاحب نے بھی اس کی تصدیق کی ہے، چند حوالے ملاحظہ فرمائیے:

۱:... "ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين۔" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا،

کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے، اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحیٔ رسالت تابقیامت منقطع ہے۔"

(ازالہ اوہام ص:۶۱۴)

۲:... "اگرچہ ایک ہی فقرہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہوجاویں یہ امر بھی ختم نبوّت کا منافی ہے، کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحیٔ رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے، ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحیٔ نبوّت لانے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔" (ازالہ اوہام ص:۵۷۷)

۳:... "ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحیٔ رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہوجائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہوجائے اور جو مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے، فتدبر۔" (ازالہ اوہام ص:۵۸۳)

۴:... "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو، کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے، اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحیٔ رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر

سلسلۂ وحی رسالت بند ہے۔"

(ازالہ اوہام ص:۷۶۱، روحانی خزائن ج:۳ ص:۵۱۱)

۵:... "اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس اُمت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا، نیا ہو یا پرانا ہو، اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا، ہاں محدث آئیں گے۔" (نشان آسمانی ص:۳۰، روحانی خزائن ج:۴ ص:۳۹۱)

۶:... "ما كان الله ان يرسل نبيًا بعد نبينا خاتم النبيين وما كان ان يحدث سلسلة النبوة ثانيًا بعد انقطاعها." (آئینہ کمالات اسلام ص:۳۷۷)

ترجمہ:... "یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمارے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نبی بھیجے، اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انقطاع کے بعد پھر سلسلۂ نبوت کا جاری کرے۔"

۷:... "ألا تعلم ان الربّ الرحيم المتفضل سمّى نبيّنا صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء بغير استثناء، وفسره نبيّنا في قوله لا نبي بعدي ببيان واضح للطالبين، ولو جوّزنا ظهور نبي بعد نبيّنا صلى الله عليه وسلم لجوّزنا انفتاح باب وحي النبوّة بعد تغليقها، وهذا خلف كما لا يخفى على المسلمين، وكيف يجيء نبي بعد رسولنا صلى الله عليه وسلم وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين."

(حمامۃ البشریٰ ص:۳۴، روحانی خزائن ج:۷ ص:۲۰۰)

ترجمہ:... "کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے

نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے، اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طالبوں کے بیان کے لئے وضاحت سے اس کی تفسیر یہی کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحیٔ نبوت کے دروازے کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں، اور یہ باطل ہے، جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحیٔ نبوت منقطع ہوگئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کردیا ہے۔"

۸:... "خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس اُمت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسرِ شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے، اسلام کا تختہ اُلٹا دیوے، حالانکہ وہ وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔" (ازالہ اوہام ص:۵۸۶، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۱۲)

۹:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور حدیث: "لا نبی بعدی" ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا، اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے، اپنی آیت کریمہ: "ولٰکن رسول الله وخاتم النبیّٖن" سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔"

(کتاب البریہ ص:۱۹۹، ۲۰۰، روحانی خزائن ج:۱۳ ص:۲۱۷، ۲۱۸)

۱۰:... "قرآن مجید میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو

کہیں بھی ذکر نہیں، لیکن ختمِ نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے، اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں، نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے، اور حدیث: "لا نبی بعدی" میں بھی نفی عام ہے، پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالاتِ رکیکہ کی پیروی کر کے نصوصِ صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی، پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔"

(ایام الصلح ص:۱۴۶، ۱۴۷، روحانی خزائن ج:۱۴ ص:۳۹۲، ۳۹۳)

مرزا صاحب کی ان عبارتوں سے متعدد ذیل امور ثابت ہوئے:

۱:... آیت خاتم النبیین ختمِ نبوت کے عقیدے پر نصِ صریح ہے۔

۲:... خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت و رسالت کا دروازہ تاقیامت بند ہے۔

۳:... خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی اور رسول کی حیثیت سے آنا شرعاً محال ہے۔

۴:... نبی کو وحی بذریعہ جبریل ملتی ہے، اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبریل کی آمد وحی رسالت کی حیثیت سے بند کر دی گئی۔

۵:... خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کسرِ شان ہے، اور امتِ محمدیہ کے لئے ذلت و رسوائی ہے۔

تنبیہ:... مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو رد کرنے کے لئے جو یہ لکھا ہے کہ "نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا" یہ ان کی خود غرضی ہے، ورنہ اوپر اکابرِ امت کی تصریحات سے معلوم ہو چکا ہے، اور مرزا صاحب عقلاً بھی اس کو سمجھتے ہیں...

یہ ہے کہ ختمِ نبوت کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے انبیائے کرام علیہم السلام کی فہرست مکمل ہوگئی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی شخص کو نبوت نہیں دی جائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لائیں گے ان کو نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے، اس لئے ان کی تشریف آوری عقیدۂ ختمِ نبوت کے خلاف نہیں۔ اس قسم کی تاویلات مسیلمہ کذاب وغیرہ نے بھی کی تھیں، مگر صحابہ کرام نے ان کی تاویل کو لائقِ التفات قرار نہیں دیا، کیونکہ ضروریاتِ دین میں کوئی تاویل نہیں سنی جاتی، یہ تمام صحابہ کرام کا اجماعی فیصلہ تھا، جس سے ایک شخص نے بھی اختلاف نہیں کیا، بلکہ مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیانِ نبوت کو واجب القتل سمجھا اور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب وغیرہ کے خلاف جہاد کیا، اسی سنتِ صدیقی پر عمل کرتے ہوئے بعد کے خلفاء نے مدعیانِ نبوت کو ہمیشہ واجب القتل سمجھا، اور کبھی کسی مدعیِ نبوت کی تاویلات کو لائقِ توجہ نہیں سمجھا۔

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ "الشفاء" میں لکھتے ہیں:

"وقد قتل عبدالملک بن مروان الحارث المتنبی وصلبہ وفعل ذلک غیر واحد من الخلفاء والملوک باشباھھم واجمع علماء وقتھم علی صواب فعلھم والمخالف فی ذلک من کفرھم کافر۔"

(ج:۲ ص:۲۵۷، ۲۵۸)

ترجمہ:… "خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مدعیِ نبوت حارث کو قتل کیا اور اسے سولی پر لٹکایا، اور اس کے بعد کے خلفاء وملوک نے اپنے دور کے مدعیانِ نبوت کے ساتھ یہی سلوک کیا، اور ان کے دور کے علماء نے ان کے اس فعل کے صحیح ہونے پر اجماع کیا، اور جس شخص نے ان کے کفر میں اختلاف کیا وہ کافر ہے۔"

یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے کہ مدعیِ نبوت کافر اور واجب القتل ہے۔

اوّل:... حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے "خصائص کبریٰ" میں ابونعیم کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ رومیوں کے مقابلے میں یرموک میں فروکش ہوئے تو رومیوں کے سپہ سالار نے اپنے ایک بڑے آدمی کو جس کا نام "جرجیر" تھا، آپ کی خدمت میں بھیجا، شام کا وقت تھا، اس نے مسلمانوں کو نماز مغرب پڑھتے دیکھا تو بہت متأثر ہوا، اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے چند سوالات کئے، ان میں سے ایک یہ تھا:

"هل كان رسولكم أخبركم انه يأتي من بعده رسول؟"

ترجمہ:... "کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر دی تھی کہ ان کے بعد بھی کوئی رسول آئے گا؟"

حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب میں فرمایا:

"لا، ولكن أخبر انه لا نبي بعده وأخبر أن عيسى بن مريم قد بشر به قومه." (خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۲۸۳)

ترجمہ:... "نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ بھی بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی تھی۔"

روایت میں ہے کہ سوال و جواب کے بعد وہ صاحب مسلمان ہوگئے تھے۔

جنگ یرموک میں شریک ہونے والے صحابہؓ و تابعینؒ ... جن کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق تیس ہزار سے کم نہیں ہوگی... کے سامنے ان کا امیر... جنہے لسانِ نبوت سے "أمين هذه الأمة" کا خطاب ملا ہے... ختم نبوت کا اعلان کرتا ہے، کیا یہ عقیدہ جس کا مظاہرہ ہزاروں کے مجمع میں علی رؤس الاشہاد اعلان ہو، اس کے قطعی اجماعی عقیدہ ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟ اور اس میں کسی ملحد کی کوئی تاویل مسموع ہوسکتی ہے...؟

دوم:... جب سے اُمت میں تصنیف و تالیف کا دور شروع ہوا ہے، تب سے آپ

تک کتابوں کے خطبہ دیباچہ میں: "والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین" یا اس کے ہم معنی الفاظ بالعموم سے شروع کئے جاتے ہیں، اور مشکل ہی سے کوئی مصنف ایسا نکلے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصیت کا تذکرہ نہ کرے، کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت پر امت کا اجماع مسلسل چلا آرہا ہے...؟

سوم:... اور پھر جب سے قرآن کریم کی تفسیر پر امت نے قلم اٹھایا تب سے اب تک کوئی مفسر ایسا نہیں جس نے آیت خاتم النبیین اور دیگر آیات کے تحت عقیدۂ ختم نبوت کو ذکر نہ کیا ہو۔ دور اول سے آج تک مختلف زمانوں، مختلف زبانوں، مختلف علاقوں اور مختلف خطوں میں تفسیر قرآن پر بلا مبالغہ ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہوں گی، جن کی تعداد و شمار حیطۂ بشریت سے خارج ہے، اور آج بھی دنیا بھر کے کتب خانوں کی فہرست مرتب کی جائے تو ان تفاسیر کی فہرست، جو صدر اول سے آج تک لکھی ہوئی دنیا میں موجود ہیں، ہزار سے یقیناً متجاوز ہوگی، اور کسی مسلمان کی تفسیر، خواہ وہ کسی زمانے اور کسی خطے کا ہو، عقیدۂ ختم نبوت سے خالی نہیں ہوگی، کیا اس کے بعد بھی اجماع مسلسل پر کسی دلیل کی ضرورت رہ جاتی ہے...؟

چہارم:... اور پھر جب سے احادیث طیبہ کو ابواب و فصول پر مرتب کرنے کا دور شروع ہوا ہے، حضرات محدثین اور علمائے سیرت اپنی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و شمائل بیان کرتے ہوئے "باب کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین" یا اس کے ہم معنی عنوانات قائم کرتے چلے آئے ہیں، اور یہ سلسلہ دور اول سے لے کر آج تک مسلسل جاری ہے، چنانچہ بخاری و مسلم وغیرہ اکابر محدثین کی کتابوں میں یہ ابواب موجود ہیں، اور پڑھی بھی جاتی ہیں۔ باقی ساری کتابوں سے قطع نظر بخاری شریف کو اپنے دور تصنیف سے لے کر آج تک متواتر چلی آتی ہے، اور ہر زمانے میں دنیا کے ہر خطے میں اہل علم اس کی تدریس میں مصروف رہے ہیں، کیا اس کے بعد بھی اس امر میں کوئی شبہ رہ جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "آخری نبی" ہونے پر "اجماع مسلسل" چلا آتا ہے...؟

الشیبانی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذہب کے مطابق ہے اور ان کے اصول دین کا بیان ہے، جن کا یہ حضرات عقیدہ رکھتے تھے، اور جس کے مطابق رب العالمین کی اطاعت و بندگی کرتے تھے۔"

اس عقیدہ سے میں توحید کے بعد لکھتے ہیں:

"وان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم عبدہ المصطفی ونبیہ المجتبی ورسولہ المرتضی خاتم الانبیاء وامام الاتقیاء وسید المرسلین وحبیب رب العالمین وکل دعوة نبوة بعد نبوته غی وھوی وھو المبعوث الی عامة الجن وکافة الوری بالحق والھدی۔"

(ص:۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: "اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے، اس کے چنے ہوئے نبی اور اس کے پسندیدہ رسول ہیں، آپ انبیاء کے خاتم، اتقیاء کے امام، رسولوں کے سردار اور رب العالمین کے محبوب ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد ہر دعویٰ نبوت گمراہی اور خواہش نفس کی پیروی ہے، آپ ہی عام جنوں کی طرف اور تمام مخلوق کی طرف حق و ہدایت کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہیں۔"

امام طحاوی کے بعد عقائد پر جو کتابیں لکھی گئیں، ان سب میں عقیدہ ختم نبوت درج کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کے دعویٰ نبوت کو باطل قرار دیا گیا۔ عقائد نسفی، عقیدہ امام غزالی... جو احیاء العلوم میں شامل ہے... عقیدہ نسفی، مسامرہ شرح ابن ہمام، عقیدہ ابو شکور سالمی، عقیدہ قاری، عقیدہ جلال الدین دوانی، مجموعہ عقائد، عقیدہ علامہ شیخ احمد مرزوقی، عقیدہ مولانا باقی، عقیدہ امام ربانی مجدد الف ثانی... جو مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۲۶ میں درج ہے... عقیدہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، عقیدہ شاہ عبدالعزیز

کی تاویلات کو بایں طور رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ولکن الرد علی ھذا القائل ان الأمة فھمت بالإجماع من ھذا اللفظ ومن قرائن أحوالہ انہ أفھم عدم نبی بعدہ أبدًا وعدم رسول اللہ أبدًا، وانہ لیس فیہ تأویل ولا تخصیص فمنکر ھذا لا یکون إلّا منکر الإجماع۔“

(ص:۱۲۳)

ترجمہ:... ”لیکن اس قائل کا رد یہ کہہ کر کیا جائے گا کہ اُمت نے اس لفظ سے اور قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سمجھائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول کبھی نہیں ہوگا، اور یہ کہ اس ارشاد میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں، پس اس کا منکر وہی ہوگا جو پوری اُمت کے اجماع کا منکر ہو۔“

اور کتاب ”الفرقة بین الإسلام والزندقة“ میں امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ولا بد من التنبیہ علی قاعدة أخری وھو أن المخالف قد یخالف نصًّا متواترًا ویزعم انہ مؤوّل وذکر تأویلات لا انقداح لہ أصلًا فی اللسان، لا علی بعد ولا علی قرب، فذلک کفر، وصاحبہ مکذب وإن کان یزعم انہ مؤوّل۔“ (ص:۹۱)

ترجمہ:... ”اور یہاں ایک اور قاعدے پر تنبیہ کردینا بھی ضروری ہے، وہ یہ کہ مخالف بھی نص متواتر کی مخالفت کرتا ہے، اور دعویٰ یہ کرتا ہے کہ وہ (نص کا انکار نہیں کرتا بلکہ صرف) تاویل کرنے والا ہے، اور اس کی ایسی تاویل کرتا ہے جس کی زبان و بیان کے اعتبار سے دور و نزدیک کوئی گنجائش نہیں، تو ایسی تاویل بھی کفر ہے

اور ایسی تاویل کرنے والا خدا اور رسول کی تکذیب کرنے والا ہے، خواہ وہ یہی دعویٰ کرے کہ وہ تاویل کرنے والا ہے۔"

الغرض "خاتم النبیین" اور "لا نبی بعدہٗ" کا عقیدہ لفظاً ومعناً متواتر ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک اس پر عملاً واعتقاداً اجماع مسلسل چلا آرہا ہے، اس لئے اس میں تاویل وتحریف کرنے والے بھی اسی طرح کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں جس طرح اس کا منکر کافر ہے، جس کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں۔

فقہائے اُمت کے فتاویٰ

۱:... فتاویٰ عالمگیری:

"اذا لم یعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء علیہم وعلیٰ نبینا السلام فلیس بمسلم .... ولو قال: انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ: من پیغمبرم، یرید بہ: من پیغام می برم، یکفر۔"

(ج:۲ ص:۲۶۳)

ترجمہ:... "جب کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں، اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں، یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں، اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں، تب بھی کافر ہوجاتا ہے۔"

۲:... فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ فتاویٰ ہندیہ مصری:

"ادعیٰ رجل النبوۃ، فقال رجل: ھات بالمعجزۃ قیل یکفر، وقیل لا۔" (ج:۶ ص:۳۲۸)

ترجمہ:... "ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، دوسرے نے اس سے کہا کہ اپنا معجزہ دکھاؤ! تو یہ معجزہ طلب کرنے والا بقول بعض

فکان غرض الطالب تعجیزہ وافتضاحہ لا یکفر۔“

ترجمہ:… ”اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، یا فارسی میں کہے: ”من پیغامبرم“ اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہوجائے گا۔ اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی کافر ہوجائے گا، لیکن مشائخ متأخرین نے فرمایا کہ: اگر طالب معجزہ کی غرض محض اس مدعی کی رُسوائی اور اظہارِ عجز ہو تو کافر نہ ہوگا۔“

ختمِ نبوّت اور اِجماعِ اُمت

سوال ۴:… کیا یہ دُرست ہے کہ اس امر پر آج تک مسلسل اور مکمل اِجماعِ اُمت بشمول علمائے سنی و شیعہ رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا؟ مکمل حوالہ جات تحریر فرمائیں۔

جواب:… بلاشبہ جس طرح مسلمانوں کا اس پر اِجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسولِ برحق ہیں، اسی طرح اس پر بھی اِجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور اُمتِ اسلامیہ میں ایک فرد بھی ایسا نہیں جو عقیدۂ ختمِ نبوّت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ”شہادۃ القرآن“ میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے تواتر کو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانے میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہ ہوگی کہ اس کے تواتر سے اِنکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رُو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے، صدی وار مرتب کرکے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا

مشکل ہے کہ جو اسلامی تعلیمات سے بالکل بے خبر ہو۔"

آگے لفظ تنقیح کا ترجمہ وغیرہ ان الفاظ سے جو مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اسی طرح ہزار ہا جزئیات ہیں جو عبادات اور معاملات اور عقود وغیرہ کے متعلق ہیں، وہ ایسے مشہور ہیں کہ ان کو لکھنا صرف وقت ضائع کرنا اور بات کو طول دینا ہے۔" (ص:۳۰)

ٹھیک اسی طرح عقیدۂ ختم نبوت جن کتابوں میں لکھا گیا ہے اگر صرف ان کی فہرست مرتب کی جائے تو ان کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوگی۔ اس لئے عقیدۂ ختم نبوت پر اجماعِ مسلسل کے شواہد پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسے دن کو ثابت کرنے اور نصف النہار کے وقت وجودِ آفتاب کے دلائل پیش کرنے کے مترادف ہے، جو بقول مرزا صاحب: "صرف وقت ضائع کرنا اور بات کو طول دینا ہے۔" تاہم کبھی کبھی بدیہیات پر بھی تنبیہ کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے عقیدۂ ختم نبوت پر اجماعِ مسلسل کے سلسلہ میں تنبیہاً چند نکات پیش کئے جاتے ہیں، واللہ الموفق!

اوّل:... حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے رسالے "ختم نبوت کامل" حصہ سوم میں حسب ذیل ۳۱ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی کی فہرست دی ہے جن سے عقیدۂ ختم نبوت کی دو سو دس احادیث مروی ہیں:

"حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت انس، حضرت حسن، حضرت عباس، حضرت زبیر، حضرت سلمان، حضرت مغیرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوذر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوالدرداء، حضرت حذیفہ، حضرت ابن عباس، حضرت خالد بن ...، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عقیل بن ابی طالب، حضرت معاویہ بن حیدہ، حضرت زہیر

بن حکیم، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت بریدہ، حضرت زید بن ابی
اوفیٰ، حضرت عوف بن مالک، حضرت نافع، حضرت مالک بن
حویرث، حضرت سفینہ مولیٰ، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت ابوالطفیل،
حضرت نعیم بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابوحازم،
حضرت ابومالک اشعری، حضرت اُمِّ کرز، حضرت زید بن حارث،
حضرت عبداللہ بن ثابت، حضرت ابوقتادہ، حضرت نعمان بن بشیر،
حضرت ابن غنم، حضرت یونس بن میسرہ، حضرت ابوبکرہ، حضرت
سعید بن جثم، حضرت سعد، حضرت زید بن ثابت، حضرت عرباض
بن ساریہ، حضرت زید بن ارقم، حضرت مسور بن مخرمہ، حضرت عروہ
بن رویم، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت تمیم داری، حضرت محمد بن
حزم، حضرت سہل بن سعد الساعدی، حضرت ابوزمل جہنی، حضرت
خالد بن معدان، حضرت عمرو بن شعیب، حضرت مسلمہ ابن نفیل،
حضرت قرۃ بن ایاس، حضرت عمران بن حصین، حضرت عقبہ بن
عامر، حضرت ثوبان، حضرت ضحاک بن نوفل، حضرت مجاہد، حضرت
مالک، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حبشی بن جنادہ، حضرت
عبداللہ بن حارث، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت عمرو بن اکوع،
حضرت عمرو بن قیس، حضرت عبدالرحمن بن سمرہ، حضرت عصمت بن
مالک، حضرت ابوقبیلہ، حضرت ابوموسیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود،
رضوان اللہ علیہم اجمعین۔"

اور پھر ان ۸۰ صحابہ کرامؓ میں بڑی تعداد ان حضرات کی ہے جن سے متعدد احادیث مروی ہیں، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان احادیث کے روایت کرنے والے تابعینؒ کی تعداد کتنی ہوگی؟ انصاف فرمائیے کہ جو مسئلہ قرآن کریم کی قریباً سو آیات میں منصوص ہو، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو سے زیادہ احادیث میں بیان فرمایا ہو،

اور جس کی شہادت ۱۲۰۰ صحابہ کرام (بشمول عشرۂ مبشرہ) اور تابعین سے مرتبہ ہوئی، کیا اس کے بعد بھی اس کے آفتاب سے زیادہ روشن ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے...؟

دوم:... اسلامی تاریخ کا مبتدی بھی جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب سے پہلا جہاد مسیلمہ کذاب پر ہوا، جس میں مسیلمہ کذاب اور اس کے تابعین جزار ساتھی "حدیقۃ الموت" میں الی النار واصل ہوئے، اور قریباً بارہ سو صحابہ و تابعین نے، جن میں سات سو اکابر صحابہ بھی شامل تھے، جنہیں "قراء" کہا جاتا تھا، جام شہادت نوش کیا، حالانکہ مسیلمہ کذاب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر نہیں تھا، بلکہ طبری (ج:۳ ص:۲۴۴) کی روایت کے مطابق اس کی اذان میں "اشہد ان محمدا رسول اللہ" کا اعلان کیا جاتا تھا، لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دعویٰ نبوت کی وجہ سے اسے مرتد قرار دیا، باوجودیکہ وہ بھی اپنی نبوت کی تاویل کرتا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اقرار کہ مدعی نبوت خارج از اسلام ہے:

اوپر مرزا صاحب کے حوالے گزر چکے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بھی دعویٰ نبوت سے قبل "خاتم النبیین" کی وہی تفسیر کرتے تھے جو امت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے، اس وقت مرزا صاحب نے بھی صاف صاف اقرار کیا تھا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ خارج از اسلام ہے، درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

۱:... "میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں، اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلّم الثبوت ہیں، اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی

اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔"

(مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۲۳۰، اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

۲:... "اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا مسجد (جامع مسجد دہلی مراد ہے) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۲۵۵، اشتہار ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

۳:... "میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا قائل ہوں، اور قبلے کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں، بلکہ ایسے مدعی کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (آسمانی فیصلہ ص:۳)

۴:... "ما کان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین۔"

(حمامة البشریٰ ص:۷۹ مندرجہ روحانی خزائن ج:۷ ص:۲۹۶)

ترجمہ:... "مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہوجاؤں اور کافروں کی جماعت میں جاملوں۔"

۵:... "اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں، تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں، اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں

نافرمانی سے معصوم ہوتے ہیں اور ان کے لئے عصمت واجب ہے۔ اور امر الٰہی کی مخالفت ان کے حق میں روا نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو ان کی پیروی کا حکم فرماتے ہیں، اور اگر قصد معصیت ان سے صادر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو ان کی بے چون و چرا پیروی کا حکم نہ دیتے......"

"واز ان جملہ آنست کہ عقل ایشان تمام ترین عقلہا بودہ است، واز اختلال وزوال محفوظ، وادراک عقلہائے ایشاں نہ چوں ادراکات عقلہائے غیر ایشاں بودہ است......"

ترجمہ:... "من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ انبیائے کرام کی عقل تمام عقلوں سے اعلیٰ وارفع اور کامل ہوتی ہے، اور اختلال وزوال سے محفوظ۔ اور ان حضرات کی عقول کا ادراک دیگر عقلاء کی عقلوں سے بہت بلند وبالا ہوتا ہے......"

"واز ان جملہ آنست کہ رائے ایشاں قوی ترین رائے ہا بودہ است، وفہم ایشاں تیز ترین فہمہا بودہ است، واز ہمیں جا است کہ آنچہ ایشاں از علم وحی فہم میکنند غیر ایشاں فہم تواند کردن...."

ترجمہ:... "اور من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ انبیائے کرام کی رائے دوسروں سے بہت زیادہ قوی ہوتی ہے، اور ان کا فہم دوسروں سے کہیں زیادہ تیز ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ علوم وحی کو جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام سمجھتے ہیں وہ کسی دوسرے کے لئے ممکن نہیں......"

"واز ان جملہ آنست کہ قوت حفظ ایشاں بیشتر از غیر ایشاں باشد وبقوت در بیان وفصاحت در سخن بیش از دیگراں باشد......"

ترجمہ: ”اور منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ انبیائے کرام کی قوت حافظہ باقی سب لوگوں سے بڑھ کر ہوتی ہے اور قوت بیان اور فصاحت و بلاغت میں بھی وہ سب سے فائق ہوتے ہیں.....“

”و از آں جملہ آنست کہ حواس ایشاں تیز تر از حواس دیگراں باشد و قوت ایشاں در ظاہر و باطن تمام تر از قوت غیر ایشاں باشد.....“

ترجمہ: ”اور منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے حواس دوسروں سے تیز ہوتے ہیں، اور ان حضرات کی ظاہری و باطنی قوتیں باقی سب لوگوں سے بلند و بالا اور کامل ہوتی ہیں.....“

”و از آں جملہ آنست کہ خلق ایشاں در غایت نیکوئی بودہ است و خلقت ایشاں در غایت تمامی و حد اعتدال، و صورت ہائے ایشاں خوب بودہ است و آواز ہائے ایشاں خوش، و چنانکہ در معنی بر غیر خود افزوں بودند در صورت نیز ہمچنیں بودند.....“ (ص:۹۲، ۹۳)

ترجمہ: ”اور منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ان کا اخلاق انتہائی نیک ہوتا ہے اور ان کی ظاہری ساخت بھی نہایت کامل اور معتدل ہوتی ہے، وہ نہایت خوب رو اور خوش الحان ہوتے ہیں، اور جس طرح سیرت و معنی کے لحاظ سے سب سے فائق ہوتے ہیں، اسی طرح ظاہر صورت میں بھی سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔“

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنے رسالے ”شرائط نبوت“ میں نبوت کی مندرجہ ذیل اہم شرائط ذکر کی ہیں:

۱- مرد ہونا۔ ۲- عقلِ کامل۔ ۳- حفظِ کامل۔ ۴- فہمِ کامل۔ ۵- صداقت ودیانت۔ ۶- عدمِ توریث۔ ۷- زہدِ کامل۔ ۸- عالی حسب ونسب۔ ۹- اخلاقِ کاملہ۔

خلاصہ یہ کہ منصبِ نبوت تمام مناصب سے بالاتر منصب ہے، اور اس کے لئے وہی شخصیت موزوں ہوسکتی ہے، جو قدرت کی طرف سے چنی جاتی ہو، تمام اوصافِ کمال میں سب سے فائق ہو، اور اس میں کوئی ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی اور صورت وسیرت کے اعتبار سے کوئی نقص نہ پایا جائے۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے اوصاف وخصائص کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں، تاہم ان کی سیرت کا اجمالی خاکہ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہ نے "خاتم النبیین" میں ذکر فرمایا:

"یہاں تک کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرتِ مقدسہ کا قرآن کریم اور کتبِ فضائل وسیرت سے مطالعہ کرنا چاہئے۔ قرآن حکیم میں جو کچھ ان کے خطاب (سوال) وجواب کے ضمن میں آیا ہے اسے بغور پڑھو تو معلوم ہوگا کہ کس طرح ان حضرات کے معاملے کی بنیاد امورِ ذیل پر قائم تھی، یعنی توکل ویقین، صبر واستقامت، اُولوالعزمی وبلند ہمتی، وقار وکرامت، انابت واخلاص، فضل واختصاص، یقین کی پختگی اور سینے کی ٹھنڈک، حقیقہ کی فرحِ انشراح، اعتماد وصدق وامانت، مخلوق سے شفقت ورحمت، عفت وعصمت، طہارت ونظافت، رجوع الی اللہ، امرِ غیب پر اعتماد، جہاں میں لذاتِ دنیا سے بے رغبتی، سب سے کٹ کر حق تعالیٰ سے وابستگی، متاعِ دنیا سے بے التفاتی، مال ودولت سے بے توجہی، علم ولطف کی وراثت جاری کرنا، اور مال ومتاع کی وراثت نہ جاری کرنا، چنانچہ ارشاد ہے: "ہم وارث نہیں بنایا کرتے، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں گے وہ صدقہ ہے۔" (صحیح بخاری ج:۲ ص:۹۹۵، مشکوٰۃ ص:۵۵۰) ترکِ فضول اور لغو سے زبان کی

ان کے ذریعے ایمان اور خصائلِ ایمان کا چار دانگ عالم میں پھیل
جانا۔ ان حضرات نے دنیا میں رہ کر کبھی چاپلوسی کا راستہ نہیں لیا، اور
نہ کبھی کسی کفار و مجرمین کے مقابلے میں اپنی ایک بات سے بھی کبھی
تنزل فرمایا ہو، یا فرعون کی تعریف و تمجید اور ان کے ظلم کی بنا پر
اپنے راستے سے انحراف کیا ہو، یا حرص و طمع اور سامانِ دنیا جمع کرنے
کا معمولی دھبہ بھی ان کے دامنِ مقدس تک پہنچا ہو، یا حرص و ہوی
اور حبِ ماسوائے بھی انہیں اپنی طرف کھینچ سکی ہو، اور ممکن نہیں کہ ان
کے آپس میں علم و عمل کا اختلاف ہوا ہو، یا ایک دوسرے پر زد و قدح
یا ایک دوسرے کی ہجو اور کسرِ شان کی ہو۔ ناممکن ہے کہ انہیں اپنے
کمالات پر کبھی ناز اور عجب ہو، یا وہ اپنے تمام حالات میں کبھی کبر
و تعلّی اور نفس کے فریب میں مبتلا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ جو کچھ بھی
عطایاتِ ربانیہ سے تھا، انسانی کسب و ریاضت کے دائرے میں نہیں
تھا۔ (ارشادِ خداوندی ہے): "وہ اللہ خوب جانتا ہے جہاں رکھتا ہے
اپنے پیغامات" (سورۂ انعام:۱۲۴) نیز ارشاد ہے: "لیکن اللہ چن لیتا
ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔"

(خاتم النبیین ص:۲۳۳، ۲۳۴ فقرہ:۱۳۰)

یہاں دو باتوں پر تنبیہ کر دینا ضروری ہے۔

اوّل:... یہ کہ محض اعلیٰ اوصاف و خصائل کو منصبِ نبوت نہیں کہا جا سکتا، اور نہ کوئی شخص محض اعلیٰ اوصاف و خصائل کی بنا پر نبوت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نبوت ایک موہبتِ الٰہی اور عطیۂ ربانی ہے، جو کسب و ریاضت سے حاصل نہیں ہوتی، اس لئے انبیائے کرام علیہم السلام کے اوصاف و خصائل کو دیکھ کر کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ جس شخص میں ان اوصاف کا کچھ حصہ پایا جاتا ہو یا جو شخص ان اوصاف کا مدعی ہو اسے نبی بھی مان لیا جائے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت اور چیز ہے اور کمالات نبوت دوسری چیز ہے۔ بعض ارباب قوت قدسیہ میں کمالات نبوت کے مشابہ کمالات پائے جاتے ہیں، مگر جب تک کسی کو منصب نبوت پر کھڑا نہ کیا جائے، وہ نبی نہیں ہوتا۔ پس نبوت کی صفت ارادۂ خداوندی ہے، جو کسی شخص کے مقام نبوت پر فائز کرنے سے متعلق ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہر نبی صاحب قوت قدسیہ ہوتا ہے، مگر ہر وہ شخص جو قوت قدسیہ کا حامل ہو ضروری نہیں کہ نبی بھی ہو، اور پھر نبی اور غیرنبی کے اوصاف میں محض ظاہری وصوری مشابہت ہوسکتی ہے، ورنہ غیرنبی کے اوصاف بھی نبی کے اوصاف کے ہم رنگ نہیں ہوسکتے۔

دوم:... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے، مگر کمالات نبوت جاری ہیں، جیسا کہ: "لو کان بعدی نبی لکان عمر" میں اس کی تقریر گزرچکی ہے، اس لئے نبوت کے اوصاف وخصائص کی بحث تمام تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیائے کرام ...علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات... سے متعلق ہے۔ آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ بحث ہی غیرمتعلق ہے کہ فلاں شخص اپنے اوصاف وخصائص کے اعتبار سے نبی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جس طرح "لا الٰہ الا اللہ" کے بعد کسی مدعیٔ اُلوہیت دجال کا دعویٰ لائق التفات نہیں، کیونکہ یہ چیز ہی خارج از امکان ہے، ٹھیک اسی طرح "لا نبی بعدی" کے بعد کسی مدعیٔ نبوت کا دعویٰ بھی لائقِ التفات نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حصول نبوت بھی خارج از امکان ہے، اور جو شخص اس کے امکان کا قائل ہو وہ خارج از اسلام ہے، جیسا کہ قبل ازیں مدلل گزرچکا ہے، واللہ الموفق!

جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں تک اپنے احکام وپیغام پہنچانے کے لئے منتخب کرتے ہیں اور اسے وحی سے سرفراز اور معجزات سے مؤید فرماتے ہیں، اسے نبی و رسول کہا جاتا ہے۔ "شرح عقائد نسفی" میں ہے:

"الرسول انسان بعثہ اللہ تعالٰی الی الخلق لتبلیغ الاحکام ______ وقد یشترط فیہ الکتاب

بخلاف النبی۔" (ص:۱۹)

ترجمہ: "رسول وہ نبی ہے جس کو اللہ تعالیٰ احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لئے مبعوث فرمائیں، اور کبھی رسول میں کتاب کا لانا شرط قرار دیا جاتا ہے بخلاف نبی کے کہ اس کے لئے شرط نہیں۔"

سوم:... نبی اور رسول عام طور پر ہم معنی استعمال ہوتے ہیں، مگر جمہور محققین کے نزدیک دونوں کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت ہے، نبی عام ہے اور رسول خاص، نبی تو ہر صاحب وحی کو کہتے ہیں خواہ اسے نئی کتاب، نئی شریعت یا نئی امت دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو، اور رسول خاص اس نبی کو کہتے ہیں جسے نئی کتاب یا نئی شریعت دی گئی ہو، یا اسے نئی قوم کی طرف بھیجا گیا ہو، جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قوم جرہم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ آیت "خاتم النبیین" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور یاد رہے کہ رسول اور نبی کے درمیان نسبت تباین نہیں ہے کیونکہ ارشاد خداوندی: "وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا" (مریم:۵۱) میں دونوں جمع ہیں، اور ان دونوں کے درمیان نسبت مساوات بھی نہیں کیونکہ ارشاد خداوندی: "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ..." (الحج:۵۲) میں دونوں کو بالمقابل ذکر فرمایا ہے، پس جب یہ دونوں نسبتیں نہیں ہیں تو لامحالہ کوئی اور نسبت ہوگی۔ اور وہ نسبت اس آیت کریمہ: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" (الاحزاب:۴۰) سے مستفاد ہوتی ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔

رسول، جمہور علماء کے نزدیک وہ ہے جو کتاب یا شریعت جدیدہ رکھتا ہو یا شریعت قدیمہ کے ساتھ قوم جدید کی جانب مبعوث کیا گیا ہو جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام قبیلہ جرہم کی جانب

مبعوث ہونے، اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو، خواہ کتاب جدید و شریعت جدیدہ و قوم جدید رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ رسول اور نبی کے درمیان عموم و خصوص کی نسبت کے اس آیت کریمہ سے متعلق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر دونوں کے درمیان تساوی کی نسبت ہوتی تو یہاں ضمیر لوٹانے کا موقع تھا، بلکہ اسم ظاہر لانے کا، اندریں صورت "خاتم النبیین" کے بجائے "خاتمہم" فرمایا جاتا، اور خاتم النبیین میں جو اسم ظاہر لانے وہ اس نکتے کے لئے لائے تاکہ کلیۃً عموم سے ہر قسم کی نبوت کا اختتام سمجھا جائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے بالکلیہ منقطع ہونے کی صاف صاف تصریح ہو جائے، یہی یہ طرز نبی کے عموم اور رسول کے خصوص پر دلالت کرتا ہے، اور معلوم ہے کہ یہ عام، خاص کے بغیر اسی صورت میں پایا جاتا ہے جبکہ وحی تو ہو مگر بغیر کتاب یا شریعت جدیدہ کے، اسی مادۂ افتراق کی خاطر عنوان کو ضمیر لانے کے بجائے اسم ظاہر کی طرف تبدیل فرمایا۔ پس اس مختصر تحلیل کو سمجھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ یہ آیت کریمہ جس طرح نبوت تشریعیہ کے انقطاع پر نص قطعی ہے، اس سے کہیں بڑھ کر نبوت غیر تشریعیہ کے انقطاع پر نص قطعی ہے، اس لئے کہ ضمیر کے بجائے اسم ظاہر اسی مقصد کے لئے واقع ہوا ہے کہ لفظ "خاتم النبیین" سے ہر قسم کی نبوت عامہ کے منقطع ہونے کی صراحت کر دی جائے۔" (ختم النبیین فقرہ:۱۸)

کیا مرزا قادیانی فاترالعقل تھا؟

سوال۹:... کیا مرزا غلام احمد قادیانی صحیح العقل انسان تھا یا اس کا دماغی توازن مختل تھا؟ اگر وہ مختل الدماغ اور فاترالعقل آدمی تھا تو اس کی تحریر و تقریر سے یا اس کے

علاوہ کیا شواہد موجود ہیں؟ مکمل حوالہ جات تحریر فرمائیں۔

جواب:... مرزا غلام احمد اور اس کے پیروؤں نے اس کا اقرار کیا ہے کہ مرزا صاحب کو "مراق" کا عارضہ تھا، اس اقرار کے ثبوت میں مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ کئے جائیں:

الف:... "دیکھو! میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی، آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی، تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرتِ بول۔" (مرزا صاحب کا ارشاد، مندرجہ رسالہ "تشحیذ الاذہان" جون ۱۹۰۶ء، اخبار "بدر" ۷ جون ۱۹۰۶ء، بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ)

ب:... "میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہوجاتا ہے، مگر میں اس بات کی پروا نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔"

(ملفوظات ج:۲ ص:۳۷۶)

ج:... "حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) سے فرمایا کہ: حضور! غلام نبی کو مراق ہے، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے، مجھ کو بھی ہے۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۳۰۴)

اس اقرار و اعتراف سے قطع نظر مرزا صاحب میں مراق کی علامات بھی کامل طور

بتا چکے ہیں، مرزا بشیر احمد ایم اے "سیرۃ المہدی" میں اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی یہ ماہرانہ شہادت نقل کرتے ہیں:

"...ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے، بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے، لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہوجایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا (اور مراق) کے مریضوں میں بھی دیکھی جاتی ہیں، مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہوجانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہوجانا، گھبراہٹ کا دورہ ہوجانا، یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے، یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذالک۔ (مثلاً: بدہضمی، اسہال، بدخوابی، تغیر، استغراق، بدحواسی، نسیان، ہذیان، تخیل پسندی، طول بیانی، دروغ گوئی، مبالغہ آرائی، دشنام طرازی، قلق بیجا، ہوس، کشف و کرامات کا اظہار، نبوت و رسالت، فضیلت و برتری کا ادعا، خدائی صفات کا تخیل وغیرہ وغیرہ اس قسم کی بیسیوں مراقی علامات مرزا صاحب میں پائی جاتی تھیں... ناقل)۔"

(سیرۃ المہدی ج:۲ ص:۵۵)

مرزا صاحب کو مراق کا مرض تھا یا موروثی تھی۔ ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی لکھتے ہیں:

"...جب خاندان سے اس کی ابتدا ہوچکی تھی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا، چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء ص:۱۰)

[ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کے مراق کا سبب اعصابی کمزوری تھی، لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً: دورانِ سر، دردِ سر، کمیٔ خواب، تشنجِ دل، بدہضمی، اسہال، کثرتِ پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔"

(ریویو مئی ۱۹۲۷ء، ص:۳۰)

مراق کی علامات میں اہم ترین علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ:

"مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔" (بیاضِ نورالدین ج:۱ ص:۲۱۲)

یہ تمام علامات مرزا صاحب میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں، انہوں نے "آریوں کا بادشاہ" ہونے کا دعویٰ کیا، نبوت سے خدائی تک کے دعوے بڑی شد و مد سے کئے، انبیائے کرام سے برتری کا دم بھرا، دس لاکھ معجزات کا ادّعا کیا، مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی، اور نہ ماننے والوں کو منکر، کافر اور جہنمی قرار دیا، انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کی، صحابہ کرامؓ کو نادان اور احمق کہا، اولیائے اُمت پر سب و شتم کیا، مفسرین کو جاہل کہا، محدثین پر طعن کیا، علمائے اُمت کو یہودی کہا، پوری اُمت کو گمراہ کہا، اور فحش کلمات سے ان کی تواضع کی، یہ کام کسی مجدد یا ولی کا نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے بعض ایسے دعوے کئے جن کو سن کر ان صاحب کے خللِ دماغ کا شبہ ہوتا ہے۔ ادنیٰ فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ" میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی خدا کی گنجائش نہیں، اب اگر ایک شخص سرِ بازار کھڑا ہوکر یہ تقریر کرے کہ:

"اس میں اللہ تعالیٰ کے ماسوا خدا کی نفی کی گئی ہے، اور فقیر، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس قدر کامل اور فنا فی اللہ کے مقام میں اس قدر راسخ ہے کہ میرا وجود بعینہٖ خدا کا وجود ہے، اس لئے میرے دعویٰ خدائی سے لا الٰہ کی مہر نہیں ٹوٹتی، بلکہ خدا کی چیز خدا ہی کے پاس رہتی

ہے،" اور یہ کہ: "میں نے خدائی کمالات خدا میں گم ہوکر پائے ہیں، میرا وجود درمیان میں نہیں، اس لئے میرے خدا ہونے سے لا الٰہ الا اللہ کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔" تو فرمایئے! اس فصیح البیان مقرر کے بارے میں عقلاء کیا فیصلہ کریں گے؟ کیا "لا الٰہ الا اللہ" کی اس عجیب و غریب "تفسیر" کو ترشحِ مراق نہیں قرار دیا جائے گا؟

اب دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا امتِ اسلامیہ کا قطعی عقیدہ ہے، اور اس کے معنی آج تک یہی سمجھے گئے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متواتر ارشاد: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں بیان فرمائے، یعنی میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی، لیکن ایک شخص سرِ بازار کھڑا ہوکر "لا نبی بعدی" کی یہ تقریر کرتا ہے:

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہوکر باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرے کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہے، گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے، جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۵، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۹)

اور پھر وہ اس فلسفے کو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہوئے کہتا ہے:

"چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۵، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲)

اور کہا:

"تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینۂ

ظلیت میں منعکس ہیں، تو پھر کون الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔" (ایضاً)

اور کہا:

"میرا نفس درمیان نہیں ہے، بلکہ محمد مصطفیٰ ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

(روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۶)

بتایئے! اس کی توجیہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ یہ "سلطان القلم" غلبہ سودا اور جنون مراق کا شکار ہے۔ مراق کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ مریض کو اپنے جذبات وخیالات پر قابو نہیں رہتا، جو بات کسی وقت اس کے خیال میں آجاتی ہے، اسی کو لکھ کر رکھ دیتا ہے۔ اس لئے اس کی باتیں اکثر بے ربط، مہمل اور بے جوڑ ہوتی ہیں، اور ان میں کثرت سے تناقض پایا جاتا ہے، مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"جو پرلے درجہ کا جاہل ہو جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔ الخ۔"

(حاشیہ ست بچن ص:۲۹، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۱۴۲)

"ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون اور ایسا منافق ہو۔ الخ۔"

(ست بچن ص:۳۱، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۱۴۳)

"مگر یہ وہم تو محض منصوبہ اور کسی مراقی عورت کا وہم تھا۔" (ضمیمہ کتاب البریہ ص:۳۳، ۲۳۴، روحانی خزائن ج:۱۳)

مرزا صاحب کے کلام، ان کے دعاوی اور ان کی تحقیقات میں اس کثرت سے تناقض پایا جاتا ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے، ان کا شاید ہی کوئی نظریہ ایسا ہو جس کا توڑ خود

ان کی تحریروں میں موجود ہوں۔ یہاں مرزا صاحب کے تناقضات کی چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

۱:... موسوی نبی، موسیٰ کی پیروی میں نبوت سے سرفراز ہوئے تھے یا نہیں؟

"بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھی، بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں، حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص:۹۷، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۰)

اس کے برعکس "چشمۂ مسیحی" میں لکھتے ہیں:

"ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام، جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں، تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔"

(چشمۂ مسیحی ص:۴۸، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۳۸۱)

۲:... ایک نبی کا دوسرے نبی کی پیروی قرآن کی رو سے محال بھی ہے اور جائز بھی:

"جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے، وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہوجانا نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔"

(ازالہ اوہام ص:۵۶۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۷)

"حضرت عیسیٰ کی نسبت، جو موسیٰ سے کمتر اور اس کی شریعت کے پیرو تھے، اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے، وہ ختنہ اور مسائل فقہ اور وراثت اور حرمت خنزیر وغیرہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے۔ الخ"

(دافع البلاء ص:۱۳ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۳)

۳: کسی نبی کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا قرآن سے ثابت بھی ہے اور کفر بھی:

"قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لتؤمنن به ولتنصرنه۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۳۳، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۰۰)

اس کے برعکس مرزا صاحب اپنی اس عبارت کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو شخص امتی کی حقیقت پر غور ڈالے گا وہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۹۲، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۶۳)

۴: یسوع خدا کا مقرب نبی بھی تھا اور پاگل بھی:

"ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں... خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔"

(حاشیہ چشمۂ مسیحی ص:۴۹)

جبکہ "ست بچن" میں مرزا جی اپنی تردید کرتے ہوئے اس کے برعکس یسوع کو دیوانہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔" (حاشیہ ست بچن ص:۱۷۱، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۲۹۵)

۵: مرزا نے نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پائی یا براہِ راست؟

"میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا

آخر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا، سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۶۲، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۶۴)

تھوڑا سا آگے چل کر اس کے برعکس اپنی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کرکے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں، بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے، میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶؍جولائی ۱۹۰۶ء ہے، اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۶۷، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۷۰)

۲۶... مرزا کا زمانہ جلال کا بھی ہے اور نہیں بھی:

"میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا، جو اس نے کبھی دکھائے نہیں، گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا، جیسا کہ وہ فرماتا ہے: "ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام" ...... خدا فرماتا ہے کہ میں زمین پر نازل ہوں گا اور وہ قہری نشان دکھاؤں گا کہ جب سے نبی آدم پیدا ہوئی ہے، کبھی نہیں دکھائے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۴، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۸)

"وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا، اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور

"عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا" یہ آیت (آیت سے مرزا صاحب کا الہام مراد ہے، قرآن کریم کی آیت اس طرح نہیں ہے۔ ناقل) اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے، یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب ..... حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص:۵۰۵، روحانی خزائن ج:۱ ص:۶۰۱)

اس کے برعکس "حقیقۃ الوحی" میں لکھتے ہیں:

"میری اس قسم کا تناقض ہے، جیسے براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی ..... لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۴۹،۱۵۰، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۳،۱۵۴)

"اعجاز احمدی" میں مرزا صاحب مسلمانوں کو یہ سوال سنا کر پوچھتے ہیں کہ آپ نے "براہین احمدیہ" میں کیوں لکھا ہے کہ مسیح موعود کا دوبارہ آنا وحی الٰہی سے بیان کرتے ہو؟ "براہین" کی عبارتیں قارئین کے سامنے ہیں، جن میں قرآن کی آیت اور اپنے الہامات کے حوالے سے مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کا عقیدہ لکھا تھا، لیکن "اعجاز احمدی" میں مرزا صاحب وحی کا انکار فرمارہے ہیں، ان کے اس انکار کی یہ توجیہ کی

جائے گا کیا وہ قرآن کریم کو اس زمانے میں سمجھنے کی استعداد سے محروم تھے؟ یہ بھی مرزا صاحب کے جوشِ مراق کا کرشمہ ہے اور اس خالص تعلّی سے ان کا مقصد تمام انبیائے کرام پر اپنی فضیلت ظاہر کرنا ہے۔

۹: حیاتِ مسیحؑ کا عقیدہ قرآن سے ثابت ہے اور شرک بھی:

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ'' یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے، اور جس غلبہ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص:۴۹۸،۴۹۹، روحانی خزائن ج:۱ ص:۵۹۳)

اس کے برعکس مرزا صاحب ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھتے ہیں:

''فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ ما مات ان ھو الا شرک عظیم'' (ترجمہ: یعنی یہ نہایت گستاخی ہے کہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں، یہ عقیدہ شرکِ عظیم نہیں تو کیا ہے؟)۔''

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص:۳۹، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۶۶۰)

۱۰: مرزا کے الہام سے حیاتِ مسیح بھی ثابت ہے اور وفات بھی:

''... لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار ... مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے ..... سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے، یعنی

حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔"

(براہین حصہ چہارم ص:۴۹۹، ۴۹۸ روحانی خزائن)

اس کے برعکس "اعجاز احمدی" میں لکھتے ہیں:

"اس وقت کے نادان مخالف بدبختی کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے، باز نہیں آتے، کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں، منجملہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے، اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو؟ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں، (براہین احمدیہ کی عبارت ناظرین کے سامنے ہے، جس میں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کو قرآن کریم کی آیت اور اپنے دو الہاموں کے حوالے سے لکھا ہے، لیکن اعجاز احمدی میں "وحی" کا انکار کر رہے ہیں۔ یا تو مرزا صاحب قرآن کو اور اپنے الہامات کو وحی نہیں سمجھتے، یا جوش مراق میں بھول گئے... ناقل) اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں، جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم رہا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔"

(اعجاز احمدی ص:۶)

لیکن "اعجاز احمدی" میں مرزا صاحب وحی کا انکار فرما رہے ہیں، ان کے اس انکار کی کیا توجیہ کی جائے؟ کیا وہ قرآن کریم کو اس زمانے میں سمجھنے کی استعداد سے محروم تھے؟ یہ بھی مرزا صاحب کے جوش مراق کا کرشمہ ہے اور اس خالص غلط بیانی سے ان کا مدعا تمام انبیائے کرام پر اپنی فضیلت ظاہر کرنا ہے۔

مرزا کا چال چلن اور اخلاق کردار

سوال ۷:... کیا مرزا غلام احمد کا چال چلن اور اخلاقی کردار شک و شبہ سے بالاتر تھا؟ اگر ایسا نہیں تو اس کا کیا ثبوت ہے؟ صحیح حوالہ جات تحریر فرمائیں۔

جواب:... مرزا صاحب کی اُمت ان کو نبی، رسول، مسیح و مہدی اور اس قسم کے خدا جانے کیا کیا خطابات دیتی ہے، لیکن مرزا صاحب کی سیرت و کردار کا جو مرقع خود مرزا صاحب اور ان کی تحریروں کی روشنی میں ہمارے سامنے آتا ہے وہ کسی شریف انسان کا بھی نہیں ہوسکتا خواہ وہ غیرمسلم ہی ہو۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے سچے متبعین حضرات اولیائے اُمت کے ساتھ مرزا صاحب کا موازنہ تو ہمارے نزدیک ان اکابر سے بڑی زیادتی اور بے انصافی ہے۔ مرزا صاحب کی اخلاقی حالت کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

حرام خوری:... ایک غیرمسلم بھی ناجائز اور ناپاک مال کے استعمال کو انسانی شرافت سے فروتر سمجھتا ہے، لیکن مرزا صاحب نجس ترین مال کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

۱:... مرزا بشیر احمد صاحب "سیرۃ المہدی" میں رقم طراز ہیں:

> "بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ ابتداء کے زمانہ میں ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی، اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مرگئی، اور مجھے اس کا ترکہ ملا، مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی، اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانے میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے، اور پھر مثال دے کر بیان کیا کہ اگر کسی شخص پر کوئی سگ دیوانہ حملہ کرے اور اس کے پاس کوئی

نیز اپنے دفاع کے لئے نہ بندوق، نہ سوٹی، نہ خنجر وغیرہ، صرف چند نجاست میں پڑے ہوئے پیسے اس کے قریب ہوں تو کیا وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان پیسوں کو خرچ کر سکے گا؟ یا وہ مارے گا؟ اور اسی وجہ سے ڈوب جائے گا کہ یہ پیسے ایک نجاست کی نالی میں پڑے ہوئے ہیں؟ ہرگز نہیں! پس اس طرح اس زمانے میں جو اسلام کی حالت ہے اسے مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو خدمت اسلام میں لگایا جا سکتا ہے۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۶۱، ۲۶۲، روایت نمبر:۸۴۲)

اور پھر مرزا صاحب نے صرف فتوے ہی پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ اس مال نجس کو خود استعمال کیا، اور جب مولانا محمد حسین بٹالوی نے انہیں اس غیر شرعی حرکت پر ٹوکا تو مرزا صاحب ان کے الزام سے انکار تو نہیں کر سکے البتہ اس کی یہ تاویل فرمائی کہ:

"تمام حقوق پر خدا تعالیٰ کا حق غالب ہے، اور ہر ایک جسم اور روح اور مال حق کی ملک ہے، پھر جب دست نافرمان سے مال جاتا ہے تو اپنی ملک اصلی مالک کی طرف عود کرتی ہے، پھر رسول برحق کو اختیار ہوتا ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچاوے، اور یا کسی رسول کے واسطے سے یہ تجلی قہری نازل فرماوے، بات ایک ہی ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص:۲۰۹، روحانی خزائن ج:۵ ص:۲۱۰)

مرزا صاحب کی اس توجیہ کا حاصل یہ ہے کہ:

الف:… انگریزی حکومت خدا تعالیٰ کی نافرمان تھی۔

ب:… جو نافرمان ہو اس کا مال خدا کا ہو جاتا ہے۔

ج:… اور میں خدا کا رسول ہوں، اس لئے میرے لئے یہ "خبیث مال" حلال و طیب ہے، نتیجہ یہ کہ مرزا کے حق میں یہ انگریزی کا مال نہیں خدا کا مال ہے، اور مرزا نے

لئے حلال و پاک ہے۔

۲...سیرۃ المہدی کی مندرجہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں:

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس زمانے میں خدمت اسلام کے لئے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کئے جانے کا فتویٰ بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ فتویٰ وقتی ہیں اور خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہیں، ومن اعتدیٰ فقد ظلم وعاد ب اللہ۔'' (سیرۃ المہدی ج: ص: ۲۶۳)

مرزا بشیر احمد صاحب کی تصریح کے مطابق مرزا غلام احمد ''خدمت اسلام'' کے لئے حرامی کی کمائی اور سود وغیرہ ہر گندے مال کو حلال کر لیتے تھے اور جن ''خاص شرائط'' کا صاحبزادہ صاحب نے ذکر کیا ہے ان میں سے اہم تر شرط غالباً یہ ہوگی کہ ایسے مال کو پاک اور مطہر کرنے کے لئے مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجنا ضروری ہے، کیونکہ ''خدمت اسلام'' کا چارج صرف ان کے پاس ہے، کوئی شخص اپنے طور پر ''خدمت اسلام'' کی غلطی نہ کرے۔ ان دونوں باتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث کی قطعی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے کا گر بھی مرزا صاحب جانتے ہیں۔

دیانت داری:...کاروبار میں دیانت داری کو ہر شریف النفس آدمی ...خواہ وہ غیر مسلم ہی ہو...ضروری سمجھتا ہے، لیکن مرزا صاحب کی مجددیت کا آغاز ہی ایسے فریب، دھوکا دہی اور وعدہ خلافی سے ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے اشتہار دیئے کہ انہوں نے حقانیت قرآن اور صداقت اسلام پر ایک ایسی کتاب تالیف کی ہے، جو تین سو براہین قطعیہ وعقلیہ پر (پچاس حصوں پر) مشتمل ہے، اور جس کے مطالعے کے بعد طالب حق کو قبولیت اسلام کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا، اور کوئی اس کے جواب میں قلم نہیں اٹھا سکے گا، لوگوں سے غیرت اسلام کے نام پر اپیل کی گئی کہ کتاب کی قیمت پیشگی جمع کرادیں تاکہ کتاب کی طباعت ہو سکے، چنانچہ اس ''دست غیب'' کے ذریعے مرزا صاحب نے ہزاروں

روپیہ جمع کرلیا، اور عام خریداروں کے علاوہ بہت سے نوابوں اور رئیسوں نے بھی اعانت خطیرہ پیش کی۔ مرزا صاحب نے چار پانچ سال میں... ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک چار حصے شائع کئے، جن میں قرآن کریم کی حقانیت پر ایک بھی دلیل مکمل نہیں تھی، اصل موضوع پر کتاب کے شاید تیس صفحے بھی نہیں ہوں گے، باقی پوری کتاب زرطلبی کے مسلسل اشتہارات، گورنمنٹ کی مدح وخوشامد اور خود مرزا صاحب کی خودستائی وتعلّی آمیز الہامات سے پُر کردی گئی۔ یہ چار حصے مسلسل ۵۶۲ صفحے کی ایک جلد ہیں، چوتھے حصے کے آخر میں مرزا صاحب نے اشتہار دے دیا کہ: چونکہ اب موسیٰ بن عمران کی طرح "وافی اشاریت" کی تمام ترکلیم اللہ بن گئے ہیں، اس لئے اب کتاب کی تکمیل کی ذمہ داری خود ان پر عائد نہیں ہوتی، بلکہ:

"اب اس کتاب کا متولّی اور مہتمم ظاہراً وباطناً حضرت ربّ العالمین ہے، اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوارِ حقیقت اسلام ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمامِ حجت کے لئے کافی ہیں۔"

مطلب یہ کہ تین سو دلائل پر مشتمل بقیہ حصے چھاپنے کا وعدہ ختم، اور لوگوں سے روپیہ جو وصول کیا جاچکا ہے وہ ہضم...!

ایک طویل مدت کے بعد مرزا صاحب نے "براہین" کا پانچواں حصہ لکھا، اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"چونکہ اس کتاب کے چھپ کر تخمیناً تئیس برس تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا...... اور کئی مرتبہ دل میں یہ درد پیدا بھی ہوا کہ براہینِ احمدیہ کے ملتوی رہنے پر ایک زمانہ دراز گزر گیا، مگر باوجود کوشش بلیغ اور باوجود اس کے کہ خریداروں کی طرف سے بھی کتاب کے مطالبے کے لئے سخت الحاح ہوا اور اس عرصہ میں اور

اس قدر زور دیا کہ اعتراضات مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض بھی پیش
ہوئے کہ جو بدظنی اور بدزبانی کے تمدن سے حد سے زیادہ آلودہ تھے اور
بوجہ امتدادِ مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہو سکتے تھے۔''

(ص ۷، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۷)

اسی دیباچہ کے صفحہ ۷ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر
اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطے کا
فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔''

یہ تھی مرزا صاحب کی کاروباری دیانت کہ تئیس سال بعد پانچواں حصہ چھاپا جاتا ہے اور پانچ پر صفر لگا کر پچاس پورے کر دیئے جاتے ہیں، کیا اس دیانت داری کی مثال کسی بدنام سے بدنام تجارتی کمپنی کے یہاں بھی ملتی ہے؟

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اور ایک شطرہ اک سوز مرگ روادری ایمان گلشن کے شجر میں اُتر جاتے ہیں پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے جنازے پڑھے جا رہے ہیں —— آپس میں رشتے ناتے طے کئے جا رہے ہیں —— خوشی کے موقعوں پر تحائف کا تبادلہ ہو رہا ہے —— عید کے موقع پر بغل گیریاں ہو رہی ہیں، دارالعلوم چوئے جا رہے ہیں —— شادیوں میں کھانا کھلے کھایا جا رہا ہے، قہقہے لگ رہے ہیں، اور خود کو مسلمان کہلانے والے "قادیانی دولہا" کے وکیل کی حیثیت سے نکاح فارم پر دستخط کر رہا ہے —— چند ٹکوں کے لئے مسلمان اس تندو قادیانیوں کے گھروں میں ٹیوشن پڑھا رہے ہیں اور مرتدوں کے ہاں سے چائے شربت بھی اُڑا رہے ہیں —— تحریف قرآن کے مجرموں کے گھروں میں مسلمان بچے قرآن پڑھنے جا رہے ہیں، شعائر اسلامی کی توہین کرنے کے جرم میں اگر کوئی قادیانی پکڑا گیا ہے تو عدالت کے ایوان میں مسلمان وکیل دُنیائے فانی کی دولت فانی کے چند روپوں کے عوض اس مجرم اسلام کو مظلوم ثابت کرنے کے لئے بڑے پُرجوش انداز میں دلائل کے انبار لگا رہا ہے۔ غرضیکہ کفر و ایمان کی حدِ فاصل کو منہدم کیا جا رہا ہے، لیکن ان میں سے بہتوں کو معلوم نہیں کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ایمان کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔ وہ اس حقیقت سے آشنا نہیں کہ وہ جہالت کی شمشیر سے اپنی دینی غیرت کے ٹکڑے کر رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تڑپا رہے ہیں اور اللہ کی آتشِ انتقام کو دعوتِ انتقام دے رہے ہیں۔ اللہ اجرِ عظیم عطا فرمائے مجاہدِ اسلام پاسبانِ ختمِ نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کو جو ایک طویل مدت سے ملتِ اسلامیہ کو فتنۂ قادیانیت اور اس کی خطرناک چالوں سے آگاہ کر رہے ہیں اور افراد و امت کی تربیت کر کے انہیں اس فتنے کی سرکوبی کے لئے صف آرا کر رہے ہیں۔ یہ کتابچہ ان سوالات کے مجموعے سے انتخاب ہے جو اندرون و بیرون ملک کے قارئین روزنامہ "جنگ" کراچی اور ہفت روزہ "ختمِ نبوت" میں مولانا سے پوچھتے ہیں۔ اب کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ کے در پر دستک دے رہا ہے کہ خدارا! مجھے پڑھو اور پڑھاؤ —— سمجھو اور سمجھاؤ —— جاگو اور جگاؤ —— کچھ اور نہ چاہو ——! (ادارہ)

مسلمان کی تعریف:

س… قرآن اور حدیث کے حوالے سے مختصر بتائیں کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

ج… ایمان نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو بغیر کسی تحریف و تبدیلی کے قبول کرنے کا، اور اس کے مقابلے میں کفر نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی قطعی و یقینی بات کو نہ ماننے کا۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات میں "ما انزل الی الرسول" کے ماننے کو "ایمان" اور "ما انزل الی الرسول" میں سے کسی ایک کے نہ ماننے کو "کفر" فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث شریفہ میں بھی یہ مضمون کثرت سے آیا ہے، مثلاً: صحیح مسلم (جلد:۱ ص:۳۷) کی حدیث میں ہے: "اور وہ ایمان لائیں مجھ پر اور جو کچھ میں لایا ہوں اس پر۔" اس سے مسلمان اور کافر کی تعریف معلوم ہوجاتی ہے۔ یعنی جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تمام قطعی و یقینی باتوں کو مانتا ہو وہ مسلمان ہے، اور جو شخص قطعیاتِ دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو یا اس کے معنی و مفہوم کو بگاڑتا ہو وہ مسلمان نہیں، بلکہ کافر ہے۔

مثال کے طور پر قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے، اور بہت سی احادیث شریفہ میں اس کی یہ تفسیر فرمائی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور امتِ اسلامیہ کے تمام فرقے (اپنے اختلافات کے باوجود) یہی عقیدہ رکھتے آئے ہیں، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عقیدے سے انکار کرکے نبوت کا دعویٰ کیا، اس وجہ سے قادیانی غیرمسلم اور کافر قرار پائے۔

اسی طرح قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے، مرزا قادیانی اور اس کے متبعین اس عقیدے سے منحرف ہیں، اور وہ مرزا کے "مسیح" ہونے کے مدعی ہیں، اس وجہ سے بھی وہ مسلمان نہیں۔ اسی طرح قرآن کریم اور حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو قیامت تک مدارِ نجات ٹھہرایا گیا ہے، لیکن مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: "میری وحی نے

شریعت کی تجدید کی ہے، اس لئے اب میری وحی اور میری تعلیم مدارِ نجات ہے۔" (اربعین نمبر۴ ص:۷، حاشیہ) غرض کہ مرزا قادیانی نے بے شمار قطعیاتِ اسلام کا انکار کیا ہے، اس لئے تمام اسلامی فرقے ان کے کفر پر متفق ہیں۔

مسلمان اور قادیانی کے کلمے اور ایمان میں بنیادی فرق:

س… انگریزی داں طبقہ اور وہ حضرات جو دین کا زیادہ علم نہیں رکھتے لیکن مسلمانوں کے آپس کے افتراق سے بیزار ہیں، قادیانیوں کے سلسلے میں بڑے شکوک میں ہیں، ایک طرف وہ جانتے ہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہئے، جبکہ قادیانیوں کو کلمے کا بیج لگانے کی بھی اجازت نہیں ہے، دوسری طرف وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تھا، براہِ مہربانی آپ بتائیے کہ قادیانی جو مسلمانوں کا کلمہ پڑھتے ہیں کیونکر کافر ہیں؟

ج… قادیانیوں سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں، جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے، تو پھر آپ لوگ مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنے رسالے "کلمۃ الفصل" میں اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں۔ ان دونوں جوابوں سے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمے میں کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ قادیانی صاحبان "محمد رسول اللہ" کا مفہوم کیا لیتے ہیں؟

مرزا بشیر احمد صاحب کا پہلا جواب یہ ہے کہ:

> "محمد رسول اللہ کا نام کلمے میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں، اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں، ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔
>
> ہاں! حضرت مسیح موعود (مرزا) کے آنے سے ایک فرق

ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود (مرزا) کی بعثت سے پہلے تو
محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے
انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود (مرزا) کی بعثت کے بعد "محمد رسول
اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی۔

غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ
ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا) کی آمد نے محمد رسول اللہ
کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے اور بس۔"

یہ تو ہوا مسلمانوں اور قادیانی غیر مسلم اقلیت کے کلمے میں پہلا فرق، جس کا
حاصل یہ ہے کہ قادیانیوں کے کلمے کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شامل ہے، اور مسلمانوں
کا کلمہ اس نئے نبی کی "زیادتی" سے پاک ہے۔ اب دوسرا فرق سنئے! مرزا بشیر احمد قادیانی
ایم اے لکھتے ہیں:

" علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ
کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ
آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمے
کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیونکہ مسیح موعود (مرزا) نبی کریم سے کوئی
الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ (یعنی مرزا) خود فرماتا ہے: "صار
وجودی وجودہ" (یعنی میرا وجود محمد رسول اللہ ہی کا وجود بن گیا
ہے... ناقل) نیز "من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما
عرفنی وما رأی" (یعنی جس نے مجھ کو اور مصطفیٰ کو الگ الگ
سمجھا اس نے مجھے نہ پہچانا، نہ دیکھا... ناقل) اور یہ اس لئے ہے کہ
اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث
کرے گا (نعوذ باللہ!... ناقل) جیسا کہ آیت آخرین منہم سے
ظاہر ہے۔

کے نزدیک مرزا صاحب بعینہ محمد رسول اللہ ہیں، محمد مصطفیٰ ہیں، احمد مجتبیٰ ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، امام الرسل ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں، صاحب کوثر ہیں، صاحب معراج ہیں، صاحب مقام محمود ہیں، صاحب فتح مبین ہیں، زمین و زمان اور کون و مکان صرف مرزا صاحب کی خاطر پیدا کئے گئے، وغیرہ وغیرہ۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر بقول ان کے مرزا قادیانی کی ”بروزی بعثت“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت سے روحانیت میں اعلیٰ و اکمل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی ابتدا کا زمانہ تھا اور مرزا قادیانی کا زمانہ ان ترقیات کی انتہا کا! رسول پاک علیہ السلام کا عہد نبوت مرزائیوں کے نزدیک صرف تائیدات اور دفع بلیات کا زمانہ تھا، اور مرزا صاحب کا زمانہ برکات کا زمانہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں اسلام پہلی رات کے چاند کی مانند تھا، جس کی کوئی روشنی نہیں ہوتی، اور مرزا صاحب کا زمانہ... نعوذ باللہ... چودھویں رات کے بدر کامل کے مشابہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین ہزار معجزات دیئے گئے تھے، اور مرزا قادیانی کو دس لاکھ، بلکہ دس کروڑ، بلکہ بے شمار! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہنی ارتقا وہاں تک نہیں پہنچا جہاں تک قادیان کے مرزا قادیانی نے ذہنی ترقی کی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے وہ رموز و اسرار نہیں کھلے جو کوردل کورباطن مرزا قادیانی پر کھلے!

قادیانیوں کے بقول اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں سے عہد لیا کہ وہ مرزا قادیانی پر ایمان لائیں اور ان کی بیعت و نصرت کریں۔ خلاصہ یہ کہ قادیانیوں کے نزدیک نہ صرف مرزا قادیانی کی شکل میں محمد رسول اللہ نے دوبارہ جنم لیا ہے، بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر جنم لینے والا ”محمد رسول اللہ“ اصلی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنی شان میں بڑھ کر ہے ...نعوذ باللہ! استغفر اللہ...!

چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مرید (یا قادیانی اصطلاح میں مرزا قادیانی کے ”صحابی“) قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا قادیانی کی شان میں ایک ”نعت“ لکھی، جسے

خوش خط لکھوا کر اور خوبصورت فریم بنوا کر قادیان کی ''بارگاہ رسالت'' میں پیش کیا۔ مرزا قادیانی اپنے نعت خواں سے بہت خوش ہوا اور اسے بڑی دعائیں دیں۔ بعد میں وہ قصیدۂ نعتیہ مرزا قادیانی کے ترجمان اخبار ''بدر'' جلد ۲ نمبر ۴۳ میں شائع ہوا۔ وہ پرچہ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

امام اپنا عزیزو! اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار ''بدر'' قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی کا ایک اور نعت خواں، قادیان میں نظم لکھنے والے ''بروزی محمد رسول اللہ'' (مرزا قادیانی) کو ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازیٔ امت
ہے اب ''احمد مجتبیٰ'' بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(''الفضل'' قادیان ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

یہ ہے قادیانیوں کا ''محمد رسول اللہ'' جس کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔

چونکہ مسلمان، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی مانتے ہیں، اس لئے کسی مسلمان کی غیرت ایک لمحے کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی منصبِ نبوت پر قدم رکھنے کی اجازت دی جائے۔ کجا کہ ایک "غلام اسود" کو... نعوذ باللہ... "محمد رسول اللہ" بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اعلیٰ و افضل بنالیا جائے۔ بنابریں قادیان کی شریعت مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیتی ہے، مرزا بشیر قادیانی ایم اے لکھتے ہیں:

"اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ وہی ہے۔"

"اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی رُوحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے...... آپ کا انکار کفر نہ ہو۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۴۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔" (ص:۱۱۰)

ان کے بڑے بھائی مرزا محمود احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام

بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص:۳۵)

ظاہر ہے کہ اگر قادیانی بھی اسی محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کا کلمہ مسلمان پڑھتے ہیں تو قادیانی شریعت میں مسلمانوں پر یہ "کفر کا فتویٰ" نازل نہ ہوتا، اس لئے مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمے کے الفاظ گو ایک ہی ہیں مگر ان کے مفہوم میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہے۔

لاہوری گروپ کیا چیز ہے؟

س… لاہوری گروپ کیا چیز ہے؟ اس کے پیروکار کون لوگ ہیں؟ ان کا طریقہ عبادت کیا ہے؟ یا یہ آپ کو کون سی امت کہلاتے ہیں؟

ج… حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد مرزائی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ جماعت کے بڑے حصے نے مرزا محمود کے ہاتھ پر بیعت کرلی، یہ "قادیانی مرزائی" کہلاتے ہیں۔ اور مرزائیوں کے ایک مختصر ٹولے نے مرزا محمود کی بیعت سے کنارہ کشی اختیار کی، ان کا مرکز لاہور تھا، اور اس جماعت کا قائد مسٹر محمد علی لاہوری تھا، یہ جماعت "لاہوری مرزائی" کہلاتی ہے۔ ان دونوں جماعتوں میں اس پر اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود تھا، مہدی تھا، ظلی نبی تھا، اس کی وحی واجب الایمان اور اس کی پیروی موجب نجات ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ مرزا کو حقیقی نبی کہا جائے یا نہیں؟ لاہوری جماعت مرزا کو نبی کہنے سے گھبراتی ہے، اسے مسیح موعود، مہدی معہود اور چودھویں صدی کے مجدد کے ناموں سے یاد کرتی ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک ان دونوں جماعتوں کا، بلکہ مرزا کو ماننے والی تمام جماعتوں کا ایک ہی حکم ہے۔ کیونکہ مرزا مرتد تھا، مرتد کو مسیح ماننے والے بھی مرتد ہی ہوں گے۔

"احمدی" یا "قادیانی"؟

س… "ختم نبوت" مسلمانوں کا بہترین رسالہ ہے، آپ صرف یہ بتائیں کہ احمدی کا

قادیانی سے کیا تعلق ہے؟ کیا احمدی بھی قادیانی کا دوسرا نام ہے، اور اگر احمدی کا قادیانی سے کوئی تعلق نہیں تو احمدی کے متعلق مفصل بتائیں کہ وہ کیا ہے اور اس کا اسلام سے کیا تعلق ہے؟

ج… مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو قادیانی یا مرزائی کہا جاتا ہے، لیکن یہ لوگ اپنے آپ کو "احمدی" کہتے ہیں، اور ان کے "احمدی" کہلانے میں بھی بہت بڑا دجل ہے، کیونکہ "احمدی" نسبت ہے "احمد" کی طرف، چونکہ قادیانی، مرزا غلام احمد کو "احمد" کہتے ہیں اور اسے قرآن کی آیت "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" کا مصداق سمجھتے ہیں، اسی لئے وہ "احمد" کی طرف نسبت کرکے اپنے تئیں "احمدی" کہلاتے ہیں، گویا قادیانیوں یا مرزائیوں کا اپنے آپ کو "احمدی" کہلانا دو باتوں پر موقوف ہے:

اول یہ کہ مرزا غلام احمد، احمد ہے۔ دوم یہ کہ وہ قرآنی آیت کا مصداق ہے۔

اور یہ دونوں باتیں خالص جھوٹ ہیں، کیونکہ مرزا کا نام "احمد" نہیں بلکہ "غلام احمد" تھا، یہ الگ بات ہے کہ اس غدار غلام نے آقا کی گدی پر قبضہ کرکے خود "احمد" ہونے کا دعویٰ کردیا ہے۔ اور دوسری بات اس لئے جھوٹ ہے کہ اسم "احمد" کا مصداق ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی... لعین آنجہانی... اس لئے مرزائیوں کو "احمدی" کہنا مسلمانوں کے نزدیک جائز نہیں۔ جو انگریزی پڑھا لکھا طبقہ ان کو "احمدی" کہتا ہے وہ حقیقت حال سے بے خبر ہے۔

احمد کا مصداق کون ہے؟

س… قرآن پاک میں ۲۸ ویں پارے میں سورۂ صف میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ اس سے مراد کون ہیں؟ جبکہ قادیانی لوگ اس سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔

ج… اس آیت شریفہ کا مصداق ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے کئی نام ہیں،

میں محمد ہوں، اور میں احمد ہوں۔" (مشکوٰۃ ص:۵۱۵) نیز مسند احمد کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔" (مشکوٰۃ ص:۵۱۳)

نیز صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں ارشاد ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام علاتی (باپ شریک) بھائی ہوتے ہیں، ان کا دین ایک ہے، اور ان کی مائیں (یعنی شریعتیں) الگ الگ ہیں، اور مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ علیہ السلام سے ہے، کیونکہ ان کے درمیان اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا، اس لئے میں ان کی بشارت کا مصداق ہوں۔ (مشکوٰۃ ص:۵۰۹) قادیانی چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ اس کو بھی نہیں مانیں گے۔

کافر، زندیق، مرتد کا فرق:

س۱:... کافر اور مرتد میں کیا فرق ہے؟

س۲:... جو لوگ کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت کو مانتے ہوں وہ کافر کہلائیں گے یا مرتد؟

س۳:... اسلام میں مرتد کی کیا سزا ہے؟ اور کافر کی کیا سزا ہے؟

ج۱:... جو لوگ اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ تو کافر اصلی کہلاتے ہیں، جو لوگ دینِ اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے برگشتہ ہوجائیں وہ "مرتد" کہلاتے ہیں، اور جو لوگ دعویٰ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہوں اور قرآن و حدیث کے نصوص میں تحریف کرکے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں انہیں "زندیق" کہا جاتا ہے، اور جیسا کہ آگے معلوم ہوگا ان کا حکم بھی "مرتدین" کا ہے، بلکہ ان سے بھی سخت۔

ج۲:... ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے، اس لئے جو لوگ دعویٔ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن و سنت کے نصوص کو اس جھوٹے مدعی پر چسپاں کرتے ہیں، وہ مرتد اور زندیق ہیں۔

ج۳:... مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اس کے شبہات دور

کرنے کی کوشش کی جائے، اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کرکے پکا سچا
مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کردیا جائے، لیکن
اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کردیا جائے۔ جمہور ائمہ کے
نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے، البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک
مرتد عورت اگر توبہ نہ کرے تو اسے سزائے موت کے بجائے حبسِ دوام کی سزا دی جائے۔

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے، لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان
بخشی کی جائے گی یا نہیں؟ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کرلے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔
امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں، وہ بہرحال واجب القتل ہے۔ امام
احمدؒ سے دونوں روایتیں منقول ہیں، ایک یہ کہ اگر وہ توبہ کرے تو قتل نہیں کیا جائے گا، اور
دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی سزا بہرصورت قتل ہے، خواہ توبہ کا اظہار بھی کرے۔
حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے از خود توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی
جائے اور سزائے قتل معاف ہوجائے گی، لیکن گرفتاری کے بعد اس کی توبہ کا اعتبار نہیں۔
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زندیق، مرتد سے بدتر ہے، کیونکہ مرتد کی توبہ بالاتفاق قبول
ہے، لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے پر اختلاف ہے۔ بہرحال اگر وہ اپنے مذہب
باطل سے تائب ہوجائے تو اس کی توبہ عنداللہ مقبول ہے۔

قادیانیوں کے ساتھ اشتراکِ تجارت اور میل ملاپ حرام ہے:

س… کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلے میں؟

قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے
ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے۔ چونکہ قادیانی مرتد کافر اور
دائرۂ اسلام سے قطعی طور پر خارج ہیں تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا
تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یا رسم و راہ
رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

ج… صورتِ مسئولہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیرمسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے ان سے ساتھ تجارت کرنا، خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے، کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں۔ گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کر رہے ہیں، لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی، غمی، کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، عام مسلمانوں کا اختلاط، ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، ملازم رکھنا، ان کے ہاں ملازمت کرنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم!

قادیانیوں سے میل جول رکھنا:

س… میرا ایک سگا بھائی جو میرے ساتھ اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے محلے کے ایک قادیانی کے گھر والوں سے شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔ میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور الگ کرائے کے مکان میں رہتا ہوں، والد صاحب انتقال کر چکے ہیں، والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے، میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھر کو دعوت کریں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ میرے لئے شریعت اور اسلامی احکامات کی رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا؟ اس صورتِ حال میں جو بات صائب ہو، اس سے براہِ کرم شریعت کا منشا واضح کریں۔

ج… قادیانی مرتد اور زندیق ہیں، اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں، ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم!

مرزائیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے والا مسلمان:

س… ایک شخص مرزائیوں (جو بلا ریب بالاجماع کافر ہیں) کے پاس آتا جاتا ہے اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہے، وہ شخص مرزائیوں سے بے تکلف ہوگیا ہے کہ یہ دوہرا آدمی ہے، یعنی مرزائی ہے۔ مگر جب خود اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں اور ختم نبوت اور حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان و فرضیت جہاد وغیرہ تمام عقائد اسلام کا قائل ہوں اور مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو کافر، کذاب، دجال، خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ تو کیا وجوہ بالا کی بنا پر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا؟

ج… یہ شخص جب تمام اسلامی عقائد کا قائل ہے اور مرزائیوں کو کافر و مرتد مانتا ہے تو اس کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ البتہ قادیانیوں کے ساتھ اس کا میل جول اور قادیانی لٹریچر کا مطالعہ بڑی غلط حرکت ہے، اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

قادیانی کی دعوت اور اسلامی غیرت

س… ایک ادارہ جس میں تقریباً چھ سو افراد ملازم ہیں، اور ان میں ایک قادیانی بھی شامل ہے، اور اس قادیانی نے اپنے احمدی (قادیانی) ہونے کا برملا اظہار بھی کیا ہوا ہے، اب وہ قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں تمام اسٹاف کو دعوت دینا چاہتا ہے اور اسٹاف کے تمام ممبران اس کی دعوت میں شریک ہونے کو تیار ہیں، جبکہ چند ایک ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے پر تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ اس قسم کے مرزائی مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اور اسلام کے غدار ہیں تو ایسے مذہب سے تعلق رکھنے والے کی دعوت قبول کرنا درست نہیں ہے۔ آپ براہ مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں کہ کسی بھی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تاکہ آئندہ کے لئے ان کے خلاف لائحہ عمل تیار ہو سکے۔

ج… مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور

حرامزادے کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ: "میرے دشمن جنگلوں کے سوَر ہیں، اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں۔" جو شخص آپ کو کتی، خنزیر، حرامزادہ اور کافر یہودی کہتا ہو، اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ فتویٰ آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے...!

قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا

س… اگر پڑوس میں زیادہ اہلِ سنت والجماعت رہتے ہوں، چند گھر قادیانی فرقے کے ہوں، ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا یا دینے، راہ و رسم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج… قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے، ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا، یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں، قیامت کے دن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جوابدہی کرنا ہوگی۔

قادیانیوں کے گھر کا کھانا:

س… قادیانی کے گھر کا کھانا صحیح ہے یا غلط ہے؟

ج… قادیانی کا حکم تو مرتد کا ہے، ان کے گھر جانا ہی درست نہیں، نہ کسی قسم کا تعلق۔

قادیانی سے تعلقات:

س… اگر کسی مسلمان کا رشتہ دار قادیانی ہو اور اس کے ساتھ تعلقات بھی ہوں تو اس کے ساتھ کھانے پینے، لین دین اور قرضے کی صورت میں کیا احکام ہیں؟ اور قادیانی عورت یا قادیانی مرد سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

۲… اور اگر زوجین میں سے ایک قادیانی ہو جائے تو دوسرے یعنی مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟ اور ان کی نابالغ اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے کہ انہیں مسلمان کہا جائے گا یا قادیانی؟

ج…۱: قادیانی زندیق و مرتد ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا ناجائز ہے۔

۲:... قادیانی اور مسلمان کا باہمی نکاح نہیں ہوسکتا، اگر زوجین میں سے کوئی خدانخواستہ مرتد قادیانی ہوجائے تو نکاح فوراً فسخ ہوجاتا ہے، لہٰذا مسلمان کے پاس نہ جائیں۔

نوٹ:... میرے رسائل ”قادیانی جنازہ“، ”قادیانی مردہ“ اور ”قادیانی ذبیحہ“ کا بھی مطالعہ کریں۔

قادیانیوں سے تعلق رکھنا

س:... میری ایک بہت قریبی دوست ہے جو قادیانی ہے۔ جس وقت میری اس سے دوستی ہوئی تھی، مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ جب دوستی انتہائی مضبوط اور گہری ہوگئی، اس کے بعد کسی اور ذریعے سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی۔ میری اس دوست نے مجھے خود کبھی یہ بات نہیں بتائی اور کبھی دین کے مسئلے پر کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ اب میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی کہ کیا کروں؟

ا:... کیا میں اس قادیانی دوست سے تعلق ختم کردوں؟

ج:... جی ہاں! اگر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنا ہے تو قادیانی سے تعلق توڑنا ہوگا۔

۲:... کیا قادیانیوں یا کسی غیرمسلم سے دوستی رکھنا جائز ہے؟

ج:... حرام ہے۔

۳:... قادیانی کافر ہیں یا مرتد؟

ج:... قادیانی مرتد اور زندیق ہیں، اس کے لئے میرا رسالہ ”قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق“ ملاحظہ کریں۔

قادیانی شادی میں شرکت کا حکم

س:... کئی ماہ قبل ایک شادی میں شرکت کی تھی، کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ ماں باپ اور چند عزیزوں کی مخالفت سے وہ شادی غیرمسلم یعنی قادیانی سے کردی ہے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس شادی میں جو لوگ کہ لاعلمی میں شریک ہوئے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس لڑکی

سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے اس کو کیا کہا جائے گا؟

ج… جن لوگوں کو لڑکی کے قادیانی ہونے کا علم نہیں تھا، وہ تو گنہگار نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

۲… جن لوگوں کو علم تھا کہ لڑکی قادیانی ہے اور ان کو قادیانیوں کے عقائد کا علم نہیں تھا، اس لئے ان کو مسلمان سمجھ کر شریک ہوئے، وہ گنہگار ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے۔

۳… اور جن لوگوں کو لڑکی کے قادیانی ہونے کا علم تھا، اور ان کے عقائد کا بھی علم تھا، اور وہ قادیانیوں کو غیرمسلم سمجھتے تھے، مگر یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، وہ بھی گنہگار ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے۔

۴… اور جن لوگوں کو لڑکی کے قادیانی ہونے کا بھی علم تھا، اور ان کے عقائد بھی معلوم تھے، اس کے باوجود انہوں نے قادیانیوں کو مسلمان سمجھا، اور مسلمان سمجھ کر ہی اس شادی میں شرکت کی، وہ ایمان سے خارج ہوگئے، ان پر تجدید ایمان اور توبہ کے بعد تجدید نکاح لازم ہے۔

قادیانیوں کا حکم مرتد کا ہے، مرتد مرد یا عورت کا کسی سے نکاح نہیں ہوتا، اس لئے قادیانی لڑکی سے جو اولاد ہوگی وہ ولد الحرام شمار ہوگی۔

نوٹ:… ان مسائل کی تحقیق میرے رسائل ”قادیانی جنازہ“، ”قادیانی مردہ“ اور ”قادیانی ذبیحہ“ میں دیکھ لی جائے۔

مسلمان عورت سے قادیانی کا نکاح

س… ہمارے علاقے میں ایک خاتون رہتی ہیں جو بچوں کو گھر پر قرآن کی تعلیم دیتی ہیں، نیز محلے کی مستورات تعویذ گنڈے اور دینی مسائل کے بارے میں موصوفہ سے رجوع کیا کرتی ہیں، لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا شوہر قادیانی ہے۔ موصوفہ سے

دریافت کیا گیا تو اس نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر میرا شوہر قادیانی ہے تو کیا ہوا، میں تو مسلمان ہوں، میرا عقیدہ میرے ساتھ اور اس کا اس کے ساتھ، اس کے عقائد سے میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ آپ سے دریافت کرنا مطلوب ہے کہ:

۱:... کسی مسلمان مرد یا عورت کا کسی قادیانی مذہب کے حامل افراد سے زن و شوہر کے تعلقات قائم رکھنا کیسا ہے؟

۲:... اہلِ محلہ کا شرعی معاملات میں اس خاتون سے رجوع کرنا، نیز معاشرتی تعلقات قائم رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج:... کسی مسلمان خاتون کا کسی غیرمسلم سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ قادیانی سے، نہ کسی دوسرے غیرمسلم سے۔ اور نہ کوئی مسلمان خاتون کسی قادیانی کے گھر رہ سکتی ہے، نہ اس سے میاں بیوی کا تعلق رکھ سکتی ہے۔ یہ خاتون جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے، اگر اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تو اس کو اس کا مسئلہ بتادیا جائے، مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اسے چاہئے کہ وہ قادیانی مرتد سے فوراً قطع تعلق کرلے، اور اگر وہ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی بدستور قادیانی کے ساتھ رہتی ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ درحقیقت خود بھی قادیانی ہے، محض بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہے۔ محلے کے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے کہ اس سے قطع تعلق کریں اور اس سے بھی وہی سلوک کریں جو قادیانی مرتدوں سے کیا جاتا ہے۔ اس سے بچوں کو قرآن کریم پڑھوانا، تعویذ گنڈے لینا، دینی مسائل میں اس سے رجوع کرنا، اس سے معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کرلے تو اس کا شرعی حکم:

س:... اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جانتے ہوئے کہ یہ عورت قادیانی ہے عقد کرلیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

ج:... قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے، رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

ملف ۲: اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں ہیں:

ب:... اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مرتدوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا، البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرتد عورت کو مسلمان کرے، اور اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اس کو فوراً علیحدہ کردے، اور آئندہ کے لئے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے، اور اس فعل پر توبہ کرے۔ اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے، کیونکہ عقائدِ کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے، اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

قادیانی نواز وکلاء کا حشر:

س:... کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ دینِ متین اس مسئلے میں کہ گزشتہ دنوں مردان میں قادیانیوں نے ربوہ کی ہدایت پر کلمہ طیبہ کے بیج بنوائے، پوسٹر بنوائے اور بیج اپنے بچوں کے سینوں پر لگائے اور پوسٹر دکانوں پر لگاکر کلمہ طیبہ کی توہین کی۔ اس حرکت پر وہاں کے علمائے کرام اور غیرت مند مسلمانوں نے عدالت میں ان پر مقدمہ دائر کردیا، اور فاضل جج نے ضمانت کو مسترد کرتے ہوئے ان کو جیل بھیج دیا۔ اب عرض یہ ہے کہ وہاں کے مسلمان وکلاء صاحبان ان قادیانیوں کی پیروی کر رہے ہیں اور چند پیسوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز ثابت کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان وکلاء صاحبان میں ایک سید ہے۔ براہِ کرم قرآن اور احادیثِ نبوی کی روشنی میں تفصیل سے تحریر فرمادیں کہ شریعتِ محمدی کی رُو سے ان وکلاء صاحبان کا کیا حکم ہے؟

ج:... قیامت کے دن ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیمپ ہوگا، اور دُوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ یہ وکلاء جنھوں نے دینِ محمدی کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کی ہے، قیامت کے دن غلام احمد کے کیمپ میں ہوں گے اور قادیانی ان کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے کر جائیں گے۔ واضح رہے کہ کسی عام مقدمے میں کسی قادیانی کی

وکالت کرنا اور بات ہے، لیکن شعائرِ اسلامی کے مسئلے پر قادیانیوں کی وکالت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقدمہ لڑنے کے ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور دوسری طرف قادیانی جماعت ہے، جو شخص دینِ محمدی کے مقابلے میں قادیانیوں کی حمایت و وکالت کرتا ہے وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل نہیں ہوگا، خواہ وہ وکیل ہو، یا کوئی سیاسی لیڈر، یا حاکمِ وقت۔

قادیانی نواز کو سمجھایا جائے:

س… قادیانی کافر، مرتد اور زندیق ہیں، جو شخص ان کے ساتھ لین دین رکھتا ہے، کھاتا پیتا ہے، اور مسلمانوں کی بات کو رَدّ کرتا ہے، قرآن و سنت کے مطابق اس آدمی کا بائیکاٹ کیا جائے یا نہیں؟ اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے جس سے وہ آدمی اس حرکت سے باز آجائے؟

ج… جو شخص قادیانیوں کو کافر و مرتد اور زندیق بھی سمجھتا ہے، اگر ان سے کاروبار کرتا ہے تو اپنی ایمانی کمزوری سے ایسا کرتا ہے، اس کو سمجھانے کی کوشش کی جائے اور اس سے قطع تعلق نہ کیا جائے۔

قادیانی نوازوں کے بارے میں مفید مشورہ:

س… ہمارے علاقے میں کچھ مرزائی رہتے ہیں، جب ہم نے ان کے خلاف مہم شروع کی تو کچھ لوگوں نے تو ہمارا ساتھ دیا، لیکن بعض نے ہماری مخالفت کی، ہمیں نیچا دکھایا، لیکن ہم نے ان کی پروا کئے بغیر کام کیا۔ مخالفوں نے مرزائیوں کی حمایت کی، ان کو پناہ دی، ان کو کاروبار چلانے کے لئے چندہ دیا، ان کی ہر ممکن امداد کی، ان سے ہر قسم کا برتاؤ کیا، ان کے ساتھ کھانا کھایا، چائے پی، ہم نے ان کو ٹوکا تو ہمارے خلاف ہوگئے۔ آپ ہمارے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں ان سوالوں کا جواب دیں:

۱… مرزائی نوازوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۲… ہمیں مرزائی نوازوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟

۳… مرزائی نواز مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، کیا ان کو مسجد میں نماز پڑھنے دینا چاہئے؟

۳...کیا مرزائی نوازوں کا ایمان خطرے میں نہیں ہے؟ ان سوالوں کا جواب جلدی دیں، شکریہ۔ ہم رسالہ "ختم نبوت" مسلسل دو سالوں سے پڑھ رہے ہیں، اس کا انتظار رہتا ہے۔ ان سوالوں کا جواب جلدی اور ضرور دیں۔

ج... ان بے چاروں کو مرزائیوں کے عقائد کا علم نہیں ہوگا، یا مرزائیوں نے ان کو کسی تدبیر سے جکڑ رکھا ہوگا، آپ انہیں ختم نبوت اور قادیانیوں سے متعلق لٹریچر پڑھائیں۔

قادیانیوں کا ذبیحہ حرام ہے:

س... کیا قادیانیوں کے ہاتھ کا لایا ہوا سودا سلف اور ان کا ذبیحہ جائز ہے؟ اور ان کا ذبح کیا ہوا جانور جائز ہے؟

ج... قادیانیوں کا ذبح کیا ہوا جانور تو مردار اور حرام ہے، ان کا لایا ہوا سودا سلف جائز ہے، مگر ان سے منگوانا جائز نہیں، اور ان سے قطع تعلق نہ کرنا ایمان کی کمزوری ہے۔

س... کیا اسلام مجھے اپنی بیوی پر یہ پابندی لگانے کا حق دیتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو قادیانی رشتہ داروں سے نہ ملنے دوں؟

ج... ضرور پابندی ہونی چاہئے۔

جس نے کہا "قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں" وہ قادیانیوں سے بدتر کافر ہوگیا:

س... میرے ایک مسلمان ساتھی نے بحث کے دوران کہا کہ آپ (مسلمانوں) سے مرزائی اچھے ہیں، اور مرزائی مسلمان ہیں، کیونکہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، قرآن پاک پڑھتے ہیں، حالانکہ یہ بات ہر ایک کے علم میں ہے کہ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت کی قومی اسمبلی نے ان کو غیرمسلم قرار دے دیا تھا، جس میں علمائے دین کے کردار و خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ مرزائی کو مسلمان کہنا اور مسلمان سے مرزائی کو اچھا کہنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج... جس شخص نے یہ کہا کہ: "قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں" وہ خود قادیانیوں سے بدتر کافر ہوگیا، اسے اس قول سے توبہ کرنے اور اپنے نکاح و ایمان کی تجدید کرے۔

قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والے کا شرعی حکم:

س… کوئی شخص قادیانی مرزائی سے بیں رشتہ یہ سمجھ کر کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں۔ اسلام میں ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

ج… جو شخص قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہو، اس کے باوجود ان کو مسلمان سمجھے تو ایسا شخص خود مرتد ہے کہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے۔

مرزائی کا جنازہ:

س… ہمارے گاؤں میں چند مرزائیوں کے گھر ہیں، جو دنیاوی حالات سے ٹھیک ٹھاک ہیں، گزشتہ دنوں ان کا ایک جوان فوت ہوگیا، تو ان کے مربی نے اس مرزائی کا جنازہ پڑھایا، ہمارے محلے کی مسجد کے امام صاحب بھی قبرستان میں بطور افسوس چلے گئے تو مسلمانوں نے کہا کہ ہم مرزائی امام کے پیچھے تمہارا جنازہ نہیں پڑھیں گے بلکہ ہم علیحدہ نماز جنازہ اپنے امام کے پیچھے ادا کریں گے، پھر انہوں نے مولوی صاحب کو کہا جنازہ پڑھاؤ تو مولوی صاحب نے بلاچون و چرا اس مرزائی کا جنازہ پڑھ دیا۔ مجھے اور ایک اور باضمیر مسلمان کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا کیا ہے؟ ہم دونوں نے جنازہ نہ پڑھا اور واپس آگئے۔ پھر مغرب کی نماز کے وقت مولوی صاحب مسجد میں کہنے لگے کہ مجھ سے گناہِ کبیرہ ہوگیا ہے، میرے لئے دعا کریں، نیز اس مرزائی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردیا گیا ہے۔ مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟ وہ جو کہتے ہیں کہ میں اس گناہ پر توبہ کرتا ہوں، کیا ایسے آدمی کی توبہ قبول ہے؟ دوسرے مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے جنہوں نے مرزائی کا جنازہ پڑھا، ان سے معاملات رکھے؟

ج… مرزائی کا جنازہ جائز نہیں، اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔ جن مسلمانوں نے مرزائی کو کافر سمجھ کر محض دنیاوی وجاہت کی وجہ سے جنازہ پڑھا وہ گنہگار ہوئے، ان کو توبہ کرنی چاہئے اور توبہ کے اعلان کے بعد اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اور جن لوگوں نے مرزائیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھ کر

مرزائی کا جنازہ پڑھا دیا ان پر تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح لازم ہے۔

کیا مسلمانوں کے قبرستان کے نزدیک کافروں کا قبرستان بنانا جائز ہے؟

س… کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ کسی کافر کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا تو جائز نہیں، لیکن مسلمانوں کے قبرستان کے متصل ان کا قبرستان بنانا جائز ہے یا کہ دور ہونا چاہئے؟

ج… ظاہر ہے کہ کافروں، مرتدوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح کافروں کو مسلمانوں کے قبرستان کے قریب بھی دفن کرنے کی ممانعت ہے تاکہ کسی وقت دونوں قبرستان ایک نہ ہو جائیں۔ کافروں کی قبر مسلمانوں کی قبر سے دور ہونی چاہئے تاکہ کافروں کے عذاب والی قبر مسلمانوں کی قبر سے دور ہو کیونکہ اس سے بھی مسلمانوں کو تکلیف پہنچے گی۔

قادیانی مردہ:

س… کیا قادیانی اہلِ کتاب ہیں؟

ج… قادیانی اہلِ کتاب نہیں بلکہ مرتد اور زندیق ہیں۔

س… قادیانی کے سلام کرنے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج… اس کو سلام نہ کیا جائے نہ جواب دیا جائے۔

س… کیا قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا یا اس کے ہاتھ کا پکا کھانا جائز ہے؟

ج… اس کے ساتھ کھانا جائز نہیں۔

س… کسی مسلمان کا کسی قادیانی کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی میت کو کندھا دینا جائز ہے؟

ج… مرتد کا جنازہ جائز نہیں، اور اس میں شرکت بھی جائز نہیں۔

س… کسی قادیانی کا کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونے یا میت کو کندھا دینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس کو روکنا صحیح ہے؟

ج: ان کو وقف دینا ہی جائز نہیں، مسلمانوں نے جو قطعہ زمین ان کو دیا ہے وہ واپس لینا چاہئے۔

س: کسی قادیانی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج: قادیانی مرتد ہیں، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں، اگر دفن کردیا گیا ہو تو اس کا اکھاڑنا ضروری ہے۔

قادیانی مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا:

س: اگر کوئی قادیانی ہماری مسجد میں آکر الگ اپنے طور پر جماعت سے الگ نماز پڑھنے لگے تو کیا ہم اس کو اس کی اجازت دے سکتے ہیں کہ ہماری مسجد میں اپنی نماز پڑھے؟

ج: کسی غیر مسلم کا ہماری اجازت سے ہماری مسجد میں اپنی عبادت کرنا تو صحیح ہے، نصاریٰ نجران کا جو وفد بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا تو انہوں نے مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الف صلوٰۃ وسلام) میں اپنی عبادت کی تھی۔ یہ حکم تو غیر مسلموں کا ہے، لیکن جو شخص اسلام سے مرتد ہوگیا ہو اس کو کسی حال میں مسجد میں داخلے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اسی طرح جو مرتد اور زندیق اپنے کفر کو اسلام کہتے ہوں، جیسا کہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں، ان کو بھی مسجد میں آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

غیر مسلم سے مدرسے کے لئے چندہ لینا بے غیرتی ہے:

س: غیر مسلم قادیانی سے مدرسے یا مسجد کے لئے چندہ لینا کیسا ہے؟

ج: بے غیرتی ہے۔

”شیزان“ کا بائیکاٹ:

س: میں اکثر رسالہ ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ آپ کے رسالے اور کئی جگہوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ”شیزان“ قادیانیوں کی کمپنی ہے، اس لئے ”شیزان“ کا بائیکاٹ کیا جائے۔ الحمدللہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ”شیزان“ کا بائیکاٹ جاری ہے۔

اب پوچھنے کی بات یہ ہے کہ دکانداروں کی دکانوں میں ایک چیز تو ہے نہیں

شیزان جوس پی رہا تھا، میں اور میرا ایک دوست کوئٹہ شہر کی دکان میں گئے تو شیزان جوس دیا گیا۔ میں نے اپنے ایک دوست کو بتایا یہ قادیانیوں کی کمپنی ہے، اس کا بائیکاٹ کیا جائے تو میرے دوست نے بھی اس کا بائیکاٹ کیا۔ جب دکان دار کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی شیزان والوں سے جوس منگانا بند کردیا۔ جب جوس بیچنے والے نے دکان دار سے پوچھا کہ آپ ہمارا شیزان جوس کیوں نہیں لیتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہ قادیانیوں کی کمپنی ہے، یہ ہمارے دین اور نبی کے دشمن ہیں، اس لئے اس کا بائیکاٹ کیا جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ مشروبات میں بعض یہودی اور عیسائیوں کی بھی کمپنیاں ہیں، آپ ان کا بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے ہیں؟ اور وہ بھی پاکستان میں رہتے، ہم بھی پاکستانی ہیں۔

محمد رضا: ابھی کافی لوگوں کو پتا چلا ہے تو شیزان جوس اور شیزان بوتل کا بائیکاٹ کر رہے ہیں، لیکن بعض لوگ پروپیگنڈوں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈال رہے ہیں، اس لئے میں بعض سوالات اس تحریر میں لکھ رہا ہوں، امید ہے کہ آپ اپنے ہفت روزہ "ختم نبوت" رسالے میں ان سوالات کے جوابات اور اس تحریر کو شائع کرکے بہت سے مسلمانوں کے شکوک و شبہات دور فرمائیں گے۔

س… بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیزان کمپنی کو مسلمان نے خرید لیا ہے، اب وہ ہمارا ہے کیا؟

ج… یہ ظاہر قادیانیوں کا جھوٹا پروپیگنڈا ہے، ہماری معلومات کے مطابق یہ قادیانیوں کی ملکیت ہے۔

س… کیا شیزان جوس بھی قادیانیوں کی شیزان کمپنی کا تیار کردہ ہے؟

ج… "شیزان کمپنی" کے سوا دوسرا کون "شیزان جوس" کیسے تیار کرسکتا ہے؟

س… کیا بعض مشروبات کی کمپنیاں عیسائیوں اور یہودیوں کی بھی ہیں؟ اگر ہیں تو نشاندہی فرمائیے تاکہ ان سے بھی ہم اپنے آپ کو بچا سکیں۔

ج… قادیانی کافر ہیں، مگر وہ خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر، کتے، خنزیر اور ولد الحرام کہتے ہیں۔ اور پھر اپنی آمدنی کا بڑا حصہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے خرچ

کرتے ہیں۔ اس لئے قادیانیوں کے ساتھ لین دین قطعاً ناجائز اور غیرت ملی کے خلاف ہے۔ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ ضروری ہے۔ دوسرے کافروں کے ساتھ لین دین کی ممانعت صرف اس صورت میں ہے جبکہ وہ ہمارے ساتھ حالت جنگ میں ہوں، ورنہ ان کے ساتھ لین دین جائز ہے۔

کیا قادیانیوں کو جبراً قومی اسمبلی نے غیرمسلم بنایا ہے؟

س… "لا اکراہ فی الدین" یعنی دین میں کوئی جبر نہیں، تو آپ جبراً کسی کو مسلمان بنا سکتے ہیں اور نہ ہی جبراً کسی مسلمان کو آپ غیرمسلم بنا سکتے ہیں۔ اگر یہ مطلب ٹھیک ہے تو پھر آپ نے ہم (جماعت احمدیہ) کو کیوں جبراً قومی اسمبلی اور حکومت کے ذریعے غیرمسلم کہلوایا؟

ج… آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاسکتا، یہ مطلب نہیں کہ جو شخص اپنے غلط عقائد کی وجہ سے مسلمان نہ رہا ہو اس کو غیرمسلم بھی نہیں کہا جاسکتا۔ دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ کی جماعت کو قومی اسمبلی نے غیرمسلم نہیں بنایا، غیرمسلم تو آپ اپنے عقائد کی وجہ سے خود ہی ہوئے ہیں، البتہ مسلمانوں نے غیرمسلم کو غیرمسلم کہنے کا "جرم" ضرور کیا ہے۔

منکرینِ ختمِ نبوت کے لئے اصل شرعی فیصلہ کیا ہے؟

س… خلیفہ اول بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے منکرینِ ختمِ نبوت کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور تمام منکرینِ ختمِ نبوت کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرینِ ختمِ نبوت واجب القتل ہیں۔ لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو صرف "غیرمسلم اقلیت" قرار دے کر حل نکالا ہے۔ اس کے علاوہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ: "اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ حقوق انہیں پورے پورے دیئے جائیں گے۔" ہم قادیانیوں کو نہ صرف حقوق اور تحفظ فراہم کئے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منکرینِ ختمِ نبوت اسلام کی

سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک آدمی جس کی ننھیال قبیلہ بنوکلب میں ہوگی آپ سے مقابلے میں کھڑا ہوگا۔ آپ بنوکلب کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجیں گے وہ ان پر غالب آئے گا اور بڑی محرومی ہے اس شخص کے لئے جو بنوکلب کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ حضرت مہدیؑ خوب مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو استقرار نصیب ہوگا)۔ حضرت مہدیؑ سات سال رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔" (یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ص:۴۷۱ میں ابوداؤد کے حوالے سے درج ہے اور امام سیوطیؒ نے "العرف الوردی فی اخبار المہدی" ص:۵۹ میں اس کو ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابویعلیٰ اور طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے)۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اور جس پر اہلِ حق کا اتفاق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے۔ ان کا نامِ نامی "محمد" اور والد کا نام "عبداللہ" ہوگا۔ جس طرح صورت و سیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے، اسی طرح وہ شکل و شباہت اور اخلاق و شمائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے۔ وہ نبی نہیں ہوں گے، نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، نہ ان پر بحیثیت نبی کے کوئی ایمان لائے گا۔

ان کی خلافت کے شروع میں جو لڑائیاں ہوں گی، ان کے زمانے میں کانے دجال کا خروج ہوگا اور وہ لشکرِ دجال کے محاصرے میں گھر جائیں گے ٹھیک نمازِ فجر کے وقت دجال کو قتل کرنے کے لئے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور فجر کی نماز حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھیں گے، نماز کے بعد دجال کا رخ کریں گے، وہ لعین بھاگ کھڑا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور اسے "بابِ لد" پر قتل کردیں گے، دجال کا لشکر تہ تیغ ہوگا، اور یہودیت و نصرانیت کا ایک ایک نشان مٹا دیا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پیشگوئیاں

س… قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں، جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور قربِ قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ براہِ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟ مزید برآں مسلمان انہیں کس طرح پہچانیں گے؟ اور ان کی کیا نشانیاں ہیں؟

ج… قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو قیامت کی بڑی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے، اور قیامت سے قریباً پہلے ان کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔ لیکن جس طرح قیامت کا معین وقت نہیں بتایا گیا کہ فلاں صدی میں آئے گی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت بھی معین نہیں کیا گیا کہ وہ فلاں صدی میں تشریف لائیں گے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: ”اور بے شک وہ نشانی ہے قیامت کی، پس تم اس میں ذرا بھی شک مت کرو۔“ (سورۂ زخرف آیت) اکابر صحابہؓ و تابعینؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قربِ قیامت کی نشانی ہے۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں ہے:

> ”اور نہیں کوئی اہلِ کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا آپ پر، آپ کی موت سے پہلے، اور قیامت کے دن وہ ہوں گے ان پر گواہ۔“ (النساء: ۱۵۹)

اور حدیث شریف میں ہے:

> ”اور میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں عیسیٰ بن مریم سے، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا، جب تم ان کو دیکھو تو ان کو پہچان لینا، قد میانہ، رنگ سرخ و سفید، بال سیدھے، بوقتِ نزول ان کے سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں

گے، خواہ ان کو تری نہ بھی پہنچی ہو، بھلے رنگ کی دو زرد چادریں زیب تن ہوں گی، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو بند کردیں گے اور تمام مذاہب کو معطل کردیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کذاب کو ہلاک کردیں گے۔ زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہوجائے گا، یہاں تک کہ اونٹ شیروں کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ، اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے، پس جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا زمین پر رہیں گے، پھر ان کی وفات ہوگی، پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔" (مسند احمد ج:۲ ص:۴۳۷، فتح الباری ج:۶ ص:۴۹۳ مطبوعہ لاہور، التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص:۱۶۱)

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے جو واقعات احادیثِ طیبہ میں ذکر کئے گئے ہیں، ان کی فہرست خاصی ہے، مختصراً:

- ⁂:... آپ سے پہلے حضرت مہدیؓ کا آنا۔
- ⁂:... آپ کا عین نمازِ فجر کے وقت اُترنا۔
- ⁂:... حضرت مہدیؓ کا آپ کو نماز کے لئے آگے کرنا اور آپ کا انکار فرمانا۔
- ⁂:... نماز میں آپ کا قنوتِ نازلہ کے طور پر یہ دعا پڑھنا: "قتل اللہ الدجال" (اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کردے)۔
- ⁂:... نماز سے فارغ ہوکر آپ کا قتلِ دجال کے لئے نکلنا۔
- ⁂:... دجال کا آپ کو دیکھ کر سیسے کی طرح پگھلنے لگنا۔
- ⁂:... "بابِ لُدّ" پر آپ کا دجال کو قتل کرنا، اور اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھانا۔

ج… حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ آخری زمانے میں قربِ قیامت میں ظاہر ہوں گے، ان کے ظہور کے قریب سات سال بعد دجال نکلے گا، اور اس کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک چودہ صدیوں کے آخر تک امتِ اسلامیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں اور یہ کہ نازل ہونے کے بعد پہلی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی اقتدا میں پڑھیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے شخص ہیں جنہوں نے عیسیٰ اور مہدی کے ایک ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا ہے، اس کی دلیل نہ قرآن کریم میں ہے، نہ کسی صحیح اور مقبول حدیث میں، اور نہ سلف صالحین میں کوئی اس کا قائل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حضرت مہدی اس امت کے امام ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی کے تشریف لائیں گے یا بحیثیت امتی کے؟

س… حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی تشریف لائیں گے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے؟ اگر آپ بحیثیت نبی تشریف لائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیسے ہوئے؟

ج… حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو بدستور نبی ہوں گے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ان کی شریعت منسوخ ہوگئی اور ان کی نبوت کا دور ختم ہوگیا۔ اس لئے جب وہ تشریف لائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے خلاف نہیں کیونکہ نبی آخر الزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی تھی۔

مرزائی اور تعمیر مسجد
اسلام کے ساتھ ایک بدترین مذاق

دیباچہ طبع اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قادیانیت قریباً ایک صدی سے اسلام کے خلاف برسر پیکار ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے ظل حمایت میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ خود کو چودھویں صدی کا "محمد رسول اللہ"، "رحمۃ للعالمین" اور "صاحب کوثر" قرار دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی، لہٰذا امت نے بالاتفاق ان کو مع ان کے پیروؤں کے کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء سے قبل تک حکومتی دفتروں میں قادیانیوں کی حیثیت مسلمانوں کی سی ہوتی تھی، اور اسلام ایک اسلامی ملک میں قادیانیوں کے مقابلے میں بے بس تھا۔ لیکن ۷ ستمبر کے آئینی فیصلے میں حکومتی سطح پر بھی قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت تسلیم کرلیا گیا ہے۔ اس لئے اب ان پر وہ تمام احکام جاری ہوں گے، جو کسی غیر مسلم فرقے کے ہیں۔ ان احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی، مسلمانوں کی اصطلاحات اور مذہبی شعائر کو استعمال کرنے کے مجاز نہیں ہیں، نہ وہ مسجد تعمیر کرسکتے ہیں، نہ مسجد کی شکل و وضع پر اپنی عبادت گاہ بناسکتے ہیں۔ الغرض وہ تمام اسلامی امور جو ایک کافر اور مسلم کے درمیان امتیاز پیدا کرتے ہیں، قادیانی مرتدوں کو ان کو اپنانے کا قانوناً اور اخلاقاً مجاز نہیں۔ یہ رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں قرآن کریم، حدیث نبوی اور اکابر امت کے ارشادات کی روشنی

ترجمہ:... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

اور خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی دعویٰ نبوت سے پہلے مدعیٔ نبوت کو خارج از اسلام قرار دیتے تھے۔ پس جس طرح یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا، اسی طرح یہ بھی قطعی فیصلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس کو ماننے والے خارج از اسلام ہیں۔

۲:... دوسری بات قادیانیوں کی طرف سے یہ کہی جاتی ہے کہ: "چلئے ہم غیرمسلم سہی، مگر پاکستان کے آئین کی رو سے ہمیں مذہبی آزادی ہے، اس لئے ہم اپنے عقیدے کے مطابق مساجد کی تعمیر وغیرہ کا حق رکھتے ہیں۔" یہ دلیل بظاہر بڑی مسحور کن ہے، مگر ذرا تأمل سے واضح ہوسکتا ہے کہ مذہبی آزادی کے معنی دوسرے مذاہب میں مداخلت یا ان کے حقوق چھیننے کے نہیں ۔۔۔ قادیانی بڑے شوق سے اپنی مذہبی آزادی کا حق استعمال کریں، مگر انہیں اسلامی شعائر کے چھیننے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، ورنہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو تو اپنے مذہب کے تحفظ کی آزادی ہے، لیکن اسلام کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے شعائر کا تحفظ کرے۔

دنیا بھر کے مسلّمہ قانون کی رو سے کسی فرد یا گروہ کی آزادی کی آخری حد یہ ہے کہ اس سے دوسروں کے حقوق متأثر نہ ہوں۔ دنیا کی کوئی عدالت "فردی آزادی" کی یہ تشریح قبول نہیں کرسکتی کہ اسے دوسرے کے گھر پر ڈاکہ زنی کا حق بھی حاصل ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کی مذہبی آزادی کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ انہیں اسلامی اصطلاحات اور اسلامی شعائر پر ڈاکہ ڈالنے کی بھی اجازت دی جائے۔

۳:... قادیانیوں کی طرف سے ایک نکتہ یہ اٹھایا گیا ہے کہ: "مسجد مسلمان کا شعار نہیں، اور یہ کہ غیرمسلم بھی اپنی عبادت گاہ "مسجد" کے نام سے تعمیر کرسکتے ہیں۔" لیکن اس رسالے کے مطالعے سے واضح ہوجائے گا کہ قادیانیوں کا یہ دعویٰ واقعات کی روشنی میں قطعی

ناقابلِ التفات ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا کہ کسی غیر مسلم نے "مسجد" کے نام سے اپنی عبادت گاہ بنائی ہو اور مسلمانوں نے انہیں برداشت کیا ہو، اس لئے یہ بات ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ "مسجد" اور اس کے لوازم صرف اہلِ اسلام کا مذہبی شعار ہے اور کسی غیر مسلم کو اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

مناسب ہوگا کہ یہاں سر ظفر اللہ خان قادیانی کا ایک حوالہ نقل کر دیا جائے۔

۱۹۱۶ء میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان مونگیر میں ایک مسجد کی امامت اور تولیت پر جھگڑا ہوا، مقدمہ پٹنہ ہائی کورٹ تک پہنچا، سر ظفر اللہ خان نے قادیانیوں کی طرف سے وکالت کی، اپنی کتاب "تحدیثِ نعمت" میں اس کا ذکر کرتے ہوئے ظفر اللہ خان لکھتے ہیں:

"دوسری صبح اجلاس شروع ہونے پر چیف جسٹس صاحب نے مجھ سے دریافت کیا: تم بحث کرنے کے لئے تیار ہو۔

ظفر اللہ خان: جنابِ عالی! میری ایک گزارش ہے۔ آپ کے سامنے دو بالمقابل اپیلیں ہیں، دونوں ماتحت عدالتوں نے قرار دیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے افراد مسلمان ہیں اور مسجد میں فرداً فرداً یا دوسرے نمازیوں میں شامل ہوکر باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن احمدی امام کی قیادت میں علیحدہ باجماعت نماز ادا نہیں کر سکتے۔ ہمارا مطالبہ اپیل میں صرف اس قدر ہے کہ ہمیں مسجد میں احمدی امام کی اقتدا میں نماز باجماعت کی بھی اجازت ہونی چاہئے۔ فریقِ مخالف ماتحت عدالتوں کے فیصلے کے کسی حصے کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ ان کا مدعا اپیل میں یہ ہے کہ احمدی جماعت کے افراد مسلمان ہی نہیں۔ اس لئے مسجد میں داخل ہونے کے مجاز نہیں، اور مسجد میں کسی صورت میں نماز ادا کرنے کے حق دار نہیں۔ یہ واضح ہے کہ اگر فریقِ مخالف اپنے مطالبے میں کامیاب ہو جائے تو ہماری

بحث اس مقدمہ میں ہوئی ہے اگر احمدی مسلمان نہیں ہیں تو ان کا
مسجد کے ساتھ کیا واسطہ ہے، اس سے مناسب ہوتا کہ عدالت پہلے
فریق مخالف کے دلائل کی سماعت کرے، اگر تحقیق سماعت کرنے کے
بعد عدالت کی رائے ہو کہ احمدی مسلمان نہیں تو ہماری اپیل کی
سماعت پر وقت صرف کرنا غیر ضروری ہوگا۔"

(سر ظفر اللہ خان: تحدیث نعمت ص:۱۹۲)

سر ظفر اللہ خان کا عدالت سے یہ کہنا کہ: "اگر احمدی مسلمان نہیں تو ان کا مسجد کے ساتھ کیا واسطہ؟" ہمارے زیر بحث مسئلے کا دو ٹوک فیصلہ کردیتا ہے۔ واللہ الموفق!

محمد یوسف لدھیانوی
۱۴/ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ
۱۶/اکتوبر ۱۹۷۸ء

زمانہ تو ڈرتا تو ہر نبی کی شریعت میں جو ان کی عبادت کا وقتی مانے
تمرا دیا جاتا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کنیسے، عیسیٰ علیہ
السلام کے دور میں گرجے اور صومعے خانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانے میں مسجدیں گرادی جاتیں۔"

یہی مضمون تفسیر ابن جریر ج:۹ ص:۱۱۳، تفسیر نیشاپوری برحاشیہ ابن جریر ج:۹ ص:۹۳، تفسیر خازن ج:۳ ص:۲۹۱، تفسیر بغوی ج:۵ ص:۵۹۳ برحاشیہ ابن کثیر، اور تفسیر روح المعانی ج:۱۷ ص:۱۷۱ وغیرہ میں موجود ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت اور حضرات مفسرین کی ان تصریحات سے واضح ہے کہ "مسجد" مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے اور یہ نام دیگر اقوام و مذاہب کی عبادت گاہوں سے ممتاز رکھنے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہ مقدس نام مسلمانوں کی عبادت گاہ کے علاوہ کسی غیرمسلم فرقے کی عبادت گاہ کے لئے استعمال نہیں کیا گیا، لہٰذا مسلمانوں کا یہ قانونی و اخلاقی فرض ہے کہ وہ کسی "غیرمسلم فرقے" کو اپنی عبادت گاہ کا یہ نام نہ رکھنے دیں۔

مسجد، اسلام کا شعار ہے:

جو چیز کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہو، وہ اس کا شعار اور اس کے تشخص کی خاص علامت کہی جاتی ہے، چنانچہ مسجد بھی اسلام کا مخصوص شعار ہے، یعنی کسی قریہ، شہر یا محلے میں مسجد کا ہونا وہاں کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"فضل بناء المسجد و ملازمته و انتظار الصلوٰة فيه ترجع إلى أنه من شعائر الإسلام وهو قوله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم مسجدا أو سمعتم مؤذنا فلا تقتلوا أحدا. وأنه محل الصلوٰة ومعتكف العابدين

ومطرح الرحمة ويشبه الكعبة من وجه۔“

(حجۃ اللہ البالغۃ مترجم ج:۲ ص:۸۷ ےا۸۸)

ترجمہ:… ”مسجد جانے، اس میں حاضر ہونے اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”جب کسی آبادی میں مسجد دیکھو، یا وہاں مؤذن کی آواز سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔“ (یعنی کسی بستی میں مسجد اور اذان کا ہونا، اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں) اور مسجد نماز کی جگہ اور عبادت گزاروں کے اعتکاف کا مقام ہے، وہاں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور وہ ایک طرح سے کعبہ کے مشابہ ہے۔“

اگر فوج کا شعار غیرفوجی کو اپنانا جرم ہے، اور جج کا شعار کسی دوسرے شخص کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں، تو یقیناً اسلام کا شعار بھی کسی غیرمسلم کو اپنانے کی اجازت نہیں ہوسکتی، کیونکہ اگر غیرمسلموں کو کسی اسلامی شعار مثلاً تعمیر مسجد اور اذان کی اجازت دی جائے تو اسلام کا شعار مٹ جاتا ہے اور مسلم وکافر کا امتیاز اُٹھ جاتا ہے۔ اسلام اور کفر کے نشانات کو ممتاز کرنے کے لئے جس طرح یہ بات ضروری ہے کہ مسلمان کفر کے کسی شعار کو نہ اپنائیں، اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ غیرمسلموں کو کسی اسلامی شعار کے اپنانے کی اجازت نہ دی جائے۔

تعمیر مسجد عبادت ہے، کافر اس کا اہل نہیں:

نیز مسجد کی تعمیر ایک اعلیٰ ترین اسلامی عبادت ہے، اور کافر اس کا اہل نہیں، چونکہ کافر میں تعمیر مسجد کی اہلیت ہی نہیں اس لئے اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے:

”مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ

شاهدين على انفسهم بالكفر اولئك حبطت اعمالهم وفي النار هم خالدون." (التوبہ:۱۷)

ترجمہ:... "مشرکین کا حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں، درآنحالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں، ان لوگوں کے عمل اکارت ہوچکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اس آیت میں چند چیزیں قابل توجہ ہیں:

اوّل:... یہ کہ یہاں مشرکین کو تعمیر مسجد کے حق سے محروم قرار دیا گیا ہے، کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ کافر ہیں: "شاهدين على انفسهم بالكفر"۔ اور کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں، گویا قرآن یہ بتاتا ہے کہ تعمیر مسجد کی اہلیت اور کفر کے درمیان منافات ہے، یہ دونوں چیزیں بیک وقت جمع نہیں ہوسکتیں۔ پس جب وہ اپنے عقائد کفر کا اقرار کرتے ہیں تو گویا وہ خود اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ تعمیر مسجد کے اہل نہیں، لہٰذا انہیں اس کا حق حاصل ہے۔ امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی الحنفی (متوفی ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"عمارة المسجد تكون بمعنيين: أحدهما زيارته والكون فيه والآخر ببنائه وتجديد ما استرم منه. فاقتضت الآية منع الكفار من دخول المساجد ومن بنائها وتولي مصالحها والقيام بها لانتظام اللفظ للأمرين." (احکام القرآن ج:۳ ص:۸۸)

ترجمہ: "یعنی مسجد کی آبادی کی دو صورتیں ہیں، ایک مسجد کی زیارت کرنا، اس میں رہنا اور بیٹھنا، دوسرے اس کو تعمیر کرنا اور شکست وریخت کی اصلاح کرنا۔ پس یہ آیت اس امر کی مقتضی ہے کہ مسجد میں نہ کافر کا داخلہ ہوسکتا ہے، نہ اس کا بانی و متولی اور خادم بن سکتا ہے، کیونکہ آیت کے الفاظ تعمیر ظاہری و باطنی دونوں کو شامل ہیں۔"

دوم:... اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنا کافر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور خود اپنے آپ کو "کافر" کہتے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی کافر بھی اپنے آپ کو "کافر" کہنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کا برملا اعتراف کرتے ہیں جنھیں اسلام، عقائدِ کفریہ قرار دیتا ہے، پس ان کا کفریہ عقائد کا اظہار اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے۔

سوم:... قرآن کریم کے اس دعوے پر کہ کسی کافر کو اپنے عقائدِ کفریہ پر رہتے ہوئے تعمیرِ مسجد کا حق حاصل نہیں، یہ سوال ہوسکتا تھا کہ کافر تعمیرِ مسجد کی اہلیت سے کیوں محروم ہیں؟ اگلے جملے میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے عمل اکارت ہیں۔ چونکہ کفر سے انسان کے تمام نیک اعمال اکارت اور ضائع ہوجاتے ہیں، اس لئے کافر کا صرف تعمیرِ مسجد کا عمل کیسے بھی عبادت کا عمل نہیں، یہ کفر کی دنیوی خاصیت تھی اور آگے اس کی اُخروی خاصیت بیان کی گئی ہے کہ کافر اپنے کفر کی بنا پر دائمی جہنم کے مستحق ہیں، اس لئے ان کی اطاعات وعبادات کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ پس یہ آیت اس مسئلے میں نص قطعی ہے کہ غیرمسلم کافر تعمیرِ مسجد کے اہل نہیں، اس لئے انہیں تعمیرِ مسجد کا حق حاصل نہیں۔ اس سلسلے میں حضرات مفسرین کی چند تصریحات حسبِ ذیل ہیں۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

"یقول: ان المساجد انما تعمر لعبادة الله فیها، لا للکفر به، فمن کان بالله کافرًا فلیس من شأنه أن یعمر مساجد الله۔" (تفسیر ابن جریر ج:۱۰ ص:۹۳)

ترجمہ: "حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدیں تو اس لئے تعمیر کی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے، کفر کے لئے تو تعمیر نہیں کی جاتیں، پس جو شخص کہ کافر ہو، اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کرے۔"

امام جار اللہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۲۸ھ) لکھتے ہیں:

"والمعنى ما استقام لهم أن يجمعوا بين أمرين متنافيين عمارة متعبدات الله مع الكفر بالله وبعبادته ومعنى شهادتهم على أنفسهم بالكفر ظهور كفرهم."

(تفسیر کشاف ج:۲ ص:۲۵۳)

ترجمہ:… "مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے کسی طرح درست نہیں کہ وہ دو متنافی باتوں کو جمع کریں کہ ایک طرف خدا کی مسجدیں بھی تعمیر کریں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کے ساتھ کفر بھی کریں، اور ان کے اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے سے مراد ہے ان کے کفر کا ظاہر ہونا۔"

امام فخرالدین رازیؒ (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

"قال الواحدي: دلت على أن الكفار ممنوعون من عمارة مسجد من مساجد المسلمين، ولو أوصى بها لم تقبل وصيته." (تفسیر کبیر ج:۱۶ ص:۷)

ترجمہ:… "واحدی فرماتے ہیں: یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں، اور اگر کافر اس کی وصیت کرے تو اس کی وصیت قبول نہیں کی جائے گی۔"

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"فيجب إذًا على المسلمين تولي أحكام المساجد ومنع المشركين من دخولها."

(تفسیر قرطبی ج:۸ ص:۸۹)

ترجمہ:… "مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ انتظام مساجد کے متولی خود بنیں اور کفار و مشرکین کو ان میں داخل ہونے

سے روک دیں۔"

امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) لکھتے ہیں:

"أوجب الله علی المسلمین منعهم من ذلک لأن المساجد إنما تعمر لعبادة الله وحده فمن کان کافراً بالله فلیس من شأنه أن یعمرها. فذهب جماعة إلی أن المراد منه العمارة من بناء المسجد ومرمته عند الخراب فیمنع الکافر منه حتی لو أوصی به لا یمتثل. وحمل بعضهم العمارة هٰهنا علی دخول المسجد والقعود فیه۔"

(تفسیر معالم التنزیل للبغوی ج:۳ ص:۵۵، برحاشیہ خازن)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں، کیونکہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی جاتی ہیں، پس جو شخص کافر ہو، اس کا یہ کام نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کرے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ تعمیر سے مراد یہاں تعمیر معروف ہے، یعنی مسجد بنانا اور اس کی شکست و ریخت کی اصلاح و مرمت کرنا۔ پس کافر کو اس عمل سے باز رکھا جائے گا، چنانچہ اگر وہ اس کی وصیت کر مرے تو پوری نہیں کی جائے گی۔ اور بعض نے عمارت کو یہاں مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے پر محمول کیا ہے۔"

شیخ علاء الدین علی بن محمد البغدادی الخازن (متوفی ۷۲۵ھ) نے تفسیر خازن میں اس مسئلے کو حرف بحرف تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

"فإنه یجب علی المسلمین منعهم من ذلک

"لان مساجد الله انما تعمر لعبادة الله وحده فمن كان كافرا بالله فليس من شانه ان يعمرها."

(تفسیر مظہری ج:۴ ص:۱۳۳)

ترجمہ: "چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں، کیونکہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں، پس جو شخص کہ کافر ہو وہ ان کو تعمیر کرنے کا اہل نہیں۔"

اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ (متوفی ۱۲۳۰ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر بنایا چاہے مسجد بناوے اس کو منع کریے۔" (موضح القرآن)

ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ مسجد کی تعمیر کریں، اور یہ کہ اگر وہ ایسی جرأت کریں تو ان کو روک دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔

تعمیر مسجد صرف مسلمانوں کا حق ہے:

قرآن کریم نے جہاں یہ بتایا کہ کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں، وہاں یہ تصریح بھی فرمائی ہے کہ تعمیر مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"انما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر واقام الصلوة وآتى الزكوة ولم يخش الا الله فعسى اولئك ان يكونوا من المهتدين۔"

(التوبہ:۱۸، پ:۱۰، رکوع:۳)

ترجمہ: "اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو بس اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے، پس ایسے لوگ امید

ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔“

اس آیت میں جن صفات کا ذکر فرمایا، وہ مسلمانوں کی نمایاں صفات ہیں، مطلب یہ ہے کہ جو شخص پورے دین محمدی پر ایمان رکھتا ہو اور کسی حصہ دین کا منکر نہ ہو اسی کو تعمیر مساجد کا حق حاصل ہے۔ غیر مسلم فرقے جب تک دین اسلام کی تمام باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے تعمیر مسجد کے حق سے محروم رہیں گے۔

غیر مسلموں کی تعمیر کردہ مسجد ”مسجد ضرار“ ہے:

اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں کبھی کسی غیر مسلم نے یہ جرأت نہیں کی کہ اپنا عبادت خانہ ”مسجد“ کے نام سے تعمیر کرے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی، جو ”مسجد ضرار“ کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے ان کے کفر و نفاق کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فی الفور منہدم کرنے کا حکم فرمایا۔ قرآن کریم کی آیات ذیل اسی واقعے سے متعلق ہیں:

”وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ، وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ۔ لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا ... الٰی قوله ... لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ، وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔“　　(التوبہ:۱۰۷-۱۱۰، پ:۱۱، ع:۳)

ترجمہ: ”اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ و رسول کے دشمن کے لئے ایک کمین گاہ بنائیں، اور یہ لوگ زور کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز

کا ارادہ رکھتی ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں، آپ
اس میں کبھی کھڑے نہ ہوجئے۔۔۔ ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی،
ہمیشہ ان کے دل کا کانٹا رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل کے ٹکڑے
ٹکڑے ہوجائیں، اور اللہ علیم و حکیم ہے۔"

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ:

الف:۔۔۔ کسی غیرمسلم گروہ کی اسلام کے نام پر تعمیر کردہ مسجد "مسجد ضرار" سمجھی جائے گی۔

ب:۔۔۔ غیرمسلم منافقوں کی ایسی تعمیر کے مقاصد ہمیشہ حسب ذیل ہوں گے:

۱- اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا۔

۲- عقائد کفر کی اشاعت کرنا۔

۳- مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

۴- خدا اور رسول کے دشمنوں کے لئے اڈہ دینا۔

ج:۔۔۔ چونکہ منافقوں کے یہ خفیہ منصوبے ناقابل برداشت ہیں، اس لئے حکم دیا گیا کہ ایسی نام نہاد مسجد کو منہدم کردیا جائے۔ تمام مفسرین اور اہل سیر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے "مسجد ضرار" منہدم کردی گئی اور اسے نذر آتش کردیا گیا۔ مرزائی منافقوں کی تعمیر کردہ نام نہاد مسجدیں بھی "مسجد ضرار" ہیں اور وہ بھی اسی سلوک کی مستحق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مسجد ضرار" سے روا رکھا تھا۔

کافر ناپاک، اور مسجدیں میں ان کا داخلہ ممنوع:

یہ امر بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ قرآن کریم نے کفار و مشرکین کو ان کے ناپاک و گندے عقائد کی بنا پر نجس قرار دیا ہے، اور اس "معنوی نجاست" کے ساتھ ان کی آلودگی کا تقاضا یہ ہے کہ مساجد کو ان کے وجود سے پاک رکھا جائے، ارشاد خداوندی ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا

يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا."

(التوبۃ:۲۸، پ:۱۰)

ترجمہ: "اے ایمان والو! مشرک تو نرے ناپاک ہیں، پس اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی پھٹکنے نہ پائیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر و مشرک کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔ امام ابوبکر جصاص رازیؒ (متوفی ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"إطلاق اسم النجس على المشرك من جهة أن الشرك الذي يعتقده يجب اجتنابه كما يجب اجتناب النجاسات والأقذار فلذلك سماهم نجسا، والنجاسة في الشرع تتصرف على وجهين أحدهما نجاسة الأعيان والآخر نجاسة الذنوب. وقد أفاد قوله: "إنما المشركون نجس" منعهم عن دخول المسجد إلا لعذر، إذ كان علينا تطهير المسجد من الأنجاس."

(احکام القرآن ج:۳ ص:۸۸)

ترجمہ: "مشرک پر "نجس" کا اطلاق اس بنا پر کیا گیا کہ جس شرک کا وہ اعتقاد رکھتے ہیں اس سے پرہیز کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ نجاستوں اور گندگی سے، اسی لئے ان کو نجس کہا۔ اور شرع میں نجاست کی دو قسمیں ہیں، ایک نجاست جسم، دوم نجاست گناہ۔ اور ارشاد خداوندی "انما المشرکون نجس" بتاتا ہے کہ ان کو مسجد سے روکا جائے گا، الا یہ کہ کوئی عذر ہو، کیونکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کو نجاستوں سے پاک رکھیں۔"

امام محی السنۃ بغویؒ (متوفی ۵۱۶ھ) معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"وجملة بلاد الإسلام في حق الكفار على ثلاثة أقسام: أحدها الحرم فلا يجوز للكافر أن يدخله بحال ذميًا كان أو مستأمنًا بظاهر هذه الآية ... وجوز أهل الكوفة للمعاهد دخول الحرم. والقسم الثاني من بلاد الإسلام الحجاز، فيجوز للكافر دخولها بالإذن، ولكن لا يقيم فيها أكثر من مقام السفر، وهو ثلاثة أيام ..... والقسم الثالث سائر بلاد الإسلام يجوز للكافر أن يقيم فيها بذمة أو أمان، ولكن لا يدخلون المساجد إلا بإذن مسلم." (تفسیر بغوی ج:۳ ص:۴۳)

ترجمہ:... "اور کفار کے حق میں تمام اسلامی علاقے تین قسم پر ہیں: ایک حرم مکہ، پس کافر کو اس میں داخل ہونا کسی حال میں بھی جائز نہیں، خواہ وہ اسلامی مملکت کا شہری ہو یا امن لے کر آیا ہو، کیونکہ ظاہر آیت کا یہی تقاضا ہے۔ اور اہل کوفہ نے ذمی کے لئے حرم میں داخل ہونے کو جائز رکھا ہے۔ دوسری قسم حجاز مقدس ہے، پس کافر کے لئے اجازت لے کر حجاز میں داخل ہونا جائز ہے، لیکن تین دن سے زیادہ وہاں قیام کرنے کی اسے اجازت نہ ہوگی۔ اور تیسری قسم دیگر اسلامی ممالک ہیں، ان میں کافر کا مقیم ہونا جائز ہے، بشرطیکہ ذمی ہو یا امن لے کر آئے، لیکن وہ مسلمانوں کی مسجدوں میں مسلمان کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتے۔"

اس جملے میں دو چیزیں خاص طور سے قابل غور ہیں:

اوّل:... یہ کہ آیت میں صرف مشرکین کا حکم ذکر کیا گیا ہے، مگر مفسرین نے اس آیت کے تحت عام کفار کا حکم بیان فرمایا ہے، کیونکہ کفر کی نجاست سب کافروں کو شامل ہے۔

دوم:... یہ کہ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں تو اختلاف

ہے، امام مالکؒ کے نزدیک کسی مسجد میں کافر کا داخل ہونا جائز نہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں کافر کو مسلمان کی اجازت سے داخل ہونا جائز ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بوقت ضرورت ہر مسجد میں داخل ہوسکتا ہے۔ (روح المعانی ج:۱۰ ص:۷۶)

لیکن کسی کافر کا مسجد کا بانی، متولی یا خادم ہونا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد ۹ھ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد کے ایک جانب ٹھہرایا اور مسجد نبوی ہی میں انہوں نے اپنی نماز بھی ادا کی۔

حافظ ابن قیمؒ (متوفی ۷۵۱ھ) اس واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فصل فی فقه هذه القصة ففيها جواز دخول أهل الكتاب مساجد المسلمين، وفيها تمكين أهل الكتاب من صلاتهم بحضرة المسلمين وفي مساجدهم أيضًا إذا كان ذلك عارضًا ولا يمكنوا من اعتياد ذلك." (زاد المعاد ج:۳ ص:۴۰ مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ)

ترجمہ:... "فصل اس قصے کے فقہ کے بیان میں، پس اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب کا مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل ہونا جائز ہے، اور یہ کہ ان کو مسلمانوں کی موجودگی میں اپنی عبادت کا موقع دیا جائے گا اور مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی، جبکہ یہ ایک عارضی صورت ہو، لیکن ان کو اس بات کا موقع نہیں دیا جائے گا کہ وہ اس کو اپنی مستقل عادت ہی بنالیں۔"

اور قاضی ابوبکر ابن العربیؒ (متوفی ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

"دخول ثمامة في المسجد في الحديث الصحيح، ودخول أبي سفيان فيه على الحديث الآخر كان قبل أن ينزل "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا"

فمنع الله المشركين من دخول المسجد الحرام نصًّا ومنع من دخول سائر المساجد تعليلا بالنجاسة بوجوب صيانة المسجد عن كل نجس وهذا كله ظاهر لا خفاء فيه۔" (احکام القرآن ج:۲ ص:۱۰۹)

ترجمہ:... "ثمامہ کا مسجد میں داخل ہونا اور دوسری حدیث کے مطابق ابوسفیان کا اس میں داخل ہونا، اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ: "اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں پس اس سال کے بعد وہ مسجدِ حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔" پس اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے صاف صاف منع کردیا اور دیگر مساجد سے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ ناپاک ہیں، اور چونکہ مسجد کو ہر نجاست سے پاک رکھنا ضروری ہے، اس لئے کافروں کے ناپاک وجود سے بھی اس کو پاک رکھا جائے گا، اور یہ سب کچھ ظاہر ہے، جس میں ذرا بھی خفا نہیں۔"

منافقوں کو مسجدوں سے نکال دیا جائے:

جو شخص مرزائیوں کی طرح عقیدۂ کفر رکھنے کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو وہ اسلام کی اصطلاح میں منافق ہے، اور منافقین کے بارے میں یہ حکم ہے کہ انہیں مسجدوں سے نکال دیا جائے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے فلاں! اٹھ، یہاں سے نکل جا کیونکہ تو منافق ہے، او فلاں! تو بھی اٹھ، نکل جا، تو منافق ہے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کا نام لے کر ۳۶ آدمیوں کو مسجد سے نکال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آنے میں ذرا دیر ہوگئی تھی،

چنانچہ وہ اسی وقت آئے جب یہ منافق مسجد سے نکل رہے تھے، تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید جمعہ کی نماز ہوچکی ہے، اور لوگ نماز سے فارغ ہوکر واپس جارہے ہیں۔ لیکن جب اندر گئے تو معلوم ہوا کہ ابھی نماز نہیں ہوئی، مسلمان ابھی بیٹھے ہیں۔ ایک شخص نے بڑی مسرت سے حضرت عمرؓ سے کہا: اے عمر! مبارک ہو، خدا تعالیٰ نے آج منافقوں کو ذلیل و رسوا کردیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر چلے جانے کو کہا اور انہیں مسجد سے نکال دیا۔"

(تفسیر روح المعانی ج:۱۱ ص:۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو غیرمسلم فرقے منافقانہ طور پر اسلام کا دعویٰ کرتے ہوں ان کو مسجدوں سے نکال دینا بھی سنتِ نبوی ہے۔

منافقوں کی مسجد، مسجد نہیں:

فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم مرتد کا ہے، اس لئے نہ تو انہیں مسجد بنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے، اور نہ ان کی تعمیر کردہ مسجد کو مسجد کا حکم دیا جاسکتا ہے، امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

"ولو بنوا مسجدًا لم یصر مسجدًا لفی تنویر الأبصار من وصایا الذمی وغیرہ، وصاحب الھوی إذا کان لا یکفر فھو بمنزلۃ المسلم فی الوصیۃ وإن کان یکفر فھو بمنزلۃ المرتد۔" (إکفار الملحدین طبع جدید ص:۲۸)

ترجمہ: "ایسے لوگ اگر مسجد بنائیں تو وہ مسجد نہیں ہوگی، چنانچہ "تنویر الابصار" کے وصایا ذمی وغیرہ میں ہے کہ گمراہ فرقوں کی گمراہی اگر حدِ کفر کو پہنچی ہوئی نہ ہو تب تو وصیت میں ان کا حکم مسلمان جیسا ہے اور اگر حدِ کفر کو پہنچی ہوئی ہو تو بحکم مرتد کے ہیں۔"

"لا بد مع الشهادتین فی العیسوی من ان یتبرأ من دینه." (رد المحتار ج:۱ ص:۳۵۳)

ترجمہ:... "عیسوی فرقے کے مسلمان ہونے کے لئے اقرارِ شہادتین کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مذہب سے براءت کا اعلان کرے۔"

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی فرقہ اس وقت تک مسلمان تصور نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ اہلِ اسلام کے عقائد کے صحیح اور اپنے عقائد کے باطل ہونے کا اعلان نہ کرے، اور اگر وہ اپنے عقائدِ کفر کو صحیح سمجھتا ہے اور مسلمانوں کے عقائد کو غلط تصور کرتا ہے، تو اس کی حیثیت مرتد کی ہے، اور اسے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی حیثیت سے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

کسی غیرمسلم کو مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانا:

اب ایک سوال اور باقی رہ جاتا ہے کہ کیا کوئی غیرمسلم اپنی عبادت گاہ (مسجد کے نام سے نہ سہی لیکن) وضع و شکل میں مسجد کے مشابہ بناسکتا ہے؟ کیا اسے یہ اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں قبلہ رُخ محراب بنائے، مینار بنائے، اس میں منبر رکھے اور وہاں اسلام کے معروف طریقے پر اذان دے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام اُمور جو عرفاً و شرعاً مسلمانوں کی مسجد کے لئے مخصوص ہیں، کسی غیرمسلم کو ان کے اپنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اس لئے کہ اگر کسی غیرمسلم کی عبادت گاہ مسجد کی وضع و شکل پر تعمیر کی گئی ہو جس میں قبلہ رُخ محراب بھی ہو، مینار و منبر بھی ہو، وہاں اسلامی اذان اور خطبہ بھی ہوتا ہو تو اس سے مسلمانوں کو دھوکا اور التباس ہوگا، ہر دیکھنے والا اس کو "مسجد" ہی تصور کرے گا، جبکہ اسلام کی نظر میں غیرمسلم کی عبادت گاہ مسجد نہیں بلکہ مجمع شیاطین ہے۔

(شامی ج:۱ ص:۳۸۰ مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسۃ، البحرالرائق ج:۵ ص:۲۱۴)

علامہ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے سوال کیا گیا کہ آیا کفار کی عبادت گاہوں کو بیت اللہ کہنا صحیح ہے؟ جواب میں فرمایا:

"لیست بیوت اللہ، وإنما بیوت اللہ المساجد، بل ھی بیوت یکفر فیھا باللہ، وإن کان قد یذکر فیھا، فالبیوت بمنزلة أھلھا، وأھلھا کفار، فھی بیوت عبادة الکفار."

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج: ۲۲ ص: ۱۶۲)

ترجمہ: "یہ بیت اللہ نہیں، بیت اللہ تو مساجد ہیں، بلکہ یہ تو وہ مقامات ہیں جہاں کفر ہوتا ہے، اگرچہ ان میں ذکر بھی ہوتا ہو، پس مکانات کا وہی حکم ہے جو ان کے بانیوں کا ہے، ان کے بانی کافر ہیں، لہٰذا یہ کافروں کی عبادت گاہیں ہیں۔"

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) "مسجد ضرار" کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

"ھم ناس من أھل النفاق ابتنوا مسجدًا بقبا لیضاھوا بہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم."

(تفسیر ابن جریر ج: ۱۱ ص: ۱۷)

ترجمہ: "اہل نفاق میں سے چند لوگوں نے یہ حرکت کی کہ قبا میں ایک مسجد بنائی، جس سے مقصود یہ تھا کہ وہ اس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے مشابہت کریں۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے منافقانہ طور پر "مسجد ضرار" بنائی تھی، ان کا مقصد یہی تھا کہ اپنی نام نہاد "مسجد" کو اسلامی مساجد کے مشابہ بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیں، لہٰذا غیر مسلموں کی جو عبادت گاہ مسجد کی وضع و شکل پر ہوگی وہ "مسجد ضرار" ہے اور اس کا منہدم کرنا لازم ہے۔ علاوہ ازیں فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہریوں کا لباس اور ان کی وضع قطع مسلمانوں سے ممتاز ہونی چاہئے (یہ مسئلہ فقہ

مسائل کی ہر کتاب میں باب ذکام اہل الذمہ کے عنوان کے تحت موجود ہے۔

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام کے عیسائیوں سے جو عہد نامہ لکھوایا تھا، اس کا پورا متن کنز العمال جلد چہارم صفحہ ۳۱۹ حدیث نمبر ۲۳۰۰ کے تحت درج ہے، اس کا ایک فقرہ یہاں نقل کرتا ہوں:

"ولا نتشبه بهم في شيء من لباسهم في قلنسوة ولا عمامة ولا نعلين ولا فرق شعر، ولا نتكلم بكلامهم ولا نكتني بكناهم ..."

ترجمہ: "اور ہم مسلمانوں کے لباس اور ان کی وضع قطع میں ان کی مشابہت نہیں کریں گے، نہ ٹوپی میں، نہ دستار میں، نہ جوتے میں، نہ سر کی مانگ نکالنے میں، اور ہم مسلمانوں کے کلام اور اصطلاحات میں بات نہیں کریں گے اور نہ ان کی کنیت بنائیں گے۔"

اندازہ فرمایئے! جب لباس، وضع قطع، ٹوپی، دستار، پاؤں کے جوتے اور سر کی مانگ تک میں کافروں کی مسلمانوں سے مشابہت گوارا نہیں کی گئی تو اسلام یہ کس طرح برداشت کرسکتا ہے کہ غیرمسلم کافر اپنی عبادت گاہیں مسلمانوں کی مسجد کی شکل و وضع پر بنانے لگیں...؟

مسجد کا قبلہ رخ ہونا اسلام کا شعار ہے:

اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ مسجد اسلام کا بلند ترین شعار ہے، "مسجد" کے اوصاف و خصوصیات پر الگ الگ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے ایک ایک چیز مستقل طور پر بھی شعار اسلام ہے، مثلاً استقبالِ قبلہ کو لیجئے! مذاہب عالم میں یہ خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کی اہم ترین عبادت "نماز" میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبالِ قبلہ کو اسلام کا خصوصی شعار قرار

دیتے ہوئے اس شخص کے جو ہمارے قبلے کی جانب رخ کرکے نماز پڑھتا ہو مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا ہے:

"من صلّٰی صلاتنا واستقبل قبلتنا وأکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله، فلا تخفروا الله فی ذمته!" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۶)

ترجمہ:... "جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہو، ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہو، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو، پس یہ شخص مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کا اور اس کے رسول کا عہد ہے، پس اللہ کے عہد کو مت توڑو!"

ظاہر ہے کہ اس حدیث کا یہ منشا نہیں کہ ایک شخص خواہ خدا اور رسول کا منکر ہو، قرآن کریم کے قطعی ارشادات کو جھٹلاتا اور مسلمانوں سے الگ عقائد رکھتا ہو، تب بھی وہ ان تین کاموں کی وجہ سے مسلمان ہی شمار ہوگا، نہیں! بلکہ حدیث کا منشا یہ ہے کہ نماز، استقبالِ قبلہ اور ذبیحے کا معروف طریقہ صرف مسلمانوں کا شعار ہے، جو اس وقت کے مذاہبِ عالم سے ممتاز رکھا گیا تھا۔ پس کسی غیرمسلم کو یہ حق حاصل نہیں کہ عقائدِ کفر رکھنے کے باوجود ہمارے اس شعار کو اپنائے۔ چنانچہ حافظ بدرالدین عینیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"واستقبال قبلتنا مخصوص بنا."

(عمدۃ القاری ج:۴ ص:۲۹۴)

ترجمہ:... "اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرنا ہمارے ساتھ مخصوص ہے۔"

اور حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"وحکمة الاقتصار علٰی ما ذکر من الأفعال أن من یقر بالتوحید من أهل الکتاب وإن صلّوا واستقبلوا وذبحوا لٰکنهم لا یصلّون مثل صلاتنا ولا یستقبلون

قبلتنا ومنهم من يذبح بغير الله ومنهم من لا يأكل ذبيحتنا والاطلاع على حال المرء في صلاته وأكله يمكن بسرعة في أول يوم بخلاف غير ذلك من أمور الدين۔" (فتح الباری ج:۱ ص:۴۹۶)

ترجمہ:... "اور مذکورہ بالا افعال پر کفایت کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ توحید کے قائل ہوں، وہ اگرچہ نماز بھی پڑھتے ہوں، قبلے کا استقبال کرتے ہوں اور ذبح بھی کرتے ہوں، لیکن وہ نہ تو ہماری جیسی نماز پڑھتے ہیں، نہ ہمارے قبلے کا استقبال کرتے ہیں، اور ان میں سے بعض غیراللہ کے لئے ذبح کرتے ہیں، بعض ہمارا ذبیحہ نہیں کھاتے۔ اور آدمی کی حالت نماز پڑھنے اور کھانا کھانے سے فوراً پہلے دن پہچانی جاتی ہے، دین کے دوسرے کاموں میں اتنی جلدی اطلاع نہیں ہوتی۔ اس لئے مسلمانوں کی تین علامتیں ذکر فرمائیں۔"

اور شیخ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"إنما ذكره مع اندراجه في الصلاة لأن القبلة أعرف، لأن كل أحد يعرف قبلته وإن لم يعرف صلاته، ولأن في صلاتنا ما يوجد في صلاة غيرنا، واستقبال قبلتنا مخصوص بنا۔" (مرقاۃ المفاتیح ج:۱ ص:۷۴)

ترجمہ:... "نماز میں استقبال قبلہ خود آجاتا ہے، مگر اس کو الگ ذکر فرمایا، کیونکہ قبلہ اسلام کی سب سے معروف علامت ہے، کیونکہ ہر شخص اپنے قبلے کو جانتا ہے، خواہ نماز کو نہ جانتا ہو، اور اس لئے بھی کہ ہماری نماز کی بعض چیزیں دوسرے مذاہب کی نماز میں بھی پائی جاتی ہیں، مگر ہمارے قبلے کی جانب متوجہ ہونا صرف ہماری

خصوصیت ہے۔"

ان تصریحات سے واضح ہوا کہ "استقبالِ قبلہ" اسلام کا اہم ترین شعار اور مسلمانوں کی معروف ترین علامت ہے، اسی بنا پر اہلِ اسلام کا لقب "اہلِ قبلہ" قرار دیا گیا ہے، پس جو شخص اسلام کے قطعی متواتر اور مسلّمہ عقائد کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہو، وہ "اہلِ قبلہ" میں داخل نہیں، نہ اسے استقبالِ قبلہ کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

محراب اسلام کا شعار ہے:

مسجد کے مسجد ہونے کے لئے کوئی مخصوص شکل وضع لازم نہیں کی گئی، لیکن مسلمانوں کے عرف میں چند چیزیں مسجد کی مخصوص علامت کی حیثیت میں معروف ہیں۔ ایک ان میں سے مسجد کی محراب ہے، جو قبلے کا رُخ متعین کرنے کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ حافظ بدرالدین عینیؒ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں:

"ذکر أبو البقاء: أنّ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام وضع محراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسامتۃ الکعبۃ وقیل: کان ذلک بالمعاینۃ بأن کشف الحال وأزیلت الحوائل فرأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکعبۃ فوضع قبلۃ مسجدہ علیہا۔"

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج:۴ ص:۱۲۶)

ترجمہ:... "اور ابوالبقاء نے ذکر کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کعبہ کی سیدھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محراب بنائی اور کہا گیا ہے کہ یہ معاینہ کے ذریعے ہوا، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے پردے ہٹادیے گئے اور حالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوگئی، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو دیکھ کر اپنی مسجد کا قبلہ رُخ متعین کیا۔"

نما "مسجد نما" عبادت گاہ عیاری اور مکاری کا بدترین اڈا ہے، جس کا انہدام مسلمانوں پر لازم ہے۔ فقہائے اُمت نے لکھا ہے کہ اگر کوئی غیرمسلم بے وقت اذان دیتا ہے تو یہ اذان سے مذاق ہے:

"إن الکافر لو أذن فی غیر الوقت لا یصیر به مسلمًا لأنه یکون مستهزئًا۔"

(شامی ج:۱ ص:۳۵۳ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:... "کافر اگر بے وقت اذان کہے تو وہ اس سے مسلمان نہیں ہوگا، کیونکہ وہ دراصل مذاق اُڑاتا ہے۔"

ٹھیک اسی طرح کسی غیرمسلم گروہ کا اپنے عقائدِ کفر کے باوجود اسلامی شعائر کی نقالی کرنا اور اپنی عبادت گاہ مسجد کی شکل میں بنانا، دراصل مسلمانوں کے اسلامی شعائر سے مذاق ہے اور یہ مذاق مسلمان برداشت نہیں کرسکتے۔

اذان:

مسجد میں اذان نماز کی دعوت کے لئے دی جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مشورہ ہوا کہ نماز کی اطلاع کے لئے کوئی صورت تجویز ہونی چاہئے۔ بعض حضرات نے گھنٹی بجانے کی تجویز پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ کہہ کر رَدّ فرمادیا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے۔ دُوسری تجویز پیش کی گئی کہ بوق (باجا) بجادیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی قبول نہیں فرمایا کہ یہ یہود کا وطیرہ ہے۔ تیسری تجویز آگ جلانے کی پیش کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ یہ مجلس اس فیصلے پر برخاست ہوگئی کہ ایک شخص نماز کے وقت اعلان کردیا کرے کہ نماز تیار ہے۔ بعد ازاں بعض حضراتِ صحابہؓ کو خواب میں اذان کا طریقہ سکھایا گیا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، اور اس وقت سے مسلمانوں میں یہ اذان رائج ہوئی۔　　(فتح الباری ج:۲ ص:۷۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس واقعے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وفي هذه القصة دليل واضح على أن الأحكام إنما شرعت لأجل المصالح وأن للاجتهاد فيها مدخلا، وأن التيسير أصل أصيل، وأن مخالفة أقوام تمادوا في ضلالتهم فيما يكون من شعائر الدين مطلوب وأن غير النبي صلى الله عليه وسلم قد يطلع بالمنام والنفث في الروع على مراد الحق لكن لا يكلف الناس به ولا تنقطع الشبهة حتى يقرره النبي صلى الله عليه وسلم واقتضت الحكمة الإلهية أن لا يكون الأذان صرف إعلام وتنبيه، بل يضم مع ذلك أن يكون من شعائر الدين بحيث يكون النداء به على رؤس الخامل والنبيه تنويها بالدين ويكون قبوله من القوم آية انقيادهم لدين الله."
(حجۃ اللہ البالغہ ج:۱ ص:[illegible] مترجم)

ترجمہ:... "اس واقعے میں چند مسائل کی واضح دلیل ہے۔ اوّل: یہ کہ احکامِ شرعیہ خاص مصلحتوں کی بنا پر مقرر ہوئے ہیں۔ دوم: یہ کہ اجتہاد کا بھی احکام میں دخل ہے۔ سوم: یہ کہ احکامِ شرعیہ میں آسانی کو ملحوظ رکھنا بہت بڑا اصل ہے۔ چہارم: یہ کہ شعائرِ دینیہ میں ان لوگوں کی مخالفت جو اپنی گمراہی میں بہت آگے نکل گئے ہوں، شرع کو مطلوب ہے۔ پنجم: یہ کہ غیرنبی کو بھی بذریعہ خواب یا القاء فی القلب کے مرادِ الٰہی سے آگاہی ہوسکتی ہے، مگر وہ لوگوں کو اس کا مکلف نہیں بناسکتا۔ اور نہ اس سے شبہ دور ہوسکتا ہے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہ فرمائیں۔ اور حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہوا کہ اذان صرف اطلاع اور تنبیہ ہی نہ ہو بلکہ اس کے

سرے سے اذان شروع کرے، تاہم اگر دوسرے شخص نے باقی ماندہ اذان کو پورا کردیا تب بھی جائز ہے۔"

مسجد کے مینار:

مسجد کی ایک خاص علامت، جو سب سے نمایاں ہے، اس کے مینار ہیں۔ میناروں کی ابتدا بھی صحابہؓ وتابعینؒ کے زمانے سے ہوئی۔ مسجد نبوی میں سب سے پہلے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مینار بنوائے (وفاء الوفاء ص:۵۲۵)۔ حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، وہ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں مصر کے گورنر تھے، انہوں نے مصر کی مساجد میں مینار بنانے کا حکم فرمایا (الاصابہ ج:۳ ص:۴۱۸)۔ اس وقت سے آج تک کسی نہ کسی شکل میں مسجد کے لئے مینار ضروری سمجھے جاتے ہیں، مسجد کے مینار دو فائدوں کے لئے بنائے گئے، اول یہ کہ بلند جگہ نماز کی اذان دی جائے، چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے:

"الأذان فوق المنارة"

حافظ جمال الدین زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

"من السنة: الأذان في المنارة، والإقامة في المسجد۔" (ج:۲ ص:۲۹۳)

ترجمہ:... "سنت یہ ہے کہ اذان مینار میں ہو اور اقامت مسجد میں۔"

مینار مسجد کا دوسرا فائدہ یہ تھا کہ مینار دیکھ کر ہر ناواقف آدمی کو مسجد کے مسجد ہونے کا علم ہوسکے۔ گویا مسجد کی معروف ترین علامت یہ ہے کہ اس میں قبلہ رخ محراب ہو، منبر ہو، مینار ہو، وہاں اذان ہوتی ہو، اس لئے کسی غیرمسلم کی عبادت گاہ میں ان چیزوں کا پایا جانا اسلامی شعائر کی توہین ہے، اور جب قادیانیوں کو آئینی طور پر غیرمسلم تسلیم کیا جاچکا ہے تو

انہیں مسجد یا مسجد نما عبادت گاہ بنانے اور وہاں اذان و اقامت کہنے کی اجازت دینا قطعاً
جائز نہیں۔ ہمارے ارباب اقتدار اور عدلیہ کا فرض ہے کہ غیر مسلم قادیانیوں کو اسلامی شعائر
کے استعمال سے روکیں اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری قوت اور شدت سے اس
مطالبے کو منوائیں۔ حق تعالیٰ اس ملک کو منافقوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے!

تصدیق مولانا مفتی محمودؒ

صدر پاکستان قومی اتحاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

احقر نے رسالہ ہذا کا بالاستیعاب مطالعہ کیا، فاضل مؤلف نے پوری تحقیق سے
ثابت کر دیا کہ مسجد صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے، امت مسلمہ کا اس پر اجماع
ہے، کسی بھی کافر کو "مسجد" کے نام سے کوئی عمارت بنانا جائز نہیں۔ قرآن کریم کی آیات کی
تصریحات، اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منطوقات اس کے شاہد عدل ہیں۔
مسجد ضرار کی تعمیر اور پھر اسے گرانا اور جلانا ثابت کرتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے کافروں اور منافقوں کی اس تعمیر شدہ مسجد کو "مسجد" تسلیم نہ فرمایا، اگرچہ انہوں نے
اسلام کا جھوٹا دعویٰ کر کے اسے تعمیر کیا تھا ـــــ لہٰذا مرزائیوں کی بنائی ہوئی مسجد کو بھی مسجد
تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ اسلام کا ظاہری دعویٰ کرنے کے باوجود بھی وہ دستور
پاکستان کی دوسری ترمیم کی رو سے کافر ہیں، اور ان کی تعمیر کردہ مسجد، مسجد ضرار کے ساتھ
پوری مماثلت و مشابہت بلکہ یک گونہ نسبت رکھتی ہے، لہٰذا اس کا بھی شرعی حکم وہی ہوگا۔ واللہ اعلم!

تصدیق مفتیان خیر المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج اور یہود و نصاریٰ و سکھ وغیرہ کی طرح مسلمانوں سے ایک الگ فرقہ ہے۔ لہٰذا جس طرح دیگر مذاہب نے اپنی دینی عبادت گاہوں کا نام الگ رکھا ہے، اسی طرح خود مرزائیوں کا فرض تھا کہ وہ اپنی عبادت گاہ مسلمانوں سے الگ کر لیتے۔ تاکہ جھگڑا فساد نہ ہوتا اور رواداری قائم رہتی۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ تمام اسلامی اصطلاحات کو بے تکلف اپنا کر کے مسلمانوں سے پرفریب کھیل کھیلا۔ مرزائیوں کا یہ رویہ مسلمانوں کے لئے جس درجہ اشتعال انگیز ہے، وہ ظاہر ہے۔ اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ اسلامی شعائر کا تحفظ کرے اور قانون کے ذریعے غیرمسلموں کو اسلام کو کھلونا بنانے سے باز رکھے۔

ہم نے رسالہ ”مرزائی اور تعمیر مسجد“ کا مطالعہ کیا ہے، جس میں قرآن کریم اور حدیث کے نصوص و دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسجد کے نام سے کسی غیرمسلم کا عبادت خانہ قائم کرنا اسلام سے بدترین مذاق ہے۔ مسجد صرف مسلمانوں کا حق ہے۔

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

عبدالستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

تصدیق مرزا یوسف حسین مبلغ اسلام

سربراہ مجلس عمل علمائے شیعہ پاکستان، لاہور

باسمہ سبحانہ، مسجد لغت میں سجدہ کی جگہ کو کہتے ہیں، اور اصطلاح میں اس جگہ کا نام ہے جو مسلمانوں کی نماز کے لئے وقف کر دی جائے اور اس کی محراب قبلے کی جانب ہو۔ دنیا کے مختلف مذاہب اپنے اپنے طریقے سے عبادت کرنے کے لئے عبادت گاہیں بناتے

دیتے ہیں مگر ان کے نام بھی مختلف ہیں، کسی غیرمسلم عبادت گاہ کا نام مسجد نہیں ہے، سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مقام قبا میں اور اس کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد تعمیر فرمائی، اس کی پیروی میں اس وقت سے اب تک مسلمان ہر خطے میں معبودِ حقیقی کی عبادت کے لئے مساجد تعمیر کرتے رہے ہیں، روزِ اول سے آج تک حسبِ ارشادِ رسولِ مقبول اس کا نام مسجد ہے۔

متعدد آیاتِ قرآن و احادیثِ رسول شاہد ہیں کہ مسلمانوں کے سوا کسی غیرمسلم کو مسجد کے نام سے عبادت گاہ تعمیر کرنے کا حق نہیں ہے، اور نہ اسے کسی مسجد میں داخل ہونے کا حق ہے، اس لئے کہ مسجد پاک جگہ ہے، اور خدائے قدوس کی عبادت کے لئے تعمیر کی جاتی ہے، اسے طہارت کے ساتھ تعمیر کرنا اور اس کی پاکیزگی کی حفاظت کرنا مسلمانوں پر فرض ہے، اس لئے غیرمسلم جو نجس ہیں اس میں داخل نہیں ہوسکتے، اور جو شخص یا گروہ اصولِ دین یا ضروریاتِ دین کا منکر ہو، وہ کافر اور ناپاک ہے، اور چونکہ فرقۂ مرزائی ضروریاتِ دین خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر ہے، اور ان کا کفر متفق علیہ اور مسلّم ہے، اس لئے انہیں حق نہیں ہے کہ اسلام کی مخصوص عبادت گاہ یعنی مسجد کے نام پر اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھیں، یا اس وضع کی عبادت گاہ بنائیں جس وضع کی مسلمان مساجد تعمیر کرتے ہیں۔ صدرِ اسلام میں منافقین نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسجدِ نبوی کے مقابلے میں ایک مسجد تعمیر کی تھی، قرآن مجید میں اسے مسجدِ ضرار فرمایا گیا، اور حسبِ حکمِ خداوندی رسولِ اسلام نے اسے منہدم کرادیا تاکہ مسجد کا تقدس محفوظ رہے اور منافقین کو اس کے ذریعے تفریق بین المسلمین کا موقع مل سکے اور نہ مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کا اڈّا قائم رہ سکے، اور نہ وہ اپنے پوشیدہ کفر کی نشر و اشاعت کرسکیں۔ یہی خطرات ہر اس عبادت گاہ میں ہیں جسے غیرمسلم تعمیر کرکے اس کا نام مسجد رکھ لیں، اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کریں۔ اِنَّ اللهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

مرزا ابو یوسف حسین قمی مد

قادیانی ذبیحہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ:

۱- کیا قادیانی کا ذبیحہ جائز ہے یا ناجائز؟

۲- کیا اس مسئلے میں قادیانی یا اس کی اولاد کے ذبیحے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے کفایۃ المفتی میں قادیانیوں کی اولاد کو اہلِ کتاب قرار دے کر ان کے ذبیحے کو حلال قرار دیا ہے، لیکن اس سے تسلی نہیں ہوتی، کیونکہ اہلِ کتاب حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں، جن پر ہم بھی ایمان لاتے ہیں، تورات اور انجیل کو بھی مانتے ہیں، جبکہ قادیانی مرزا کو نبی مانتے ہیں اور براہینِ احمدیہ اور دیگر خود ساختہ الہامات پر بھی یقین رکھتے ہیں، کیا یہ قیاس مع الفارق نہیں؟

یہاں پر ایک مولوی صاحب نے، جو کہ امام مسجد بھی ہیں، قادیانیوں کے ذبیحے کے حلال ہونے کا مطلق فتویٰ دیا ہے، اور وجہ یہ بتائی ہے کہ ذبیحے کا تعلق عقیدۂ رسالت سے نہیں، عقیدۂ توحید سے ہے، اور چونکہ قادیانی لوگ خدا پر یقین رکھتے ہیں اس لئے ان کا ذبیحہ جائز ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

اگر ان کا ذبیحہ جائز ہے تو پھر ان کے ساتھ رشتہ ناتا بھی صحیح ہوگا، اور دیگر کئی مسائل متفرع ہوں گے اور اس سے قادیانیوں کو ایک قانونی دلیل بھی مل جائے گی کہ وہ بھی اسلامی معاشرے میں مدغم ہو سکتے ہیں۔ مہربانی فرماکر تفصیل سے جواب دیں، آپ کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

المستفتی
محمد ادریس
امام مرکز ثقافت اسلامیہ، کوپن ہیگن، ڈنمارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

آپ کے دونوں سوالوں کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں، بلکہ مردار ہے۔ خواہ اس نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی مذہب اختیار کیا ہو یا قادیانی والدین کے یہاں پیدا ہوا ہو۔

مگر چونکہ اس مسئلے میں عوام ہی نہیں، بلکہ بہت سے اہل علم کو بھی اشتباہ ہوجاتا ہے (جیسا کہ سوال میں دیئے گئے دو فتووں سے ظاہر ہے)، اس لئے مناسب ہوگا کہ اس مسئلے پر کسی قدر تفصیل سے لکھا جائے، تاکہ قادیانیوں کی حیثیت پوری طرح کھل کر سامنے آجائے، اور کسی صاحب فہم کو اس میں اشتباہ کی گنجائش نہ رہے۔

مرتد کے احکام:

جو شخص پہلے مسلمان تھا، بعد میں اس نے ...نعوذ باللہ... قادیانی مذہب اختیار کرلیا وہ بغیر کسی شک وشبہ کے مرتد ہے، اور اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے، مرتد کے ضروری احکام حسب ذیل ہیں:

۱:... مرتد واجب القتل ہے:

مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے گی، اس عرصے میں اسے توبہ کرکے دوبارہ اسلام لانے کی دعوت دی جائے گی، اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے گی، اگر وہ تین دن کے اندر اپنے کفر وارتداد سے تائب ہوکر مسلمان ہوجاتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔

اس مسئلے پر کہ مرتد واجب القتل ہے، تمام فقہائے امت اور مذاہب اربعہ کا اجماع ہے، حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

فقہ حنفی:

ہدایہ میں ہے:

"واذا ارتد المسلم عن الاسلام —والعیاذ باللہ— عرض علیہ الاسلام فان کانت لہ شبہۃ کشفت عنہ ویحبس ثلاثۃ ایام فان اسلم والا قتل۔"

(ہدایہ اولین ج:۲ ص:۵۸۰)

ترجمہ: "اور جب کوئی مسلمان —نعوذ باللہ— اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے، اس کو کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے، اس کو تین دن قید رکھا جائے، اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔"

فقہ شافعی:

المجموع شرح المہذب میں ہے:

"اذا ارتد الرجل وجب قتلہ سواء کان حرًا او عبدًا ...... وقد انعقد الاجماع علی قتل المرتد۔"

(المجموع شرح المہذب ج:۱۹ ص:۲۲۸)

ترجمہ: "اور جب آدمی مرتد ہوجائے تو اس کا قتل واجب ہے، خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، اور قتل مرتد پر اجماع منعقد ہوچکا ہے۔"

فقہ حنبلی:

المغنی مع الشرح الکبیر میں ہے:

"واجمع اہل العلم علی وجوب قتل المرتد وروی ذلک عن ابی بکر وعمر وعثمان وعلی ومعاذ وابی موسٰی وابن عباس وخالد وغیرہم ولم ینکر

ذلک فکان اجماعاً۔'' (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱۰ ص:۷۴)

ترجمہ:... ''مرتد کے واجب القتل ہونے پر اہلِ علم کا اجماع ہے، یہ حکم حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاذ، ابی موسیٰ، ابن عباس، خالد اور دیگر حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے، اور اس کا کسی صحابی نے انکار نہیں کیا، اس لئے یہ اجماع ہے۔''

فقہ مالکی:

ابنِ رُشد مالکی "بدایۃ المجتہد" میں لکھتے ہیں:

"والمرتد إذا ظفر به قبل أن یحارب فاتفقوا علٰی أنه یقتل الرجل لقوله علیه الصلاة والسلام: من بدّل دینه فاقتلوه۔'' (بدایۃ المجتہد ج:۲ ص:۳۴۳)

ترجمہ:... ''اور مرتد جب لڑائی سے قبل پکڑا جائے تو تمام علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: جو شخص اپنا مذہب بدل کر مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دو۔''

۲:... زوجین میں سے ایک مرتد ہو جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اور ارتداد کی حالت میں مرتد کا نکاح کسی عورت سے صحیح نہیں، نہ کسی مسلمہ سے، نہ غیر مسلمہ سے، نہ مرتدہ سے۔ اور اگر وہ کسی عورت سے نکاح کرے گا تو اس کا نکاح کالعدم ہوگا اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد ولد الحرام ہوگی۔

۳:... مرتد کا ذبیحہ مردار ہے، عام اس سے کہ مرتد نے اہلِ کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو، یا کسی اور مذہب کی طرف۔ اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے لیکن جس شخص نے مرتد ہو کر اہلِ کتاب کا مذہب اختیار کر لیا ہو اس کا ذبیحہ حلال نہیں بلکہ مردار ہے۔

کیونکہ اس کا کوئی دین و مذہب نہیں، کیونکہ اس نے جو مذہب اختیار کیا ہے اس پر قائم نہیں رہنے دیا جائے گا۔“

”لا تحل ذبیحۃ غیر کتابی من وثنی ومجوسی ومرتد۔“ (الدر المختار مع رد المحتار ج:۶ ص:۲۹۸)

ترجمہ:… ”اور کتابی کے سوا کسی غیر مسلم کا ذبیحہ حلال نہیں، جیسے بت پرست، مجوسی اور مرتد۔“

فقہ شافعی:

”ذبیحۃ المرتد حرام عندنا وبہ قال أکثر العلماء منہم أبو حنیفۃ وأحمد وأبو یوسف وأبو ثور۔“

(المجموع شرح المہذب ج:۹ ص:۷۴)

ترجمہ:… ”مرتد کا ذبیحہ ہمارے نزدیک حرام ہے، اور اکثر علماء اسی کے قائل ہیں، جن میں امام ابوحنیفہ، امام احمد، امام ابویوسف اور ابوثور بھی شامل ہیں۔“

فقہ حنبلی:

”ذبیحۃ المرتد حرام وإن کانت ردتہ إلی دین أھل الکتاب، ھذا قول مالک والشافعی وأصحاب الرأی۔“ (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱۰ ص:۸۷)

ترجمہ:… ”اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے خواہ اس نے اہل کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو، یہی امام مالک، امام شافعی اور اصحاب الرائے (احناف) کا قول ہے۔“

”لا تحل ذبیحتہ ولا نکاح نسائھم وإن انتقلوا إلی دین أھل الکتاب۔“ (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۷ ص:۱۰۲)

ترجمہ:... "مرتد کا نہ ذبیحہ حلال ہے اور نہ اس کی عورتوں سے نکاح حلال ہے، خواہ انہوں نے اہل کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو۔"

"ولا یؤکل صید مرتد ولا ذبیحته وان تدین بدین اھل الکتاب." (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱۱ ص:۳۲)

ترجمہ:... "مرتد کا ذبیحہ اور اس کا شکار کیا ہوا گوشت نہ کھایا جائے، چاہے اس نے اہل کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو۔"

فقہ مالکی:

"واما المرتد فان الجمھور علی ان ذبیحته لا تؤکل." (بدایۃ المجتہد ج:۱ ص:۳۳۵)

ترجمہ:... "لیکن مرتد، پس جمہور اس پر ہیں کہ اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔"

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ مرتد کا ذبیحہ کسی حالت میں بھی حلال نہیں، خواہ اس نے کوئی سا مذہب بھی اختیار کیا ہو۔ اس لئے جن مولوی صاحب نے قادیانیوں کے ذبیحے کو جائز کہا ہے، ان کا یہ فتویٰ بالکل غلط اور قواعد شرعیہ کے خلاف ہے۔

مرتد کی اولاد کا حکم:

جس نے خود ارتداد اختیار کیا ہو، وہ اصلی مرتد ہے، اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ اسلام نہ لائے تو اسے قتل کردیا جائے گا۔

مرتد والدین کی نسلی اولاد والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد کہلاتی ہے، اس لئے ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کو بھی اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ حبس و ضرب کی سزا دی جائے گی۔

البتہ تیسری پشت میں مرتد کی اولاد پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوتے، بلکہ کافر اصلی کے احکام جاری ہوتے ہیں، چنانچہ درمختار میں ہے:

"زوجان ارتدا ولحقا فولدت المرتدة ولدا وولد له اى لذلك المولود ولد فظهر عليهم جميعا فالولدان فيء كأصلهما والولد الأول يجبر بالضرب -أى ويحبس نهر- على الإسلام وإن حبل به ثمة لتبعيته لأبويه لا الثاني لعدم تبعية الجد على الظاهر فحكمه كحربي۔" (شامی مع الدر المختار ج:۴ ص:۲۵۶)

ترجمہ: "میاں بیوی مرتد ہوکر دار الحرب چلے گئے، وہاں مرتد عورت نے بچہ جنا، اور آگے اس لڑکے کے لڑکا ہوا، پھر یہ سب جہاد میں مسلمانوں کے قابو میں آگئے تو مرتد جوڑے کی طرح ان کا بیٹا اور پوتا بھی مال غنیمت ہیں، ان کے بیٹے کو تو ضرب (وحبس) کے ذریعے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، خواہ وہ دار الحرب میں حاملہ ہوئی تھی، کیونکہ وہ اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے، مگر پوتے کو مجبور نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ظاہر روایت کے مطابق پوتا دادا کے تابع نہیں ہوتا، پس اس کا حکم عام حربی کافر کا حکم ہے۔"

مرتد کی اولاد کا ذبیحہ:

اور جب یہ معلوم ہوچکا کہ تیسری پشت میں جاکر مرتد کی اولاد کا حکم عام کافر حربی کا ہوجاتا ہے، تو دیکھنا یہ ہوگا کہ اس نے کون سا دین و مذہب اختیار کیا ہے؟ اور یہ کہ اس مذہب کے لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟

سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے صرف اہل کتاب کا ذبیحہ حلال قرار دیا گیا

ہے، اور بت پرستوں اور مجوسیوں کا ذبیحہ حلال نہیں، پس اگر مرتد نے اہل کتاب کا مذہب اختیار کرلیا تھا تو تیسری پشت میں جاکر اس کی اولاد کا حکم اہل کتاب کا ہوگا، اور ان کا ذبیحہ حلال ہوگا۔

اور اگر اس نے ہندوؤں، سکھوں یا مجوسیوں کا مذہب اختیار کرلیا تھا تو تیسری پشت میں اس کی اولاد بھی ہندو، سکھ یا مجوسی شمار ہوگی، اور اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

اور اگر اس نے ان مذاہب معروفہ میں سے کوئی مذہب بھی اختیار نہیں کیا، بلکہ یا تو لامذہب اور دہریہ بن گیا، یا اس نے کوئی نیا مذہب ایجاد کرلیا تو اس کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہوگا، پس یہ جو مشہور ہے کہ مرتد کی اولاد کا ذبیحہ جائز ہے، یہ مطلقاً صحیح نہیں، بلکہ اس میں مندرجہ بالا تفصیل کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قادیانیوں نے اہل کتاب کا مذہب اختیار نہیں کیا، بلکہ انہوں نے ایک نیا دین اختیار کیا ہے، لہٰذا ان کی اولاد کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں ہوگا۔ اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے فتویٰ میں قادیانی اور اس کی اولاد میں جو فرق کیا گیا ہے، وہ صحیح نہیں۔

کفرِ زندقہ:

مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ قادیانیوں کا ذبیحہ کسی حال میں حلال نہیں، خواہ انہوں نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو، یا وہ قادیانیوں کے گھر پیدا ہونے کی وجہ سے "پیدائشی قادیانی" ہوں، دونوں صورتوں میں ان کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔

اس مسئلے کے سمجھنے کے لئے ایک اور نکتے پر غور کرنا بھی ضروری ہے، اور یہ کہ قادیانیوں کے کفر و ارتداد کی نوعیت معلوم کی جائے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ کفر کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے ایک کا نام "کفرِ زندقہ" ہے، اور جو لوگ ایسے کفر کو اختیار کرتے ہیں انہیں "زندیق" کہا جاتا ہے، اور فقہی اصطلاح

یعنی "زندیق" ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو، مگر درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو، اور اپنے کفر کو اسلام کے پردے میں چھپانے کی کوشش کرتا ہو۔

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ شرح مقاصد میں کافروں کی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہارہ شعائر الاسلام یبطن عقائد ہی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق۔" (ج:۲ ص:۲۶۸)

ترجمہ: "اور اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل ہونے اور اسلامی شعائر کا اظہار کرنے کے باوجود ایسے عقائد کو چھپاتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں، تو ایسے شخص کا نام "زندیق" ہے۔"

اسلام کے پردے میں کفر کو چھپانے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ کسی کو ان عقائد کی ہوا ہی نہ لگنے دے، عام لوگ یہ سمجھیں کہ یہ مسلمان ہے اور مسلمانوں ہی کے عقائد رکھتا ہے، حالانکہ وہ درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہے (جن کا اظہار کبھی بے ساختہ ہوجاتا ہے) جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقین کا حال تھا، عہدِ نبوی کے بعد ایسے منافق بھی (جن کے نفاق کا علم کسی ذریعے سے ہوجائے) "زندیق" شمار کئے جائیں گے۔

حافظ ابن قدامہ المقدسی الحنبلی "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"والزندیق الذی یظہر الاسلام ویستسر الکفر وہو الذی کان یسمی منافقاً فی عصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویسمی الیوم زندیقاً۔"

(المغنی ج:۷ ص:۱۷۱، الشرح الکبیر ج:۷ ص:۱۲۷)

ترجمہ: "اور "زندیق" وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار

کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو ایسے شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں "منافق" کہا جاتا تھا، اور آج اس کا نام "زندیق" رکھا جاتا ہے۔"

المجموع شرح المہذب میں ہے:

"والزندیق هو الذی یظهر الاسلام ویبطن الکفر فمتی قامت بینة انه تکلم بما یکفر به فانه یستتاب وان تاب والا قتل۔"

(المجموع شرح المہذب ج:۱۹ ص:۲۳۲)

ترجمہ:... "اور "زندیق" وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس جب شہادت قائم ہوجائے کہ اس نے کلمۂ کفر بکا ہے تو اس سے توبہ لی جائے گی، اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا۔"

حافظ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

"واختلف فی تفسیره، فقیل هو المبطن للکفر المظهر للاسلام کالمنافق۔" (عمدة القاری ج:۲۴ ص:۸۰)

ترجمہ:... "زندیق کی تفسیر میں اختلاف ہوا ہے، پس ایک قول یہ ہے کہ زندیق وہ شخص ہے جو منافق کی طرح کفر کو چھپاتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو۔"

حافظ ابن حجر "فتح الباری" میں لکھتے ہیں کہ زندیق دراصل ان لوگوں کو کہا جاتا تھا جو دیصان، مانی اور مزدک کے پیروکار تھے:

"واظهر جماعة منهم الاسلام خشیة القتل ومن ثم اطلق الاسم علی کل من اسر الکفر واظهر الاسلام حتی قال مالک الزندقة ما کان علیه المنافقون

وكذا أطلق جماعة من الفقهاء الشافعية وغيرهم أن الزنديق هو الذي يظهر الإسلام ويخفي الكفر فإن أرادوا اشتراكهم في الحكم فهو كذلك وإلا فأصلهم ما ذكرت.“ (فتح الباری ج:۱۲ ص:۲۷۰)

ترجمہ: ”اور ان میں سے ایک جماعت نے قتل کے خوف سے اسلام کا اظہار کیا تھا، اسی بنا پر ”زندیق“ کا لفظ ہر اس شخص پر بولا جاتا ہے جو کفر کو چھپاتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو۔ یہاں تک کہ امام مالکؒ نے فرمایا کہ زندقیت وہی ہے جس پر منافق تھے۔ اسی طرح فقہائے شافعیہ اور دیگر حضرات نے ”زندیق“ کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال کیا ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، سو اگر ان کی مراد یہ ہے کہ ان سب لوگوں کا حکم بھی زندیق کا سا ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ زندیقوں کی اصل میں ذکر کرچکا ہوں۔“

کفر کو چھپانے کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنے کفریہ عقائد کا تو برملا اظہار کرتا ہے اور لوگوں کو ان کی دعوت بھی دیتا ہے، لیکن اپنے کفریہ عقائد پر اسلام کا ملمع چڑھاتا ہے، کتاب وسنت کی غلط تاویل کے ذریعہ اپنے عقائد فاسدہ کو برحق ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور لوگوں کے سامنے ایسی ملمع سازی کرتا ہے کہ ناواقف لوگ ان عقائد باطلہ ہی کو اسلام سمجھنے لگیں۔

درمختار میں ہے کہ: ”جو زندیق کہ معروف اور داعی ہو، اگر وہ پکڑا جائے تو اس کی توبہ قبول نہیں۔“ اس کے ذیل میں علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

”قوله المعروف أي: بالزندقة الداعي أي الذي يدعو الناس إلى زندقته، فإن قلت: كيف يكون معروفا داعيا إلى الضلال، وقد اعتبر في مفهومه

الشرعی أن یبطن الکفر۔ قلت: لا بعد فیہ، فان الزندیق یموہ کفرہ، ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویخرجھا فی الصورۃ الصحیحۃ، وھذا معنی إبطان الکفر۔"

(شامی ج:۳ ص:۲۴۲)

ترجمہ:... "معروف سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے زندقہ میں معروف ہو، اور داعی کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے زندقہ کی دعوت دیتا ہو۔

اگر تم کہو کہ زندیق معروف اور داعی اہل الضلال کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ زندیق کے مفہوم شرعی میں یہ بات ملحوظ ہے کہ کفر کو چھپاتا ہو۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی بُعد نہیں، کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدۂ باطلہ کو رواج دینا چاہتا ہے، اور وہ اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے، اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے۔"

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مسوّیٰ شرح عربی موطا میں منافق اور زندیق کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بیان ذلک أن المخالف للدین الحق إن لم یعترف بہ ولم یذعن لہ لا ظاھرًا ولا باطنًا فھو کافر، وإن اعترف بلسانہ وقلبہ علی الکفر فھو المنافق، وإن اعترف بہ ظاھرًا، لکنہ یفسر بعض ما ثبت من الدین ضرورۃ بخلاف ما فسرہ الصحابۃ والتابعون واجتمعت علیہ الأمّۃ فھو الزندیق۔"

ترجمہ:... "شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دینِ حق کا

مخالف ہے، اگر وہ دین اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو اور نہ دین اسلام کو مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر، تو وہ ”کافر“ کہلاتا ہے۔ اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہو تو ایسا شخص ”زندیق“ کہلاتا ہے۔“

آگے تاویلِ صحیح اور تاویلِ باطل کا فرق بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ثم التأويل تأويلان: تأويل لا يخالف قاطعًا من الكتاب والسنة واتفاق الأمة، وتأويل يصادم ما ثبت بقاطع فذلك الزندقة۔“

ترجمہ:... ”پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ تاویل جو کتاب و سنت اور اجماعِ اُمت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلے کے خلاف نہ ہو، اور دُوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہے، پس ایسی تاویل ”زندقہ“ ہے۔“

آگے زندیقانہ تاویلوں کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

”أو قال إن النبي صلى الله عليه وسلم خاتم النبوّة ولكن معنى هذا الكلام أنه لا يجوز أن يسمى بعده أحد بالنبي، وأما معنى النبوّة وهو كون الإنسان مبعوثًا من الله تعالى إلى الخلق مفترض الطاعة معصومًا من الذنوب ومن البقاء على الخطأ فيما يرى فهو موجود في الأئمة بعده، فذلك هو الزنديق۔“

(مسوّیٰ ج:۲ ص:۱۳۰)

ترجمہ: ”یا کوئی شخص یوں کہے کہ: ”نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نام ”نبی“ نہیں رکھا جائے گا، لیکن نبوت کا
مفہوم، یعنی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث
ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہونا، اور اس کا گناہوں سے اور خطا پر
قائم رہنے سے معصوم ہونا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی
اماموں میں موجود ہے۔“ تو یہ شخص ”زندیق“ ہے۔“

اکابر امت کی مندرجہ بالا تصریحات سے ثابت ہوا کہ ایسا شخص شرعی اصطلاح
میں ”زندیق“ کہلاتا ہے:

✲:… جو اسلام کا اظہار کرتا ہو۔

✲:… جو دعویٔ اسلام کے باوجود کفریہ عقائد رکھتا ہو۔

✲:… اور جو اپنے کفریہ عقائد کو تاویل باطل کے پردے میں چھپاتا ہو، اور
کتاب و سنت کے نصوص کو توڑ مروڑ کر ان سے اپنا عقیدہ باطلہ کشید کرتا ہو، یا اسلام کے
عقائد متواترہ پر طعن کرتا ہو۔

قادیانی زندیق ہیں:

زندیق کی یہ تعریف قادیانیوں پر حرف بحرف صادق آتی ہے، وہ ایسے کفریہ
عقائد رکھتے ہیں جن کا اسلام کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہیں، مثلاً:

✲:… وہ ختم نبوت کے منکر ہیں، جو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے، اور وہ اس اسلامی
عقیدے کو ”لعنت“ قرار دیتے ہیں، نعوذ باللہ…!

✲:… وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کے منکر ہیں، جو اسلام کا قطعی
عقیدہ ہے۔

✲:… وہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال کو مسیح موعود، مہدی معہود، نبی و رسول اور

ظلی "محمد رسول اللہ" مانتے ہیں، جو صریحاً کفر ہے۔

❁:…وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات مع نبوت محمدیہ کے، مرزا قادیانی کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

❁:…وہ غلام احمد قادیانی کو… معاذ اللہ… صاحبِ شریعت نبی مانتے ہیں۔

❁:…وہ غلام احمد قادیانی پر وحی قطعی کا نزول مانتے ہیں، اسے توراۃ و انجیل اور قرآن کی طرح واجب الایمان کہتے ہیں، اور اس میں شک و تردد کو موجب کفر قرار دیتے ہیں۔

❁:…وہ مرزا غلام احمد قادیانی الدجال الاعور کی وحی و تعلیم اور اس کی تجدید شریعت کو تمام انسانیت کے لئے واجب الاتباع اور مدارِ نجات قرار دیتے ہیں۔

❁:…ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں، پہلی بعثت مکہ میں ہوئی اور دوسری بعثت مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں، قادیان میں ہوئی۔ تیرہ صدیوں تک پہلی بعثت کا دور رہا، اور چودھویں صدی سے قادیانی بعثت کا دور شروع ہوا۔

❁:…وہ ان خالص کفریہ عقائد کے باوجود بڑی شد و مد سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین جس کے مسلمان قائل ہیں، اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک طبقہ در طبقہ متواتر چلا آرہا ہے، وہ قادیانیوں کے نزدیک کفر ہے، اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔

❁:…ان کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا، جب تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" مان کر اس کا کلمہ نہ پڑھے۔ گویا قادیانیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ منسوخ ہو چکا، جیسا کہ مسلمانوں کے نزدیک حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا کلمہ منسوخ ہے۔

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

مرزا بشیر احمد دوسری جگہ لکھتا ہے:

"مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعتِ اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں! محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی، فتدبروا۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

✽:… ان کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعتِ محمدیہ کی پیروی موجبِ نجات نہیں، جب تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی و تعلیم کی پیروی نہ کی جائے، پس جس طرح کہ مسلمانوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہوچکی ہیں اور اب ان کی پیروی موجبِ نجات نہیں، اسی طرح قادیانیوں کے نزدیک شریعتِ محمدیہ بھی منسوخ ہوچکی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کے بغیر نجات نہیں۔

✽:… قادیانیوں کے اس طرح کے سینکڑوں کفریہ عقائد ہیں، مثلاً: ملائکہ کا انکار، حشرِ جسمانی کا انکار، معراجِ جسمانی کا انکار، وغیرہ۔ جن کی تفصیل علمائے اُمت مختلف کتابوں میں فرماچکے ہیں۔ اور اس ناکارہ نے ان کے عقائد، بلا تبصرہ اپنے رسالے "قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین" میں باحوالہ درج کردئیے ہیں، اس کا مطالعہ ضرور کیا جائے اور اسے زیرِ نظر تحریر کا ایک حصہ تصور کیا جائے۔ ان تمام کفریات کے باوجود وہ پوری ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ قرآن و سنت میں تحریف اور تاویلِ باطل کا ارتکاب کرتے ہیں، اور دینِ مرزائیت کو اسلام، اور دینِ محمدی کو کفر ثابت کرنے کی جسارت کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر الحاد و زندقہ کیا ہوسکتا ہے؟ اس لئے قادیانی بلاشبہ ملحد و زندیق ہیں اور

ان کا وہی حکم ہے جو علامہ شامی نے دروزیہ، تیامنہ، نصیریہ اور قرامطہ کا لکھا ہے کہ یہ واجب القتل ہیں اور ان کی توبہ قابل قبول نہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

"یعلم مما ھنا حکم الدروز والتیامنة فانھم فی البلاد الشامیة یظھرون الاسلام والصوم والصلوة مع انھم یعتقدون تناسخ الارواح وحل الخمر والزنا وان الالوھیة تظھر فی شخص بعد شخص ویجحدون الحشر والصوم والصلوة والحج، ویقولون المسمّٰی به غیر المعنی المراد ویتکلمون فی جناب نبینا صلی الله علیه وسلم کلمات فظیعة، وللعلامة المحقق عبدالرحمٰن العمادی فیھم فتوی مطولة، وذکر فیھا انھم ینتحلون عقائد النصیریة والاسماعیلیة الذین یلقبون بالقرامطة والباطنیة الذین ذکرھم صاحب المواقف، ونقل عن علماء المذاھب الاربعة انه لا یحل اقرارھم فی دیار الاسلام بجزیة ولا غیرھا، ولا تحل مناکحتھم ولا ذبائحھم وفیھم فتوی فی الخیریة ایضًا فراجعھا. والحاصل انھم یصدق علیھم اسم الزندیق والمنافق والملحد، ولا یخفی ان اقرارھم بالشھادتین مع ھذا الاعتقاد الخبیث لا یجعلھم فی حکم المرتد لعدم التصدیق، ولا یصح اسلام احدھم ظاھرًا الا بشرط التبری عن جمیع ما یخالف دین الاسلام لانھم یدعون الاسلام ویقرون بالشھادتین وبعد الظفر بھم لا تقبل توبتھم اصلًا۔" (ردالمحتار ج:۴ ص:۲۴۴)

ترجمہ:... "یہیں سے دروزیہ اور تیامنہ کا حکم معلوم ہوجاتا

ہے، یہ لوگ شام کے علاقوں میں اسلام کا اظہار کرتے ہیں، نماز روزہ کرتے ہیں، حالانکہ وہ تناسخ ارواح کے قائل ہیں اور شراب اور زنا کو حلال سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ الوہیت یکے بعد دیگرے مختلف اشخاص میں ظہور کرتی ہے، اور حشر، نشر، نماز، روزہ اور حج کے قائل نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے معنی مراد کے علاوہ ہے، اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ناشائستہ کلمات بکتے ہیں۔

علامہ محقق عبدالرحمن عمادی کا ان کے بارے میں ایک طویل فتویٰ ہے، اس میں موصوف نے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ نصیری اور اسماعیلی لوگوں کے عقائد رکھتے ہیں، جن کو قرامطہ اور باطنیہ کہا جاتا ہے، اور جن کا ذکر صاحب مواقف نے کیا ہے۔ اور انہوں نے مذاہب اربعہ کے علماء سے نقل کیا ہے کہ ان کو دارالاسلام میں ٹھہرانا حلال نہیں، نہ جزیہ لے کر، اور نہ اس کے بغیر، نہ ان سے رشتہ ناتا جائز ہے، اور نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ ان کے بارے میں فتاویٰ خیریہ میں بھی ایک فتویٰ ہے، اس کی طرف مراجعت کی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ ان پر "زندیق"، "منافق" اور "ملحد" کا مفہوم صادق آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان خبیث عقائد کے باوجود ان کا شہادتین کا اقرار کرنا، ان کو مرتد کے حکم میں قرار نہیں دیتا، کیونکہ یہاں تصدیق مفقود ہے، اور ان میں سے کوئی شخص اسلام کا اظہار کرے تو وہ قابل قبول نہیں، جب تک کہ ان تمام عقائد سے براءت کا اظہار نہ کرے جو دین اسلام کے خلاف ہیں، کیونکہ وہ پہلے ہی سے اسلام کے مدعی ہیں اور شہادتین کا اقرار کرتے ہیں، مگر یہ لوگ تائب ہو کر آجائیں تو ان کی توبہ قطعاً قبول نہیں۔"

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ: زندیقوں کو قتل کیا جائے گا اور
ان سے توبہ نہیں لی جائے گی۔"

درمختار میں ہے:

"وكذا الكافر بسبب الزندقة لا توبة له، وجعله في الفتح ظاهر المذهب لكن في حظر الخانية الفتوى على انه اذا اخذ الساحر أو الزنديق المعروف الداعي قبل توبته ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل، ولو أخذ بعده قبلت." (درمختار ج:۳ ص:۲۴۲)

ترجمہ: "اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہوگیا ہو اس کی توبہ قابل قبول نہیں، اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے، لیکن فتاویٰ قاضی خان، کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جب جادوگر اور زندیق جو معروف اور داعی ہو توبہ سے پہلے گرفتار ہوجائیں، اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں، بلکہ ان کو قتل کیا جائے، اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تو توبہ قبول کی جائے گی۔"

البحرالرائق میں ہے:

"لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين ... في الخانية قالوا إن جاء الزنديق قبل أن يؤخذ فاقر أنه زنديق فتاب عن ذلك تقبل توبته، وإن أخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل."
(البحرالرائق ج:۵ ص:۱۳۶)

ترجمہ: "ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو، اور فتاویٰ قاضی

خانیہ میں ہے کہ اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کرے کہ وہ زندیق ہے، پس اس سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہے، اور اگر گرفتار ہوا پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔"

فقہ مالکی کی کتاب "مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل" میں ہے:

"الزنديق وهو من يظهر الإسلام ويسر الكفر فإذا ثبت عليه الكفر لم يستتب ويقتل ولو أظهر توبته لأن إظهار التوبة لا يخرجه عما يبديه من عادته ومذهبه فإن التقية عند الخوف عين الزندقة فأما إذا جاء بنفسه مقرًّا بزندقته ومعلنا توبته دون أن يظهر عليه فتقبل توبته." (مواہب الجلیل ج:۶ ص:۲۸۲ بحوالہ التشریع الجنائی الإسلامی ج:۲ ص:۷۲۲)

ترجمہ:... "زندیق وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس جب اس کا کفر ثابت ہوجائے تو اس سے توبہ نہیں لی جائے گی، بلکہ اسے قتل کیا جائے گا، خواہ وہ توبہ کا اظہار کرے، کیونکہ توبہ کا اظہار اس کو اس کی اس عادت و مذہب سے نہیں نکالتا جس کو وہ ظاہر کیا کرتا ہے، کیونکہ خوف کے وقت بچاؤ کے لئے توبہ کا اظہار عین زندقہ ہے۔ البتہ اگر وہ گرفتار ہوئے بغیر خود آکر اپنے زندقہ کا اقرار کرے اور توبہ کا اعلان کرے، تو اس کی توبہ قبول کی جائے (اور اس سے قتل کی سزا ساقط ہوجائے گی)۔"

فقہ شافعی کی کتاب المجموع شرح المہذب میں ہے:

"المرتد إذا أسلم ولم يقتل صح إسلامه سواء كانت ردته إلى كفر مظاهر به أهله كاليهودية

امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔"

اور فقہِ شافعی میں بھی ایک قول یہ ہے کہ جو شخص کفرِ خفی کی طرف مرتد ہو جائے اس کی توبہ قبول نہیں، جیسے زنادقہ اور باطنیہ۔

امام نوویؒ منہاج میں لکھتے ہیں:

"وقیل لا یقبل إسلامه إن ارتد إلی کفر خفی کزندقة وباطنیة." (نہایة المحتاج شرح المنہاج ج:۷ ص:۳۹۹)

ترجمہ:... "اور ایک قول یہ ہے کہ مرتد کا اسلام قبول نہیں کیا جائے گا، اگر اس نے کفرِ خفی کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو، مثلاً اس نے زندقہ یا باطنیت اختیار کرلی ہو۔"

فقہِ حنبلی کی کتاب المغنی اور الشرح الکبیر میں ہے:

"إذا تاب (المرتد) قبلت توبته ولم یقتل أی کفر کان وسواء کان زندیقًا ویستتر بالکفر أو لم یکن وهذا مذهب الشافعی والعنبری. ویروی ذلک عن علی وابن مسعود وهو إحدی الروایتین عن أحمد واختیار أبی بکر الخلال وقال أنه أولی علی مذهب أبی عبدالله. والروایة الأخری: لا تقبل توبة الزندیق ومن تکررت ردته وهو قول مالک واللیث وإسحاق وعن أبی حنیفة روایتان: کهاتین واختار أبوبکر أنه لا تقبل توبة الزندیق." (المغنی ج:۱۰ ص:۷۸، الشرح الکبیر ج:۱۰ ص:۸۰)

ترجمہ:... "مرتد جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور قتل نہیں کیا جائے گا، خواہ اس نے کوئی سا کفر اختیار کیا ہو، خواہ زندیق ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، یا زندیق نہ ہو۔ یہ امام شافعی

اور عنبریؒ کا مذہب ہے، اور یہ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے، اور یہی ایک روایت امام احمدؒ سے ہے، ابوبکر خلالؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے، اور کہا ہے کہ امام احمدؒ کے مذہب میں یہی روایت راجح ہے۔ دُوسری روایت یہ ہے کہ زندیق اور جو شخص بار بار مرتد ہوتا ہو، اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

یہی قول ہے امام مالکؒ، امام لیثؒ اور امام اسحاقؒ کا، اور امام ابوحنیفہؒ سے دونوں طرح کی روایتیں ہیں، اور ابوبکرؒ کے نزدیک مختار یہی ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔"

امام شمس الدین ابن قدامہ مقدسیؒ، مرتد کے نکاح کے باطل ہونے اور اس کے ذبیحہ کی حرمت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"والزندیق کالمرتد فیما ذکرنا۔"

(المغنی مع شرح الکبیر ج:۷ ص:۱۷۱)

ترجمہ:... "اور مذکورہ بالا احکام میں زندیق، مرتد کی طرح ہے۔"

دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

"وحکم سائر الکفار من عبدة الأوثان والزنادقة وغیرهم حکم المجوس فی تحریم ذبائحهم وصیدهم۔" (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱۱ ص:۳۹)

ترجمہ:... "اہل کتاب کے علاوہ باقی کفار، بت پرست اور زندیق وغیرہ کا حکم مجوسیوں کا حکم ہے کہ ان کا ذبیحہ اور شکار حرام ہے۔"

المجموع شرح المهذب میں ہے:

"ولا تحل ذبیحة المرتد ولا الوثنی ولا

المجوسی لما ذکرہ المصنف وھکذا حکم الزندیق وغیرہ من الکفار الذین لیس لھم کتاب۔"

(المجموع شرح المہذب ج:۹ ص:۵۵)

ترجمہ:... "اور حلال نہیں ذبیحہ مرتد کا، نہ بعد پرست کا، نہ مجوسی کا۔ اور یہی حکم ہے زندیق وغیرہ ان کفار کا جن کے پاس آسمانی کتاب نہیں۔"

خلاصۂ بحث:

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

*:... جو شخص خود قادیانیت کی طرف مرتد ہوا ہو، وہ مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

*:... اس کی صلبی اولاد بھی اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے اور زندیق بھی۔

*:... اس کی دور کی اولاد مرتد نہیں، بلکہ خالص زندیق ہے۔

*:... مرتد اور زندیق دونوں واجب القتل ہیں، دونوں سے مناکحت باطل اور دونوں کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔ اس لئے کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں حلال نہیں۔

قادیانیوں کے معاملے میں اشکال کی وجہ:

جن حضرات نے قادیانیوں کے یا ان کی اولاد کے ذبیحے کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے، انہیں قادیانی مذہب کی حقیقت سمجھنے میں اشکال پیش آیا۔ اور اس اشکال کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی اُمت دجل و تلبیس کے فن میں ماہر ہے۔ وہ عام مسلمانوں کے سامنے اپنے اصل عقائد کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ اپنی تقریر و تحریر میں مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ "ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف نہیں، بس ذرا سا اختلاف ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک مہدی ابھی آنے والا ہے، اور قادیانیوں کے نزدیک جس کو آنا تھا، وہ آگیا، اس نکتے کے سوا ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔" قادیانیوں کے اس دجل و تلبیس سے نہ صرف عام مسلمانوں کو قادیانیوں

کی اصل حقیقت کا سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے، بلکہ وہ اہلِ علم، جنھوں نے قادیانی لٹریچر کا گہرا مطالعہ نہیں کیا، وہ بھی اشکال ذورِ تذبذب کا شکار ہوجاتے ہیں۔ لیکن جن حضرات نے قادیانی لٹریچر کا بغور مطالعہ کیا ہو، ورانہیں قادیانیوں سے گفتگو اور بحث و مناظرے کا موقع ملا ہو، ان کے سامنے یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوجاتی ہے کہ:

* :...قادیانیت، اسلام کے متوازی ایک مستقل دین و مذہب ہے۔
* :...قادیانی نبوت، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایک نئی متوازی نبوت ہے۔
* :...قادیانیوں کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ اور شریعت منسوخ ہیں، وہ نبوتِ محمدیہ کو ماننے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے سب کافر ہیں۔

اس لئے اسلام اور قادیانیت کا اختلاف چند مسائل یا نکات کا اختلاف نہیں، بلکہ قادیانیت نے نبوتِ محمدیہ کے بالمقابل ایک نئی نبوت، شریعتِ محمدی کے مقابلے میں ایک نئی شریعت، اور اسلام کے مقابلے میں ایک نیا دین تصنیف کیا ہے۔

کیا دُنیا کا کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کا مسلمانوں سے ساتھ معمولی سا اختلاف تھا...؟

کیا کوئی عالمِ دین یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال اور ان سے رشتہ ناتا جائز تھا...؟

جو حکم مسیلمہ کذاب کا تھا، ٹھیک وہی حکم مسیلمہ پنجاب غلام احمد قادیانی کا ہے۔ اور جو حکم مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کا تھا، وہی مسیلمہ پنجاب کے ماننے والوں کا ہے۔ ان کے ساتھ رشتہ ناتا کے جائز ہونے اور ذبیحے کے حلال ہونے کا سوال ہی خارج از بحث ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

قادیانی جنازہ

محترم و مکرم جناب ...... صاحب ...... زیدت الطافہم

موضع واہ ضلع مانسہرہ جو کہ دیوبندی ہے، میں ایک مرزائی مسمی ڈاکٹر محمد سعید کے مرنے پر مسماۃ لی "داتا" نے ایک مسلمان امام کے زیر امامت اس قادیانی کی نماز جنازہ ادا کی، اور اس کے بعد قادیانیوں نے دوبارہ مسمی مذکور کی نماز جنازہ پڑھی۔ شرعاً امام مذکور اور مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

مسلمان لڑکیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیوی کے طور پر رہ رہی ہیں، اور مسلمان والدین کے ان قادیانیوں کے ساتھ داماد اور سسرال جیسے تعلقات ہیں، کیا شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رو سے ان کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد حلالی ہوگی یا ولد الحرام کہلائے گی؟

عام مسلمانوں کے قادیانیوں کے ساتھ کافروں جیسے تعلقات نہیں، بلکہ مسلمانوں جیسے تعلقات ہیں، ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، اور ان کی شادیوں اور ماتم میں شرکت کرتے ہیں، اور جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو "السلام علیکم" کہہ کر ملتے ہیں، شادی ماتم میں کھانے دیتے ہیں، فاتحہ میں شرکت کرتے ہیں، کیا شریعت محمدیہ کی رو سے وہ قابل مؤاخذہ ہیں یا کہ نہیں؟ اور شرع کی رو سے وہ مسلمان بھی ہیں یا کہ نہیں؟

منجانب: مجلس تحفظ ختم نبوت، ضلع مانسہرہ

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

جواب سے پہلے چند امور بطور تمہید ذکر کرتا ہوں:

اوّل:... جو شخص کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، اور نصوصِ شرعیہ کی غلط سلط تاویلیں کر کے اپنے عقائدِ کفریہ کو اسلام کے نام سے پیش کرتا ہو، اسے "زندیق" کہا جاتا ہے، علامہ شامیؒ باب المرتد میں لکھتے ہیں:

"فان الزندیق یموہ کفرہ ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویخرجہا فی الصورۃ الصحیحۃ ھٰذا معنی ابطان الکفر۔" (شامی ج:۴ ص:۲۴۲ طبع جدید)

ترجمہ:... "کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدۂ فاسدہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے۔"

اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسوّیٰ شرح عربی مؤطا میں لکھتے ہیں:

"بیان ذٰلک أن المخالف للدین الحق إن لم یعترف بہ ولم یذعن لہ لا ظاہرًا ولا باطنًا فہو کافر وان اعترف بلسانہ وقلبہ علی الکفر فہو المنافق، وان اعترف بہ ظاہرًا، لٰکنہ یفسر بعض ما ثبت من الدین ضرورۃ بخلاف ما فسرہ الصحابۃ رضی اللہ عنہم والتابعون واجتمعت علیہ الأمۃ فہو الزندیق۔"

ترجمہ: ... "تشریح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دین حق کا مخالف ہے، اگر وہ دین اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو، نہ دین اسلام کو مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر، تو وہ "کافر" کہلاتا ہے، اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہ و تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے۔"

آگے تاویل صحیح اور تاویل باطل کا فرق کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ثم التأویل تأویلان، تأویل لا یخالف قاطعًا من الکتاب والسنة واتفاق الأمة، وتأویل یصادم ما ثبت بقاطع فذلک الزندقة۔"

"پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تاویل جو کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلے کے خلاف نہ ہو، اور دوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیل قطعی سے ثابت ہے، پس ایسی تاویل "زندقہ" ہے۔"

آگے زندیقانہ تاویلوں کی مثالیں بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"أو قال إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوة ولکن معنی هذا الکلام أنه لا یجوز أن یسمی بعده أحد بالنبی وأما معنی النبوة وهو کون الإنسان مبعوثًا من اللہ تعالی إلی الخلق مفترض الطاعة معصومًا من الذنوب ومن البقاء علی الخطأ فیما یری فهو موجود فی الأمة بعده فهو الزندیق۔"

(مسوی ج:۲ ص:۱۳۰ مطبوعہ رحیمیہ دہلی)

ترجمہ:... "یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن نبوت کا مفہوم یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہونا، اور اس کا گناہوں سے اور خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اُمت میں موجود ہے تو یہ شخص "زندیق" ہے۔"

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی و متواتر عقائد کے خلاف قرآن و سنت کی تاویلیں کرتا ہو، ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے۔

دوم:... یہ کہ زندیق، مرتد کے حکم میں ہے، بلکہ ایک اعتبار سے زندیق، مرتد سے بھی بدتر ہے، کیونکہ اگر مرتد توبہ کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق لائقِ قبول ہے، لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

"وكذا الكافر بسبب (الزندقة) لا توبة له وجعله في الفتح ظاهر المذهب لكن في حظر الخانية الفتوىٰ علىٰ أنه (إذا أخذ) الساحر أو الزنديق المعروف الداعي (قبل توبته) ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل، ولو أخذ بعده قبلت۔" (الشامي ج:۴ ص:۲۴۱ طبع جدید)

ترجمہ:... "اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہوگیا، اس کی توبہ قابلِ قبول نہیں، اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے، لیکن فتاویٰ قاضی خان میں کتاب الحظر میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے جب جادوگر اور زندیق جو معروف اور داعی ہو، توبہ سے پہلے

گرفتار ہو جائیں، اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں، بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا، اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تھی تو توبہ قبول کی جائے گی۔“

البحر الرائق میں ہے:

”لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين۔“ (البحر الرائق ج:۵ ص:۱۳۶، دار المعرفہ بیروت)

”وفي الخانية: قالوا إن جاء الزنديق قبل أن يؤخذ فأقر أنه زنديق فتاب من ذلك تقبل توبته، وإن أخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل۔“

(البحر الرائق ج:۵ ص:۱۳۶)

ترجمہ: ”ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابلِ قبول نہیں، اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو...... اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ: اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کرے کہ وہ زندیق ہے، پس اس سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے، اور اگر گرفتار ہوا، پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔“

سوم: قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے، کیونکہ ان کے عقائد اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں، اور وہ قرآن و سنت کے نصوص میں غلط سلط تاویلیں کرکے جاہلوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ خود تو وہ سچے مسلمان ہیں، ان کے سوا باقی پوری اُمت گمراہ اور کافر و بے ایمان ہے، جیسا کہ قادیانیوں کے دوسرے سربراہ آنجہانی مرزا محمود قادیانی لکھتے ہیں کہ:

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی

بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص:۳۵)

مرزائیوں کے چند ملحدانہ عقائد:

۱:... اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا، اس کے برعکس، قادیانی نہ صرف اسلام کے اس قطعی عقیدے کے منکر ہیں، بلکہ نعوذ باللہ... وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بغیر اسلام کو مردہ تصور کرتے ہیں، چنانچہ مرزا غلام احمد کا کہنا ہے کہ:

"ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو، وہ مردہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا، اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں، آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے...... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں، اس لئے ہم نبی ہیں، امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء رکھنا چاہئے۔"

(ملفوظات مرزا ج:۱۰ ص:۱۲۷ طبع ربوہ)

۲:... اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ وحیِ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہوچکا ہے، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحیِ نبوت کا دعویٰ کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن قادیانی مرزا غلام احمد کی خود تراشیدہ وحی پر ایمان رکھتے ہیں، اور اسے قرآن کی طرح مانتے ہیں۔ قرآن کریم کے ناموں میں سے ایک نام "تذکرہ" ہے، قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کی "وحی" کو ایک کتاب کی شکل میں مرتب کیا

ہے اور اس کا نام "تذکرہ" رکھا ہے، یہ گویا قادیانی قرآن ہے نعوذ باللہ۔ اور یہ قادیانی وحی، ولی معمولی قسم کا الہام نہیں، جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے، بلکہ ان کے نزدیک یہ وحی قرآن کریم کے ہم پلہ ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

۱- "اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص:۶، طبع شدہ ۱۹۰۱ء)

۲- "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔" (اربعین ص:۲۵، طبع ۱۹۰۰ء)

۳- "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۲۲۰، طبع شدہ ۱۹۰۷ء)

۳:... اسلام کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معجزہ دکھانے کا دعویٰ کفر ہے، کیونکہ معجزہ دکھانا نبی کی خصوصیت ہے، پس جو شخص معجزہ دکھانے کا دعویٰ کرے، وہ دعویٰ نبوت ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"التحدی فرع دعوی النبوۃ ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔"

(شرح فقہ اکبر ص:۲۰۲)

ترجمہ:... "معجزہ دکھانے کا دعویٰ فرع ہے دعویٰ نبوت کی، اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

بالاجماع کفر ہے۔“

اس کے برعکس قادیانی، مرزا غلام احمد کی وحی کے ساتھ اس کے معجزات پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو۔ نعوذ باللہ... قصے اور کہانیاں قرار دیتے ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی صورت میں نبی ماننے کے لئے تیار ہیں، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی مانا جائے، ورنہ ان کے نزدیک نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور نہ دینِ اسلام، مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

”وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوسکے۔ وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی اسلامی شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے... ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحیٔ الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے ...... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔“　(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۳۹)

”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحیٔ الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی اُمید نہیں، صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے جس میں براہِ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتا نہیں لگتا...... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔“　(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۳)

”اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم پر، رسول کریم صلعم پر

بھی اسی (مرزا) کے ذریعہ ایمان حاصل ہوا۔ ہم قرآن کریم کو خدا کا کلام اس لئے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ آپ (مرزا) کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلعم کی نبوت پر اس لئے ایمان لاتے ہیں کہ اس سے آپ (مرزا) کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود (مرزا) کو نبی مانتے ہیں اور کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ قرآن کریم پر یقین ہمیں اس کے کلام کی وجہ سے ہوا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین اس (مرزا) کی نبوت سے ہوا ہے۔"

(مرزا محمود کی تقریر، الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۰۵ طبع پنجم)

مرزا غلام احمد قادیانی کی مندرجہ بالا دونوں عبارتوں سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی پر ایمان لائے بغیر نہ اسلام تسلیم کیا جاسکتا ہے، اور مرزا غلام احمد کو نبی نہ مانا جائے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی ان کے نزدیک... نعوذ باللہ... باطل ہے اور دین اسلام محض قصوں کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ مرزا قادیانی ایسے اسلام کو لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت قرار دیتے ہیں، اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ سب نبیوں سے بڑھ کر اپنے درجے ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو نظر عبرت سے دیکھنا چاہئے، کیا اس سے بڑھ کر کوئی کفر، الحاد اور زندقہ اور بے دینی ہوسکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کو اس طرح بیٹھ بیٹھ کر گالیاں نکالی جائیں۔

۲: مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "محمد رسول اللہ" ہیں، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں اپنے الہام کی بنیاد پر دعویٰ کیا کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہے... نعوذ باللہ۔ چونکہ قادیانی، مرزا غلام احمد کی "وحی" پر قطعی ایمان رکھتے ہیں، اس لئے وہ مرزا قادیانی کو "محمد رسول اللہ" مانتے ہیں اور جو شخص مرزا کو "محمد رسول اللہ" نہ مانے اس کو کافر سمجھتے ہیں۔

۵:… قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اُٹھالیا گیا، اور وہ قربِ قیامت میں نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے، لیکن مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی عیسیٰ ہے اور قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی جو خبر دی گئی ہے، اس سے مراد، مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

قادیانیوں کے اس طرح کے بے شمار زندیقانہ عقائد ہیں جن پر علمائے اُمت نے بہت سی کتابیں تألیف فرمائی ہیں، اس لئے مرزائیوں کا کافر و مرتد اور ملحد و زندیق ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

چہارم:… نمازِ جنازہ صرف مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے کسی غیرمسلم کا جنازہ جائز نہیں، قرآن کریم میں ہے:

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ، اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ." (التوبۃ:۸۴)

ترجمہ:… "اور ان میں کوئی مرجائے تو اس (کے جنازے) پر کبھی نماز نہ پڑھ، اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجئے، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے، اور وہ حالتِ کفر ہی میں مرے ہیں۔"

اور تمام فقہائے اُمت اس پر متفق ہیں کہ جنازے کے جائز ہونے کے لئے شرط ہے کہ میت مسلمان ہو، غیرمسلم کا جنازہ بالاجماع جائز نہیں، نہ اس کے لئے دُعائے مغفرت کی اجازت ہے، اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنا ہی جائز ہے۔ ان تمہیدات کے بعد اب بالترتیب سوالوں کا جواب لکھا جاتا ہے۔

جوابِ سوالِ اوّل:

جن مسلمانوں نے مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھا ہے، اگر وہ اس کے عقائد سے

جو واقف تھے تو انہوں نے بُرا کیا، اس پر ان کو استغفار کرنا چاہئے، کیونکہ مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھ کر انہوں نے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

اور اگر ان لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا ہے، اس کی "وحی" پر ایمان رکھتا ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا منکر ہے، اس علم کے باوجود انہوں نے اس کو مسلمان سمجھا اور مسلمان سمجھ کر ہی اس کا جنازہ پڑھا تو ان تمام لوگوں کو جو جنازے میں شریک تھے، اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرلینی چاہئے، کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنا کفر ہے، اس لئے ان کا ایمان بھی جاتا رہا اور نکاح بھی باطل ہوگیا، ان میں سے کسی نے اگر حج کیا ہو تو اس پر دوبارہ حج کرنا بھی لازم ہے۔

یہاں یہ ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک کسی مسلمان کا جنازہ جائز نہیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کے معصوم بچے کا جنازہ بھی قادیانیوں کے نزدیک جائز نہیں، چنانچہ قادیانیوں کے خلیفۂ دوم مرزا محمود کی کتاب "انوارِ خلافت" میں لکھتے ہیں:

"ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیراحمدی (یعنی مسلمان) تو حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کے منکر ہوئے، اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے، لیکن اگر کسی غیراحمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے، وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں؟

میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب بچے کا قرار دیتی ہے، پس غیراحمدی کا بچہ غیراحمدی ہوا، اس لئے اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا، اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بچے کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے، اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں، بلکہ

غیراحمدی ہوتے ہیں، اس لئے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔''

(انوارِ خلافت ص:۹۳)

اخبار ''الفضل'' مورخہ ۲۳/اکتوبر ۱۹۲۲ء میں مرزا محمود کا ایک فتویٰ شائع ہوا کہ:

''جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا ہے، اگرچہ وہ معصوم ہوتا ہے، اسی طرح ایک غیراحمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔''

چنانچہ اپنے مذہب کی پیروی کرتے ہوئے چوہدری ظفراللہ خان نے قائدِاعظم کا جنازہ نہیں پڑھا اور منیر انکوائری عدالت میں جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو کہا:

''نمازِ جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی، احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے، اس لئے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کرسکا، جس کی امامت مولانا کر رہے تھے۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب ص:۲۱۲)

لیکن عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائدِاعظم کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟ تو جواب دیا:

''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں، یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔'' (''زمیندار'' لاہور ۸/فروری ۱۹۵۰ء)

اور جب اخبارات میں چوہدری ظفراللہ خان کی اس ہٹ دھرمی کا چرچا ہوا، تو اس کا جواب یہ دیا گیا:

''جناب چوہدری محمد ظفراللہ خان پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائدِاعظم کا جنازہ نہیں پڑھا، تمام دنیا جانتی ہے کہ قائدِاعظم احمدی نہ تھے، لہٰذا جماعتِ احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔'' (ٹریکٹ ۲۲ ''احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ'' ناشر مہتمم نشر و اشاعت انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

قادیانیوں کے اخبار "الفضل" نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسولِ خدا نے۔" ("الفضل" ربوہ ۸ ءاکتوبر ۱۹۵۲ء)

کس قدر لائقِ شرم بات ہے کہ قادیانی تو مسلمانوں کو ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی طرح کافر سمجھتے ہوئے، نہ ان کے بڑے سے بڑے آدمی کا جنازہ پڑھیں اور نہ ان کے معصوم بچوں کا ــــــــ کیا ایک مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ قادیانی مرتد کا جنازہ پڑھے؟ کیا اس کی غیرت اس کو برداشت کرسکتی ہے...؟

جواب سوالِ دوم:

جب یہ معلوم ہوا کہ قادیانی، کافر و مرتد ہیں، تو اسی سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی مرتد سے نہیں ہوسکتا، بلکہ شرعِ اسلام کی رُو سے یہ خالص زِنا ہے، اگر کسی مسلمان نے لاعلمی اور بے خبری کی وجہ سے کسی مرزائی کو لڑکی بیاہ دی ہے تو اس کا فرض ہے کہ علم ہوجانے کے بعد اپنے گناہ سے توبہ کرے اور لڑکی کو قادیانیوں کے چنگل سے واگزار کرائے۔

واضح رہے کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کی وہی حیثیت ہے جو ہمارے نزدیک یہودیوں اور عیسائیوں کی ہے، مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں سے لڑکیاں لینا تو جائز ہے، لیکن مسلمانوں کو دینا جائز نہیں، چنانچہ مرزا محمود کا فتویٰ ہے:

"جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیراحمدی لڑکے کو دیتا ہے، میرے نزدیک وہ احمدی نہیں، کوئی شخص کسی کو غیرمسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔"

سوال:... جو نکاح خواں ایسا نکاح پڑھائے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب:... ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں
گے جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا
نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔
سوال:... کیا ایسا شخص جس نے غیراحمدیوں سے اپنی لڑکی
کا رشتہ کیا ہے، وہ دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کرسکتا ہے؟
جواب:... ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔“
(خبر ”الفضل“ قادیان ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

پس جس طرح مرزا محمود کے نزدیک وہ شخص مرزائی جماعت سے خارج ہے جو
کسی مسلمان لڑکے کو اپنی لڑکی بیاہ دے، اسی طرح وہ مسلمان بھی دائرۂ اسلام سے خارج
ہے جو قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہونے کے بعد کسی مرتد مرزائی کو اپنی لڑکی دینا جائز
سمجھے۔ اور جس طرح مرزا محمود کے نزدیک کسی مرزائی لڑکی کا نکاح کسی مسلمان لڑکے سے
پڑھانا ایسا ہے جس طرح کہ کسی ہندو یا عیسائی سے، اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ کسی مرزائی مرتد
کو داماد بنانا ایسا ہے جیسے کسی ہندو، سکھ، چوہڑے کو داماد بنالیا جائے۔

جواب سوالِ سوم:

کسی مسلمان کے لئے مرزائی مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا حرام
ہے، ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، ان کی شادی غمی میں شرکت کرنا، یا ان کو اپنی شادی
غمی میں شریک کرنا حرام اور قطعی حرام ہے۔ جو لوگ اس معاملے میں رواداری سے کام لیتے
ہیں وہ خدا اور رسول کے غضب کو دعوت دیتے ہیں، ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، اور
مرزائیوں سے اس قسم کے تمام تعلقات ختم کردینے چاہئیں۔ قادیانی، خدا اور رسول کے
دشمن ہیں، اور خدا و رسول کے دشمنوں سے دوستانہ تعلق رکھنا کسی مؤمن کا کام نہیں ہوسکتا،
قرآن مجید میں ہے:

”لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

یوادّون من حادّ اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰبآءھم او ابنآءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ، اولٰئک حزب اللہ الآ ان حزب اللہ ھم المفلحون۔“ (المجادلۃ:۲۲)

ترجمہ:... ”جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں، آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں، گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں، ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کردیا ہے، اور (ان) قلوب کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے، یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے، خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔“ (حضرت تھانویؒ)

آخر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کو ”غیرمسلم اقلیت“ قرار دیا گیا، لیکن قادیانیوں نے اس فیصلے کو تسلیم کرکے پاکستان کے غیرمسلم شہری (ذمی) کی حیثیت سے رہنے کا معاہدہ نہیں کیا، اس لئے ان کی حیثیت ذمیوں کی نہیں، بلکہ ”محارب کافروں“ کی ہے، اور محاربین سے کسی قسم کا تعلق رکھنا شرعاً جائز نہیں، واللہ اعلم!

قادیانی مردہ
مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس سلسلے میں کہ بعض دفعہ قادیانی اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کردیتے ہیں۔ اور پھر مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو نکالا جائے۔ تو کیا قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں؟ اور مسلمانوں کے اس طرزِ عمل کا کیا جواز ہے؟ السائل: ملک بشیر احمد، ملتان

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قادیانی غیرمسلم اور زندیق ہیں، ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں، کسی غیرمسلم کی نمازِ جنازہ جائز نہیں، چنانچہ قرآن کریم میں اس کی صاف ممانعت موجود ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ، اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ کٰفِرُوْنَ" (التوبۃ:۸۴)

ترجمہ:... "اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جاوے

بھی، اور بحالتِ کفر مرا، آپ اس کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے
رسول سے، اور وہ مرگئے نافرمان۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

اسی طرح کسی غیرمسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں، جیسا کہ آیتِ کریمہ کے الفاظ "ولا تقم علیٰ قبرہ" سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں اور غیرمسلموں کے قبرستان ہمیشہ الگ الگ رہے، بلکہ کسی مسلمان کے اسلامی حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ علامہ سعدالدین مسعود بن عمر بن عبداللہ التفتازانیؒ (المتوفی ۷۹۱ھ) "شرح مقاصد" میں لکھتے ہیں کہ اگر ایمان، دل و زبان سے تصدیق کرنے کا نام ہو تو اقرار، رکنِ ایمان ہوگا، اور ایمان تصدیق مع الاقرار کو کہا جائے گا، لیکن اگر ایمان صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہو:

"فإن الإقرار حینئذ شرط لإجراء الأحکام علیہ فی الدنیا من الصلاۃ علیہ وخلفہ، والدفن فی مقابر المسلمین، والمطالبۃ بالعشور والزکوٰۃ ونحو ذلک۔"

(شرح مقاصد ج:۲ ص:۲۴۸ مطبوعہ دارالمعارف النعمانیہ لاہور)

ترجمہ:... "تو اقرار اس صورت میں اس شخص پر دنیا میں اسلام کے احکام جاری کرنے کے لئے شرط ہوگا، مثلاً اس کی نماز جنازہ پڑھنا، اس کے پیچھے نماز پڑھنا، اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، اس سے زکوٰۃ و عشر کا مطالبہ کیا جانا، اور اسی طرح کے دیگر امور۔"

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی ان اسلامی حقوق میں سے ایک ہے جو صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہیں، اور یہ کہ جس طرح کسی غیرمسلم کی اقتدا میں نماز جائز نہیں، اس کی نماز جنازہ جائز نہیں، اور اس سے زکوٰۃ اور عشر کا مطالبہ درست نہیں، ٹھیک اسی طرح کسی غیرمسلم مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ دینا بھی جائز نہیں، اور یہ کہ یہ مسئلہ تمام امتِ مسلمہ کا متفق علیہ اور مسلّمہ مسئلہ ہے، جس

میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ ذیل میں مذاہب اربعہ کی مستند کتابوں سے اس مسئلے کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں، واللہ الموفق!

فقہ حنفی:

شیخ زین الدین ابن نجیم المصری (المتوفی ۹۷۰ھ) "الاشباہ والنظائر" کے فن اوّل قاعدہ ثانیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"قال الحاکم فی الکافی من کتاب التحری: واذا اختلط موتی المسلمین وموتی الکفار فمن کانت علیہ علامۃ المسلمین صلی علیہ ومن کانت علیہ علامۃ الکفار ترک، فان لم تکن علیہم علامۃ والمسلمون اکثر غسلوا وکفنوا وصلی علیہم وینوون بالصلاۃ والدعاء للمسلمین دون الکفار ویدفنون فی مقابر المسلمین، وان کان الفریقان سواء او کانت الکفار اکثر لم یصل علیہم ویغسلون ویکفنون ویدفنون فی مقابر المشرکین۔" (الاشباہ والنظائر ج:۱ ص:۱۵۱، تحریر حاشیہ "نفع المفتی والسائل" از مولانا عبدالحی لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) اور قرآن کتاب بلیاذ)

ترجمہ:... "امام حاکم" الکافی" کی کتاب التحری میں فرماتے ہیں: اور جب مسلمان اور کافر مردے خلط ملط ہوجائیں تو جن مردوں پر مسلمانوں کی علامت ہوگی ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اور جن پر کفار کی علامت ہوگی ان کی نمازِ جنازہ نہیں ہوگی۔

اور اگر ان پر کوئی شناختی علامت نہ ہو تو اگر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب کو غسل و کفن دے کر ان کی نمازِ جنازہ پڑھی

جائے گی، اور نیت یہ کی جائے گی کہ ہم صرف مسلمانوں پر نماز پڑھتے اور ان کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اور ان سب کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ اور اگر دونوں فریق برابر ہوں یا کافروں کی اکثریت ہو تو ان کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، ان کو غسل و کفن دے کر غیرمسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔"

مندرجہ بالا مسئلے سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان اور کافر مُردے مختلط ہوجائیں اور مسلمانوں کی شناخت نہ ہوسکے تو اگر دونوں فریق برابر ہوں، یا کافر مُردوں کی اکثریت ہو تو اس صورت میں مسلمان مُردوں کو بھی اشتباہ کی بنا پر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہ ہوگا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ جو مُردہ قطعی طور پر غیرمسلم، مرتد قادیانی ہو، اس کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بدرجۂ اَولیٰ جائز نہیں، اور کسی صورت میں بھی اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

نیز "الاشباہ" فنِ ثانی، کتاب السیر، باب المرتد کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"واذا مات أو قتل علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا أھل ملّة وانما یلقی فی حفرة کالکلب."

(الأشباہ والنظائر ج:۱ ص:۱۹۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

ترجمہ:... "اور جب مرتد مرجائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کردیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، اور نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں، بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔"

مندرجہ بالا جزئیہ قریباً تمام کتبِ فقہیہ میں کتاب الجنائز اور کتاب السیر "باب المرتد" میں ذکر کیا گیا ہے، مثلاً درمختار میں ہے:

"أما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب."

ترجمہ:... "لیکن مرتد کو کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔"

علامہ محمد امین ابن عابدین شامیؒ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"ولا یغسل ولا یکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دینھم۔ بحر عن الفتح۔"

(رد المحتار ج:۲ ص:۲۳۰ طبع کراچی)

"یعنی نہ اسے غسل دیا جائے، نہ کفن دیا جائے، نہ اسے ان لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا۔"

قادیانی چونکہ زندیق اور مرتد ہیں، اس لئے اگر کسی کا عزیز قادیانی مرتد ہوجائے تو نہ اسے غسل دے، نہ کفن دے، نہ اسے مرزائیوں کے سپرد کرے، بلکہ گڑھا کھود کر اسے کتے کی طرح اس میں ڈال دے۔ اسے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں، بلکہ کسی اور مذہب و ملت کے قبرستان یا مرگھٹ مثلاً یہودیوں کے قبرستان اور نصرانیوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔

مالکی مذہب:

قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المالکی الاشبیلی المعروف بابن العربی (المتوفی ۵۴۳ھ) سورۃ الاعراف کی آیت:۱۷۲ کے تحت متأوّلین کے کفر پر گفتگو کرتے ہوئے "قدریہ" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اختلف علماء المالکیۃ فی تکفیرھم علٰی قولین، فالصریح من أقوال مالک تکفیرھم۔"

ترجمہ:... "علمائے مالکیہ کے ان کی تکفیر میں دو قول ہیں، چنانچہ امام مالکؒ کے اقوال سے صاف طور پر ثابت ہے کہ وہ کافر ہیں۔"

آگے دوسرے قول (عدم تکفیر) کی تضعیف کرنے کے بعد امام مالکؒ کے قول پر تفریع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فلا يناكحوا، ولا يصلى عليهم، فإن خيف عليهم الضيعة . . . دفنوا كما يدفن الكلب.

فإن قيل: وأين يدفنون؟ قلنا: لا يؤذى بجوارهم مسلم."

(احکام القرآن جلد دوم صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ”نہ ان سے رشتہ ناتا کیا جائے، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے، اور اگر ان کا کوئی ولی وارث نہ ہو اور ان کی نعش کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے۔

اگر یہ سوال ہو کہ انہیں کہاں دفن کیا جائے؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ان کی ہمسائیگی سے ایذا نہ دی جائے، یعنی مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن نہ کیا جائے۔“

فقہ شافعی:

الشیخ الامام جمال الدین ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی الشافعی (المتوفی ۴۷۶ھ) اور امام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"قال المصنف رحمه الله: ولا يدفن كافر في مقبرة المسلمين ولا مسلم في مقبرة الكفار.

الشرح: اتفق أصحابنا رحمهم الله على أنه لا يدفن مسلم في مقبرة كفار ولا كافر في مقبرة مسلمين ولو ماتت ذمية حامل بمسلم ومات جنينها في جوفها ففيه أوجه (الصحيح) أنها تدفن بين مقابر المسلمين والكفار ويكون ظهرها إلى القبلة لأن وجه الجنين إلى ظهر أمه هكذا قطع به ابن الصباغ والشاشي وصاحب

البیان وغیرهم وهو المشهور."

(شرح مہذب ج:۵ ص:۲۸۵، طبع بیروت)

ترجمہ:... "مصنف فرماتے ہیں: اور دفن کیا جائے کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں، اور نہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں۔

شرح:... اس مسئلے میں ہمارے اصحاب (شافعیہ) کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں اور کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا، اور اگر کوئی ذمی عورت مرجائے، جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی، اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مرچکا ہے تو اس میں چند وجوہ ہیں، صحیح یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں اور کافروں کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے گا اور اس کی پشت قبلہ کی طرف کی جائے گی، کیونکہ پیٹ کے بچے کا منہ اس کی ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔ ابن الصباغ، شاشی، صاحب البیان اور دیگر حضرات نے اسی قول کو جزماً اختیار کیا ہے، اور یہی ہمارے مذہب کا مشہور قول ہے۔"

فقہ حنبلی:

الشیخ الامام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۲۰ھ) المغنی میں، اور امام شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۸۲ھ) الشرح الکبیر میں لکھتے ہیں:

"مسألة: قال: وان ماتت نصرانية وهي حاملة من مسلم دفنت بين مقبرة المسلمين ومقبرة النصارى، اختار هذا أحمد لأنها كافرة لا تدفن في مقبرة

المسلمین فیتأذوا بعذابها ولا فی مقبرة الکفار لأن ولدها مسلم فیتأذی بعذابهم وتدفن منفردة مع أنه روی عن واثلة بن الأسقع مثل هذا القول وروی عن عمر أنها تدفن فی مقابر المسلمین. قال ابن المنذر: لا یثبت ذلک. قال أصحابنا: ویجعل ظهرها إلی القبلة علی جانبها الأیسر لیکون وجه الجنین إلی القبلة علی جنبه الأیمن لأن وجه الجنین إلی ظهرها۔"

(المغنی مع شرح الکبیر ج۲ ص۴۲۳ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۳ھ)

ترجمہ: ''اور اگر نصرانی عورت، جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی، مر جائے تو اسے (نہ تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، اور نہ نصاریٰ کے قبرستان میں، بلکہ) مسلمانوں کے قبرستان اور نصاریٰ کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے۔ امام احمد نے اس جواب کو اس لئے اختیار کیا ہے کیونکہ وہ عورت تو کافر ہے، اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا کہ اس کے عذاب سے مسلمان مُردوں کو ایذا ہوگی اور نہ اسے کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا کیونکہ اس کے پیٹ کا بچہ مسلمان ہے، اسے کافروں کے عذاب سے ایذا ہوگی۔ اس لئے اس کو الگ دفن کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اسی قول کی مثل مروی ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ ایسی عورت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ابن المنذر کہتے ہیں کہ یہ روایت حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں۔

ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس نصرانی عورت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر اس کی پشت قبلے کی طرف کی جائے، تاکہ بچے کا

منہ قبلے کی طرف رہے، اور وہ دائیں کروٹ پر ہو، کیونکہ پیٹ میں بچے کا چہرہ عورت کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔“

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ شریعتِ اسلامی کا متفق علیہ اور مسلّم مسئلہ ہے کہ کسی غیرمسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔ شریعتِ اسلامی کا یہ مسئلہ اتنا صاف اور واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا حوالہ دیا ہے، چنانچہ جھوٹے مدعیانِ نبوّت کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے:

”حافظ صاحب! یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں، وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابلِ اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعوے پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی، اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہوسکتا ہے جب تک اسی زمانے کی کسی تحریر کے ذریعے سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ افترا اور جھوٹے دعویٔ نبوّت پر مرے، اور ان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔“

(تحفۃ الندوہ ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۹۵ مطبوعہ لندن)

اسی رسالے میں آگے چل کر لکھا ہے:

”پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لئے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرضِ محال کوئی کتاب الہامی مدعیٔ نبوّت کی نکل آوے، جس کو وہ قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہو، جس کی صفت میں لاریب ہے، جیسا کہ میں کہتا ہوں، اور پھر یہ بھی ثابت ہوجائے کہ وہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں

اس کو دفن نہ کیا۔"

(تحفۃ الندوہ ص:۱۲، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۹۹، ۱۰۰ مطبوعہ لندن)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دونوں عبارتوں سے تین باتیں واضح ہوئیں:

ایک یہ کہ جھوٹا مدعیٔ نبوت کافر و مرتد ہے، اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر و مرتد ہیں، وہ کسی اسلامی سلوک کا مستحق نہیں۔

دوم یہ کہ کافر و مرتد کی نماز جنازہ نہیں، اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔

سوم یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے، اور وہ اپنی شیطانی وحی کو نعوذ باللہ... قرآن کریم کی طرح سمجھتا ہے۔

پس اگر گزشتہ دور کے جھوٹے مدعیانِ نبوت اس کے مستحق ہیں کہ ان کو اسلامی برادری میں شامل نہ سمجھا جائے، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے، تو مرزا غلام احمد قادیانی (جس کا جھوٹا دعویٰ نبوت اظہر من الشمس ہے) اور اس کی ذریتِ خبیثہ کا بھی یہی حکم ہے کہ نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے، اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔

رہا یہ سوال کہ اگر قادیانی چپکے سے اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دیں تو اس کا کیا کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ علم ہو جانے کے بعد اس کا اُکھاڑنا واجب ہے، اور اس کی چند وجہیں ہیں:

اوّل یہ کہ مسلمانوں کا قبرستان، مسلمانوں کی تدفین کے لئے وقف ہے، کسی غیرمسلم کا اس میں دفن کیا جانا "غصب" ہے۔ اور جس مردے کو غصب کی زمین میں دفن کیا جائے اس کا نبش (اُکھاڑنا) لازم ہے، جیسا کہ کتبِ فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے، کیونکہ کافر و مرتد کی لاش، جبکہ غیرمحل میں دفن کی گئی ہو، لائقِ احترام نہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ میں باب باندھا ہے: "باب ھل تنبش قبور

مشرکی الجاهلیة الخ" اور اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ مسجد نبوی کے لئے جو جگہ خریدی گئی اس میں کافروں کی قبریں تھیں:

"فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین فنبشت." (صحیح بخاری ج۱ ص۶۱)

ترجمہ:... "پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ اکھاڑ دی گئیں۔"

حافظ ابن حجرؒ امام بخاریؒ کے اس باب کی شرح میں لکھتے ہیں:

"ای دون غیرها من قبور الانبیاء واتباعهم لما فی ذلک من الاهانة لهم بخلاف المشرکین فانهم لا حرمة لهم." (فتح الباری ج۱ ص۵۲۳ مطبوعہ دار نشر لاہور)

ترجمہ:... "مشرکین کی قبروں کو اکھاڑا جائے گا، انبیائے کرام اور ان کے متبعین کی قبروں کو نہیں، کیونکہ ان میں ان کی اہانت ہے بخلاف مشرکین کے، کہ ان کی کوئی حرمت نہیں۔"

حافظ بدرالدین عینیؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"(فان قلت) کیف یجوز اخراجهم من قبورهم والقبر مختص بمن دفن فیه فقد حازه فلا یجوز بیعه ولا نقله عنه.

(قلت) تلک القبور التی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنبشها لم تکن املاکا لمن دفن فیها بل لعلها غصبت فلذلک باعها ملاکها وعلی تقدیر التسلیم انها حبست فلیس بلازم انما اللازم تحبیس المسلمین لا الکفار ولهذا قالت الفقهاء اذا دفن المسلم فی ارض مغصوبة یجوز اخراجه فضلا عن

المشرک۔" (عمدۃ القاری ج:۴ ص:۱۷۹)

ترجمہ:... "اگر کہا جائے کہ مشرک و کافر مُردوں کو ان کی قبروں سے نکالنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ قبر مدفون کے ساتھ مختص ہوتی ہے، اس لئے نہ اس جگہ کو بیچنا جائز ہے اور نہ مُردے کو وہاں سے منتقل کرنا جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبریں جن کے اُکھاڑنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا، ان میں دفن ہونے والوں کی مِلک نہیں تھیں، بلکہ وہ جگہ غصب کی گئی تھی، اس لئے مالکوں نے اس کو فروخت کردیا۔ اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ جگہ ان مُردوں کے لئے مخصوص کردی گئی تھی، تب بھی یہ لازم نہیں، کیونکہ مسلمانوں کا قبروں میں رکھنا لازم ہے، کافروں کا نہیں۔ اسی بنا پر فقہاء نے کہا ہے کہ جب مسلمان کو غصب کی زمین میں دفن کردیا گیا ہو تو اس کا نکالنا جائز ہے، چہ جائیکہ کافر و مشرک کا نکالنا۔"

پس جو قبرستان کہ مسلمانوں کے لئے وقف ہے، اس میں کسی قادیانی کو دفن کرنا اس جگہ کا غصب ہے، کیونکہ وقف کرنے والے نے اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کیا ہے، کسی کافر و مرتد کو اس وقف کی جگہ میں دفن کرنا غاصبانہ تصرف ہے، اور وقف میں ناجائز تصرف کی اجازت دینے کا کوئی شخص بھی اختیار نہیں رکھتا، بلکہ اس ناجائز تصرف کو ہر حال میں ختم کرنا ضروری ہے، اس لئے جو قادیانی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہو اس کو اُکھاڑ کر اس غصب کا ازالہ کرنا ضروری ہے، اور اگر مسلمان اس تصرفِ بے جا اور غاصبانہ حرکت پر خاموش رہیں گے، اور اس غصب کے ازالے کی کوشش نہیں کریں گے تو سب گنہگار ہوں گے۔ اور اس کی مثال بالکل ایسی ہوگی کہ جو جگہ مسجد کے لئے وقف ہو، اس میں گرجا اور مندر بنانے کی اجازت دے دی جائے، یا اگر اس جگہ پر غیرمسلم قبضہ کرکے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرلیں تو اس ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضے کا ازالہ مسلمانوں پر فرض ہوگا۔ اسی طرح مسلمانوں کے قبرستان میں، جو کہ مسلمانوں کے لئے وقف ہے، اگر غیرمسلم

قادیانی ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضہ کرلیں تو اس کا ازالہ بھی واجب ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا مسلمان مُردوں کے لئے ایذا کا سبب ہے، کیونکہ کافر اپنی قبر میں معذّب ہے اور اس کی قبر محلِ لعنت وغضب ہے، اس کے عذاب سے مسلمان مُردوں کو ایذا ہوگی۔ اس لئے کسی کافر کو مسلمانوں کے درمیان دفن کرنا جائز نہیں، اور اگر دفن کردیا گیا ہو تو مسلمانوں کو ایذا سے بچانے کے لئے اس کو وہاں سے نکالنا ضروری ہے، اس کی لاش کی حرمت کا نہیں، اور مسلمان مُردوں کی حرمت کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ امام ابوداؤدؒ نے کتاب الجہاد "باب النھی عن قتل من اعتصم بالسجود" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

"أنا بریء من کل مسلم یقیم بین أظھر المشرکین، قالوا: یا رسول اللہ لم؟ قال: لا ترایا ناراھما۔" (ابوداؤد ج:۱ ص:۳۵۶)

ترجمہ:... "میں بَری ہوں ہر اس مسلمان سے جو کافروں کے درمیان مقیم ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا: دونوں کی آگ ایک دوسرے کو نظر نہیں آنی چاہئے۔"

نیز امام ابوداؤدؒ نے آخر کتاب الجہاد "باب فی الإقامة بأرض الشرک" میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"من جامع المشرک وسکن معه فإنه مثله۔" (ابوداؤد ج:۲ ص:۳۹)

ترجمہ:... "جس شخص نے مشرک کے ساتھ سکونت اختیار کی وہ اسی کی مثل ہوگا۔"

پس جبکہ دنیا کی عارضی زندگی میں کافر و مسلمان کی مشترک سکونت کو گوارا نہیں فرمایا گیا، تو قبر کی طویل ترین زندگی میں اس اجتماع کو کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے؟

تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت اور ان کے لئے دُعا

واستغفار کا حکم ہے، جبکہ کسی کافر کے لئے دعا و استغفار اور ایصالِ ثواب جائز نہیں۔ اس لئے لازم ہوا کہ کسی کافر کی قبر مسلمانوں کے قبرستان میں نہ رہنے دی جائے، جس سے زائرین کو دھوکا لگے، اور وہ کافر مردوں کی قبر پر کھڑے ہوکر دعا و استغفار کرنے لگیں۔

حضرات فقہاء نے مسلم و کافر کے امتیاز کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ اگر کسی غیرمسلم کا مکان مسلمانوں کے محلے میں ہو تو اس پر علامت کا ہونا ضروری ہے کہ یہ غیرمسلم کا مکان ہے تاکہ کوئی مسلمان وہاں کھڑے ہوکر دعا و سلام نہ کرے، جیسا کہ "کتاب السیر باب احکام اہل الذمۃ" میں فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کسی غیرمسلم کو خصوصاً کسی قادیانی مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ اور اگر دفن کردیا گیا ہو تو اس کا اُکھاڑنا اور مسلمانوں کے قبرستان کو اس مردار سے پاک کرنا ضروری ہے۔

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

اسلام لانے کی شرائط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

مکرم و محترم عزیزت السلام علیکم، آداب و دعوات!

خط بند کر چکا تھا، خیال آیا کہ دعوتِ اسلام کے بارے میں بھی دو حرف لکھ دوں، جیسا کہ گزشتہ عریضہ میں لکھ چکا ہوں، اس دعوت سے دو مقصد ہیں (بطور منع الخلو) یا تو اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت سے نواز دیں گے، تو یہ آپ کے لئے اور آپ کے طفیل اس ناکارہ کے لئے ذریعۂ نجات بن جائے گا، یا کم از کم آپ میری دعوت کے گواہ تو بن ہی جائیں گے، یہ بھی ان شاء اللہ میرے لئے ذریعۂ نجات ہوگا۔

رہا آپ کا یہ ارشاد کہ کلمہ ”محمد رسول اللہ“ تو آپ اب بھی پڑھتے ہیں، اسلام لانے کے بعد کون سا کلمہ پڑھنے کا حکم ہوگا؟ یا یہ کہ اب آپ اس کلمے سے کیوں مسلمان نہیں ہوتے، پھر کیسے ہو جائیں گے؟

اس کے بارے میں گزارش ہے کہ کلمہ ”محمد رسول اللہ“ سے مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر آپ کی فرمودہ ہر بات کو بغیر چون و چرا اور بغیر کسی خدشے کے مان لینا، جب تک یہ نہ ہو ایمان نہیں۔

علاوہ ازیں اسلام لانے کے لئے کلمہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ منافیٔ اسلام ادیان و مذاہب اور اقوال و افعال سے برأت بھی شرط ہے، جب تک یہ تبری (برأت) نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہوتا، مثلاً: ایک شخص کسی بت یا قبر یا بزرگ کو خدا کا مثل سمجھ کر سجدہ کرتا ہے تو اس کا یہ فعل اسلام کے منافی ہے، جب تک توبہ نہ کرے اس کا ”لا الٰہ الا اللہ“ پڑھنا کافی نہیں،

اسی طرح کوئی شخص کسی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل سمجھ کر "محمد رسول اللہ" کہتا ہے تو جب تک اس سے تبری (اظہارِ براءت) نہ کرے، اس کا کلمہ پڑھنا کافی نہ ہوگا، اور تبری کے بعد بھی اگرچہ الفاظ یہی پڑھے گا مگر اس کے عقیدے میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہوگا۔ فقط واللہ اعلم!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید

المرسلین وخاتم النبیین سیدنا محمد وعلیٰ آلہ

واصحابہ واتباعہ اجمعین

اسلام اور قادیانیت کا سوسالہ تصادم ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلے سے اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے، اس طویل عرصے میں بے شمار مناظرے، مباحثے اور مباہلے ہوتے رہے، سیکڑوں کتابوں اور رسالوں کے دفتر دونوں جانب تالیف کئے گئے، مگر اب ان میں سے کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ البتہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں، انہیں ہر ممکن طریقے سے اسلام کی دعوت دینا ہمارا فرض ہے، اور اس کی صورت فی الحال میری سمجھ میں آتی ہے کہ اسلام اور قادیانیت کے درمیان جو فرق ہے اسے واضح کرکے اپنے ان بھائیوں سے غور و فکر کی درخواست کی جائے، اور اگر توفیق رہبری کرے تو وہ احساس فرمائیں کہ انہوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، ائمہ دین اور اکابر امت مجددین والا راستہ نہیں ہے، جسے قرآن کریم نے "سبیل المؤمنین" فرمایا ہے، وہ اس سے ہٹ کر غلط راستے پر پڑ گئے ہیں۔ اس سلسلے کا یہ پہلا کتابچہ پیش خدمت ہے، جس میں مرزا قادیانی کے صرف ایک عقیدے کی (جو قادیانی لٹریچر میں "بعثت ثانیہ" کا عقیدہ کہلاتا ہے) تشریح کرتے ہوئے اس کے تاروپود کی تفصیل پیش کی گئی ہے، اور پھر یہ دکھایا گیا ہے کہ عقل و خرد کی میزان میں اس عقیدے کا کیا وزن ہے؟ اور یہ اپنے اندر کتنے عواقب رکھتا ہے؟ مرزا ناصر احمد قادیانی امیر جماعت ربوہ، اور جناب صدرالدین امیر جماعت لاہور سے نیز ان کی جماعت کے ہر عاقل و بالغ فرد سے بہ منت

ہی دردمندی سے گزارش کروں گا کہ وہ اس رسالے کے مندرجات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور اگر بات سمجھ میں آ جائے تو حق کو قبول کرنے سے عار نہ فرمائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے افراد مرزا غلام احمد قادیانی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت میں کسی سے کم نہیں۔ یہ رسالہ ان کے اس دعویٔ محبت کے لئے ایک امتحان کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کی طرف، جس پر امتِ اسلامیہ چودہ صدیوں سے چلی آ رہی ہے، پلٹ آنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ رسالے کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:

فصل اوّل:... محمد رسول اللہ۔

فصل دوم:... قادیانی بعثت کے آثار و نتائج۔

فصل سوم:... خصوصیاتِ نبوی اور مرزا غلام احمد قادیانی۔

فصل چہارم:... نبی بعثت پر قادیانی بعثت کی فضیلت۔

فصل پنجم:... دعوتِ غور و فکر۔

مسلمانوں سے التماس ہے کہ اس رسالے کو جہاں تک ممکن ہو ان بھولے ہوئے بھائیوں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس حقیری خدمت کو قبول فرمائیں اور اپنے بندوں کے قلوب کو حق و ہدایت کی طرف متوجہ فرمائیں۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا إِلٰى طَاعَتِكَ وَدِيْنِكَ،
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً
إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ
(خادم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)
جمعہ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

فصلِ اوّل

دو محمد رسول اللہ؟

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ سلسلۂ نبوّت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصبِ نبوّت پر فائز نہیں ہوگا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رسالت و نبوّت کا دور قیامت تک باقی رہے گا۔

اور یہ بھی نہیں کہ ایک بار تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کی حیثیت سے مکہ میں مبعوث کیا جائے، اور پھر کسی زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری بار خلعتِ نبوّت سے آراستہ کرکے کسی اور جگہ بھیجا جائے۔ نہیں! بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بعثت ہی ایسی کافی و شافی تھی کہ وہ قیامت تک قائم و دائم رہے گی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوّت کا آفتاب رہتی دُنیا تک تاباں و درخشاں رہے گا، نہ وہ کبھی غروب ہوگا، نہ اس کے بعد دوبارہ سلسلۂ نبوّت جاری کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی کی حیثیت سے دُنیا میں دوبارہ آنا من جانب اللہ مقدر تھا، چنانچہ ایک دفعہ چھٹی صدی مسیحی میں آپ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے، اور دُوسری بار اُنیسویں صدی مسیحی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں قادیان (ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔ لیکن یہ دُوسری دفعہ کی بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شکل میں نہیں ہوئی بلکہ اس بار مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ظہور کو مرزا قادیانی کی "خاص اصطلاح" میں "ظل" اور "بروز" کہا جاتا ہے۔

اس عقیدے کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہونے کی وجہ سے بعینہٖ "محمد رسول اللہ" ہیں، ان کا وجود بعینہٖ محمد رسول اللہ کا وجود ہے، اور ان کی آمد بعینہٖ محمد رسول اللہ کی آمد ہے۔ فرق ہے تو صرف یہ کہ پہلی تشریف آوری میں آپ "محمد" تھے... صلی اللہ علیہ وسلم... اور دوسری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "غلام محمد"... یا قادیانی اصطلاح میں صرف "احمد"... ہے۔ پہلی بعثت مکہ میں ہوئی تھی، اور دوسری قادیان میں، پہلی بعثت جلالی تھی اور دوسری جمالی۔ مرزا قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری... قادیانی... بعثت کا عقیدہ اتنی تکرار و اصرار اور صراحت و وضاحت سے درج کیا ہے کہ یہ عقیدہ قادیانی جماعت کا "مخصوص ترانہ" بن گیا اور ان کے عقیدت مند ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرنے لگے کہ "مرزا محمد است و عین محمد است۔"

"صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پہ وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب "احمد مجتبیٰ" بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا"

("الفضل" ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

اے میرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے ترے قربان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

("الفضل" قادیان مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

"مصطفیٰ میرزا بن کے آیا" اور "تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی" کے نعرے خالی از علت نہیں تھے، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ۲۰ سالہ تعلیم و تلقین کے ثمرات

تھے۔ اس مسئلے کی تفصیلات آگے آرہی ہیں، تاہم مزید تشریح کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے اکابر کے چند حوالے یہاں بھی پڑھ لیجئے:

۱:... "اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار (چھٹی صدی مسیحی) میں مبعوث ہوئے، ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار (تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں (قادیان میں) مبعوث ہوئے، اور یہ قرآن سے ثابت ہے، اس میں انکار کی گنجائش نہیں، ورنہ بجز اندھوں کے کوئی اس حق سے منہ نہیں پھیرتا...... اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، پس اس نے حق کا اور نصِ قرآن کا انکار کیا۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۸۰، ۱۸۱، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۰، ۲۷۱)

۲:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں، یا بہ تبدیلِ الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا، جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔"

(تحفہ گولڑویہ طبع اول ص:۱۰۲، خزائن ج:۱۷ ص:۲۴۹)

۳:... "جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکامِ الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے، ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔"

(خزائن ج:۱۷ ص:۲۵۳، تحفہ گولڑویہ ص:۹۶)

۴:... غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعث مقدر تھے، ایک بعث تکمیلِ ہدایت کے لئے، دوسرا بعث تکمیل

اشاعت ہدایت کے لئے۔"

(خزائن ج:۱۷ ص:۲۶۰، تحفہ گولڑویہ ص:۹۹)

۵:... "پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے...... اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریم کو امیوں یعنی مکہ والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک دوسری قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا، جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی، لیکن چونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے...... پس یہ وعدہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی کے لئے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ کے کمالات نبوت سے پورا حصہ لیا ہو، اور جو حسن اور احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا مشابہ ہو، اور جو آپ کی اتباع میں اس قدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بن جائے تو بلاریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریمؐ کا دنیا میں آنا ہے، اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی، حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں...... تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارا۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۰۴، ۱۰۵، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ/اپریل ۱۹۱۵ء)

۶:... "پس وہ جس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو وجودوں کے رنگ میں لیا، اس نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مخالفت کی، کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام

احمد قادیانی) کہتا ہے: ”صار وجودی وجودہ“ (میرا وجود آپ ہی کا وجود بن گیا ہے) اور جس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا، کیونکہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ: ”من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رای“ (جس نے میرے اور مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اس نے مجھے نہ دیکھا اور نہ پہچانا)۔“

(دیکھو خطبہ الہامیہ ص:۱۷۱، خزائن ج:۱۶ ص:۲۵۸) اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا۔“ (کلمۃ الفصل ص:۱۰۵)

ان حوالوں سے واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں، اور یہ کہ آپ کی دوسری بعثت قادیان میں مرزا غلام احمد کی شکل میں ہوئی۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی ”عین محمد“ ہیں اور یہ عقیدہ قادیانی جماعت کے ذہنوں میں کس حد تک راسخ ہے؟ اس کا اندازہ ایک قادیانی کے مندرجہ ذیل تاثر سے کیجئے:

”ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، اور شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول پاک کا نام سنایا جاتا ہے، یہی بات میرے ساتھ ہوئی، میں بھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ ”مسیح موعود محمد است وعین محمد است“۔“ (”الفضل“ قادیان، ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۶۸ طبع پنجم)

مجھے چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے عقائد کو ذکر کرنا ہے، ان کی تردید مقصود نہیں، اس لئے میں اس پر بحث نہیں کروں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے

وہ اللہ تعالیٰ کا منکر اور قرآن کا منکر ہے (دیکھئے حوالہ نمبر ا)۔ اب یہ فیصلہ خود اہل عقل کو کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ عقیدہ اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی "قادیانی بعثت" کا عقیدہ اپنا کر سبیل المؤمنین (اہل ایمان کے راستے) کی پیروی کی ہے یا وہ اس سے ہٹ کر کسی اور ہی راہ پر چل نکلے ہیں...؟

فصل دوم

قادیانی بعثت کے آثار و نتائج

"محمد رسول اللہ" کا دنیا میں دوبارہ آنا (اور پھر قادیان میں مبعوث ہوکر مرزا غلام احمد کی شکل میں ظاہر ہونا) اپنے جلو میں اور بھی چند ایک عقائد رکھتا ہے، جن کے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے لوگ قائل ہیں، ان سے پہلے دنیا کا کوئی مسلمان ان کا قائل نہیں ہوا ہے، بلکہ تمام امت مسلمہ ان عقائد کو کفر صریح سمجھتی رہی ہے۔

عقیدہ ا:... خاتم النبیین کے بعد عام گمراہی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمیت کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب ہدایت دنیا سے مفقود ہو، اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کبھی گمراہی پر متفق ہو، جیسا کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے "محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ" کا روپ دھارنے کے لئے یہ نظریہ ایجاد کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جو ہدایت لے کر آئے تھے، وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت ثانیہ کا دور (۱۳۰۰ھ) شروع ہونے سے پہلے ختم ہوچکی تھی، دنیا میں چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا، زمین میں نہ دین تھا، نہ ایمان تھا، نہ ہدایت تھی، نہ کتاب ہدایت تھی، وہ یہ سب کچھ دنیا کو مرزا غلام احمد قادیانی کی بدولت دوبارہ نصیب ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بعثت ثانیہ کا عقیدہ تب ممکن ہے جبکہ پہلے یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا نور بجھ چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا چراغ گل

ایمان دُنیا سے اُٹھ جائے گا تب اللہ تعالیٰ ایک فارسی الاصل کو کھڑا کرے گا تاکہ وہ نئے سرے سے لوگوں کو اسلام پر قائم کرے۔۔۔۔۔۔ ایمان واقعی ثریا پر چلا گیا تھا، مسیح موعود (مرزا) اسے پھر دُنیا میں لایا۔“ (کلمۃ الفصل ص:۱۰۲)

۲:... ”ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی، مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دُنیا سے اُٹھ گیا ہے، اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو بروزی طور پر (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں) دوبارہ دُنیا میں مبعوث کرکے آپ پر قرآن شریف اُتارا جاوے۔“ (کلمۃ الفصل ص:۱۷۳)

الغرض دُوسری بعثت کے عقیدے سے پہلے یہ عقیدہ ضروری ٹھہرا ہے کہ رسالتِ محمدی کا آفتاب دُنیا کے مطلع سے ڈوب چکا تھا، اس کی کوئی روشنی باقی نہ تھی، نہ ایمان تھا، نہ اسلام تھا، نہ قرآن تھا، چاروں طرف بس اندھیرا ہی اندھیرا تھا، یہ سب کچھ مرزا قادیانی کی بعثت کے طفیل دوبارہ ملا۔

عقیدہ ۲:... پہلی اور دُوسری بعثت کا الگ الگ دور!

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو الگ الگ بعثتیں ذکر کیں، ایک کی بعثت بشکلِ محمد اور دُوسری قادیانی بعثت بشکلِ غلام احمد تو لامحالہ ان دونوں بعثتوں کا دور بھی الگ الگ ہوگا، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی سے دُوسری بعثت کا دور شروع ہوتا ہے اور یہ کہ تیرھویں صدی کے آخر میں پہلی بعثت کی تمام برکات ختم ہوگئی تھیں، حتیٰ کہ قرآن، ایمان اور اسلام بھی اُٹھ چکا تھا، اور یہ سب کچھ اُمت کو دُوسری بعثت کے طفیل سے دوبارہ نصیب ہوا۔ اس سے از خود یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ تیرھویں صدی پہلی بعثت کا دور ختم ہوچکا، اور اب چودھویں صدی سے قادیانی بعثت کا

دائرہ شروع ہوتا ہے لہٰذا انسانیت کی نجات و فلاح کے لئے نئی بعثت کا اقرار لازمی ہے، اور اسلام کا صرف وہی ایڈیشن معتبر، قابل عمل اور موجب نجات ٹھہرتا ہے، جس پر قادیانی بعثت کی مہر ہو، چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں:

”اور پھر اس کو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اسلام کیسا اسلام ہے جو انسان کو نجات نہیں دلا سکتا، کیونکہ ہم حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے صریح الفاظ میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ میرے ماننے کے بغیر نجات نہیں، جیسا کہ آپ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۳ (خزائن ج:۱۷ ص:۴۳۰) پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

”ایسا ہی یہ آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلّٰی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائیں گے تب آخری زمانے میں ایک ابراہیم (مرزا غلام احمد) پیدا ہوگا، اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔“

پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۸۲ (خزائن ج:۲۱ ص:۱۰۸، ۱۰۹) میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”انہی دنوں میں سے ایک فرقے کی بنیاد ڈالی جاوے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقے کی حمایت کے لئے ایک قرنا بجائے گا اور اس قرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقے کی طرف کھینچا آئے گا، بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔“

ایسا ہی اشتہار ”معیار الاخیار“ میں آپ ”مرزا غلام احمد قادیانی“ لکھتے ہیں کہ:

”خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ

سے الگ رہے گا وہ کاٹا جاوے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات ج:۲ ص:۳۱۹ طبع لندن)

پھر ایک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا الہام ہے
جو آپ نے اپنے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ:۸
پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں
داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی
کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(تذکرہ ص:۳۳۶، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۲۷۵)

اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں ورنہ
حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا
کیا ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۲۸، ۱۲۹)

خلاصہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٔ نبوت والے عقیدے کا ایک اہم ترین نتیجہ یہ ہے کہ تیرھویں صدی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و ارشادات پر عمل کرنا موجبِ نجات نہیں، بلکہ یہ ساری چیزیں کالعدم، لغو اور بے کار ہیں جب تک کہ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لایا جائے، کیونکہ تیرھویں صدی کے بعد کی رسالت و نبوت کا دور نہیں رہا، بلکہ قادیانی رسالت و نبوت کا دور شروع ہوچکا ہے، اور اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی بھی وہی حیثیت ہوگی جو رسالتِ محمدیہ کے دور میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی ہے، یعنی مرزا بشیر احمد کے الفاظ میں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا،
یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو

نہیں، تو وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

یہ تو قادیانی عقیدہ ہوا، اس کے برعکس اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ رسالتِ محمدیہ کا دور تیرھویں صدی تک محدود نہیں، بلکہ قیامت تک ہے، اس لئے ایمان و کفر کا معیار آج بھی وہی ہے جو چودھویں صدی سے پہلے تھا، اور یہی معیار قیامت تک قائم رہے گا۔ اب اہلِ عقل کو غور کرنا چاہئے کہ کیا قادیانی عقیدے کے مطابق رسالتِ محمدیہ (یا مرزا قادیانی کی اصطلاح میں پہلی بعثت) منسوخ اور کالعدم ہوجاتی ہے یا نہیں؟

عقیدہ ۳:... جانشینِ کمالاتِ محمدیہ:

جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر ہونے کی وجہ سے بعینہٖ "محمد رسول اللہ" بن گئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی لازم ٹھہرا کہ وہ تمام اوصاف و کمالات جو پہلی بعثت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں پائے جاتے تھے وہ اب بروزی رنگ میں، پورے کے پورے جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے نام رجسٹرڈ ہوچکے ہیں، جو منصب و مقام تیرھویں صدی تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا، وہ اب مرزا غلام احمد قادیانی کو تفویض کیا جاچکا ہے، اور جس مسندِ رسالت پر پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فروز تھے، اب اس پر جناب مرزا غلام احمد قادیانی رونق افروز ہیں۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت اس عقیدے کا بھی برملا اظہار کرتی ہے، ان کے بے شمار حوالوں میں سے چند حوالے درج ذیل ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے

علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔“

(اشتہار: ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲)

دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

”مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں، میرا نفس درمیان نہیں ہے، بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دُوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ، رُوحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا ترجمان ”الفضل“ لکھتا ہے:

”پس جبکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے، یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دُوئی اور مغایرت نہیں رکھتے، بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں، گو یا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں......“

(اخبار ”الفضل“ قادیان، جلد نمبر:۳ شمارہ نمبر:۳۷ مؤرخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۷۳)

”گزشتہ مضمون مندرجہ ”الفضل“ مؤرخہ ۱۶ ستمبر میں میں نے محض بفضلِ الٰہی اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) باعتبار نام، کام، آمد، مقام، مرتبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں، یا یوں کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ (دُنیا کے) پانچویں ہزار میں

مبعوث ہوئے تھے، اب بھی اسی وقت جمیع کمالات کے ساتھ
بروز کی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔"

("الفضل" مورخہ ۸/ اکتوبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۷۷)

ان حوالوں سے قادیانی عقیدے کا نقشہ بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بعینہٖ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات حاصل ہیں اور چودھویں صدی سے "محمد رسول اللہ" کی مسندِ رسالت پر مرزا غلام احمد قادیانی متمکن ہیں۔ کیا کوئی مسلمان ایک لمحے کے لئے بھی اس عقیدے کو تسلیم کرسکتا ہے...؟

فصلِ سوم

خصوصیاتِ نبوی اور مرزا غلام احمد قادیانی

اوپر تو صرف اجمالی عقیدہ تھا کہ "مرزا غلام احمد قادیانی بعینہٖ محمد ہیں" اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، کام، مقام و منصب، شرف و مرتبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و کمالاتِ نبوت سب کچھ مرزا کو حاصل ہے، جو کچھ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اب "بعثتِ ثانیہ" کے شکل میں وہ سب کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس ہے۔ آیئے! اب یہ دیکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے بعثتِ ثانیہ کے پردے میں مرزا قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و خصوصیات کس فیاضی سے عطا کئے ہیں۔

عقیدہ ۱:... قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آیت "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ" کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ یہ آیت مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کی تعریف و توصیف میں نازل ہوئی۔ (تذکرہ طبع دوم ص:۵۷)

عقیدہ ۲:... قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت کا رسول بناکر بھیجا ہے، مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ "چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول

مرزا غلام احمد ہے۔" (تذکرہ ص:۳۶۰)

مرزا بشیر احمد قادیانی ایم۔اے لکھتے ہیں:

"ان سب لوگوں کا (یعنی انبیائے سابقین کا) کام خصوصیات زمانی اور مکانی کی وجہ سے ایک تنگ دائرے میں محدود تھا، لیکن مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) چونکہ تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ہرگز نبوت کا خلعت نہیں پہنایا جب تک اس نے نبی کریم کی اتباع میں چل کر آپ کے تمام کمالات کو حاصل نہ کرلیا۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۴)

خود مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فوقیت و برتری بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں، کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے، اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۳، خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۷)

عقیدہ۳:... قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ ساری دنیا کے لئے "بشیر و نذیر" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، لیکن قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب دنیا کا بشیر و نذیر مرزا غلام احمد ہے۔ (تذکرہ ص:۱۵۳)

عقیدہ۴:... قرآنی عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،

مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب رحمتہ للعالمین مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

(تذکرہ ص:۸۳، ۹۹، ۲۳۲، ۴ طبع دوم، ص:۸۱، ۸۵، ۳ طبع سوم)

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا ترجمان ''الفضل'' لکھتا ہے:

''یہ مسلمان کیا شے ہے کہ دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں، تاوقتیکہ وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی صداقت پر ایمان نہ لائیں، جو فی الحقیقت وہی فخر المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا، وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمتہ للعالمین بن کر آیا تھا۔'' (''الفضل'' مؤرخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۶۴)

عقیدہ ۵:... قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ نجات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ممکن ہے، اور قادیانی عقیدے کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی تعلیم کی پیروی ہی موجب نجات ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا..... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔''

(حاشیہ اربعین نمبر۴ ص:۶، خزائن ج:۱۷ ص:۴۳۵)

عقیدہ ۶:... قرآنی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور قادیانی عقیدے کے مطابق اب یہ منصب بروزی طور پر غلام احمد قادیانی کا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

ا:... ''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت

وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲)

۳:... "پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں، مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے، بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہوکر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔"

(نزول المسیح ص:۲، خزائن ج:۱۸ ص:۳۸۰، ۳۸۱)

۴:... "ہلاک ہوگئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول (مرزا غلام احمد قادیانی) کو قبول نہ کیا، مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح ص:۵۶، خزائن ج:۱۹ ص:۶۱)

عقیدہ ۷:... قرآن کریم کے مطابق صاحبِ کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ آیت "انا اعطینٰک الکوثر" مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص:۱۰۲، خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۵)

عقیدہ ۸:... قرآنی عقیدہ ہے کہ صاحبِ اسراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ صاحبِ معراج بھی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں، کیونکہ آیت "سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ" ان پر نازل ہوئی ہے۔

(تذکرہ ص:۸۱ طبع دوم، طبع سوم ص:۷۶، ۵۲۵، ۶۳)

عقیدہ ۹: مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بحالت بیداری جسم اطہر کے ساتھ ہوئی تھی، چنانچہ خود مرزا قادیانی نے بھی اعتراف کیا ہے کہ قریباً تمام صحابہ کا اسی پر اجماع تھا، وہ لکھتا ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع جسمی کے بارے

یعنی یقین اس پر رکھتے ہیں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ قریباً تمام صحابہؓ کا یہی اعتقاد تھا، جیسے کہ مسیح کے اٹھائے جانے کی نسبت اس زمانے کے لوگ اعتقاد رکھتے ہیں، یعنی جسم کے ساتھ اٹھائے جانا اور پھر جسم کے ساتھ اُترنا۔"

(ازالہ اوہام ص:۲۸۹، خزائن ج:۳ ص:۲۴۷)

صحابہؓ کے دور سے آج تک مسلمانوں کا اسی پر اجماع چلا آتا ہے، لیکن قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ: "معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا، بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجے کا کشف تھا۔" اور یہ کہ: "مرزا خود بھی اس قسم کے کشفوں میں صاحب تجربہ ہیں۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام ص:۴۷-۴۸، خزائن ج:۳ ص:۱۲۶)

"گویا معراج جسمانی تو کجا! معراج کشفی بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اس کا بارہا تجربہ ہوچکا ہے۔

عقیدہ۱۵:... قرآنی عقیدہ ہے کہ قاب قوسین کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہے، مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ یہ منصب مرزا غلام احمد قادیانی کو حاصل ہے۔

(تذکرہ ص:۷۷۱ طبع دوم، طبع سوم ص:۳۹۵)

عقیدہ۱۶:... قرآنی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ: "خدا عرش پر مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف کرتا ہے اور اس پر درود بھیجتا ہے۔"

(تذکرہ ص:۱۰۵، اربعین نمبر۲ ص:۳۰، خزائن ج:۱۷ ص:۳۶۹)

عقیدہ۱۷:... مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی باعثِ تخلیقِ کائنات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود نہ ہوتا تو کائنات وجود میں نہ آتی، لیکن قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کائنات صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی خاطر پیدا کی گئی ہے، وہ نہ ہوتے تو آسمان و زمین وجود میں نہ آتے، نعوذ باللہ! چنانچہ مرزا غلام

احمد قادیانی کا الہام ہے:

''لولاک لما خلقت الافلاک، یعنی اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۹۹، خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۲)

عقیدہ ۳۳:... اسلامی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر اور سید الانبیاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے اعلیٰ و ارفع ہے، لیکن قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی تمام انبیاء سے افضل ہیں، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

''آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۸۹، خزائن ج:۲۲ ص:۹۲)

اور اسی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی یہ ترانہ گاتے ہیں:

''انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین''

(نزول المسیح ص:۹۹-۱۰۰، خزائن ج:۱۸ ص:۴۷۷-۴۷۸)

ترجمہ: ''انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں، مگر میں عرفان میں کسی سے کم نہیں ہوں، جو جام کہ ہر نبی کو دیا گیا ہے، وہ مجھے پورے کا پورا دے دیا گیا ہے، میں ازروئے یقین ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں، جو شخص جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔''

اور اسی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

"منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد"

(تریاق القلوب ص:۳، خزائن ج:۱۵ ص:۱۳۴)

"زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم"

(نزول المسیح ص:۱۰۰، خزائن ج:۱۸ ص:۴۷۸)

"اینک منم کہ حسبِ بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم"

(ازالہ اوہام ص:۱۵۸، خزائن ج:۳ ص:۱۸۰)

عقیدہ ۱۴:... اسلامی عقیدہ ہے کہ صاحبِ مقامِ محمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قادیانیوں کے نزدیک مقامِ محمود مرزا غلام احمد قادیانی کو عطا ہوا ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام ہے: "اراد اللہ ان یبعثک مقاما محمودا۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۰۲، خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۵)

عقیدہ ۱۵:... مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی کرتے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے، اور قادیانیوں کے نزدیک یہ مرتبہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حاصل ہے۔ "الفضل" لکھتا ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے مرتبے کی نسبت مولانا (محمد احسن امروہوی قادیانی) لکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء اولوالعزم میں بھی اس عظمتِ شان کا کوئی شخص نہیں گزرا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو آنحضرت کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا (حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام مذکور ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں، ناقل) تو

زندہ ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بھی کریں گے... تا قبل)
مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰ وعیسیٰ ہوتے تو
مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ضرور اتباع کرنی پڑتی۔"

(اخبار "الفضل" ۱۸ر مارچ ۱۹۱۶ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۲۵)

عقیدہ ۱۶:... قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو "اُمت کی مائیں" فرمایا ہے: "وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ" (الاحزاب) لیکن قادیانی مذہب میں یہ لقب مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ محترمہ کا ہے۔

عقیدہ ۱۷:... مسلمانوں کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن معجزہ ہے، اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے علاوہ ان کی تصنیف اعجازِ احمدی، اعجازِ مسیح، اور خطبہ الہامیہ بھی معجزہ ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص کمالات میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے مرزا قادیانی پر چسپاں نہ کردیا ہو۔ کیوں؟ اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر ہونے کی وجہ سے اب چودھویں صدی کے محمد رسول اللہ ہیں۔

عقیدہ ۱۸:... یہی وجہ ہے کہ مسلمان تو جب کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں تو "محمد رسول اللہ" سے ان کی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہوتی ہے، لیکن قادیانی جب یہی کلمہ پڑھتے ہیں تو "محمد رسول اللہ" سے صرف بعثتِ اولیٰ کے محمد رسول اللہ مراد نہیں ہوتے بلکہ دوسری بعثت، قادیانی بعثت کے محمد رسول اللہ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی بھی مراد ہوتے ہیں۔ اور یہ الزام نہیں، بلکہ مرزا قادیانی کی بعثتِ ثانیہ کا منطقی نتیجہ ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی ایم اے لکھتے ہیں:

"علاوہ اس کے اگر ہم بفرضِ محال یہ بات مان بھی لیں کہ
کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسمِ مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ
آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمے

کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: "صار وجودی وجودہ" نیز "من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای" اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

عقیدہ ۱۹: چونکہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں، اور مرزا غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" تسلیم نہیں کرتے اس لئے قادیانیوں کے نزدیک وہ قادیانی کلمے کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے۔ اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں، جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۴۶، ۱۴۷)

فصل چہارم

مکی بعثت پر قادیانی بعثت کی فضیلت

گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ قادیانی عقیدے کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ ظہور قادیان، ضلع گورداسپور میں ہوا، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں نے ”مسیح موعود محمد است وعین محمد است“ کا نعرہ بڑی شدت سے لگایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوصاف و کمالات مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منتقل کردیئے، اس پر جماعت کے اخبارات و رسائل میں بڑے ہنگامہ خیز مضامین شائع ہوتے رہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ والی بعثت سے افضل ہے، کیونکہ نئی بعثت میں کچھ مزید ایسے خصوصی کمالات وفضائل بھی پائے جاتے ہیں جو مکہ والی محمدی بعثت میں نہیں تھے۔ اس سلسلے میں قادیانیوں کے درج ذیل عقائد ملاحظہ کریں:

عقیدہ ۱:... دوسری بعثت اقویٰ اور اکمل اور اشد:

”جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سال سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، پس اس نے حق کا اور نصِ قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں (مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت کے زمانے میں) بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔“

(خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱، خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۱،۲۷۲)

عقیدہ ۲:... روحانی ترقیات کی ابتداء اور انتہا:

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ (مکہ میں) ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت (قادیان میں) پوری طرح سے تجلی فرمائی۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷، خزائن ج:۱۶ ص:۲۶۶)

عقیدہ ۳:... پہلے سے بڑی فتح مبین:

"اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے سبحان الذی اسریٰ الخ۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۹۳، خزائن ج:۱۶ ص:۲۸۸)

عقیدہ ۴:... زمان البرکات:

"غرض اس زمانے کا نام جس میں ہم ہیں، زمان البرکات ہے، لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا۔" (اشتہار ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء، تبلیغ رسالت ج:۹ ص:۴۲، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۲۹۴)

عقیدہ ۵:... ہلال اور بدر:

"اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانے میں بدر (چودھویں کے چاند کی طرح کامل و مکمل) ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے۔"

"پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی

میں بندر کی شکل اختیار کرے۔ جو شارع کے نزدیک بندر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی) پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ لقد آمرکم نصفیہ۔"

(خطبہ الہامیہ خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۵،۲۷۶)

عقیدہ ۶:...ظہور کی تکمیل:

"قرآن شریف کے لئے تین تجلیات ہیں، وہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے نازل ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے اس نے زمین پر اشاعت پائی، اور مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے ذریعے سے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے، ولکل امر وقت معلوم۔ اور جیسا کہ آسمان سے نازل ہوا تھا ویسا ہی آسمان تک اس کا نور پہنچا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی، اور مسیح موعود کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔"

(حاشیہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۵۲، خزائن ج:۲۱ ص:۶۶)

عقیدہ ۷:...حقائق کا انکشاف:

"اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو، اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی...... تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ (مگر بعثت ثانی میں مرزا

قادیان پر حقائق پوری طرح منکشف ہوگئے.. ناقل)۔“

(ازالہ اوہام ص:۱۹۰، خزائن ج:۳ ص:۲۴۳)

عقیدہ ۸:… صرف چاند، چاند اور سورج دونوں:

”له خسف القمر المنير وان لي خسفا القمران المشرقان اتنكر اس (حضورؐ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔“ (اعجاز احمدی ص:۷۱، خزائن ج:۱۹ ص:۱۸۳)

عقیدہ ۹:… تین ہزار اور تین لاکھ کا فرق:

”تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔“ (تحفہ گولڑویہ ص:۴۰، خزائن ج:۱۷ ص:۱۵۳)

”میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ ..... اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی ص:۶۷، خزائن ج:۲۲ ص:۷۰)

عقیدہ ۱۰:… ذہنی ارتقا:

”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا..... اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے، نبی کریم صلعم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا، اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا۔“

(ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۶۶)

عقیدہ ۱۱:... معاملہ صاف:

''اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے، اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں، جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو... (اور پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ صاحبِ شریعت نبی ہوں، اور دوسری میں صاحبِ شریعت نہ ہوں... ناقل)۔'' (کلمۃ الفصل ص:۱۴۷،۱۴۶)

عقیدہ ۱۲:... آگے سے بڑھ کر:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار ''بدر'' جلد نمبر:۲ نمبر ۴۳، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قاضی اکمل قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کے پُرجوش مرید تھے، انہوں نے یہ نظم لکھ کر اور قطعہ کی شکل میں فریم کرا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمت میں پیش کی، مرزا غلام احمد قادیانی اس پر بے حد خوش ہوئے اور انہیں بہت ہی دعائیں دیں، بعد ازاں اسے گھر لے گئے، غالباً ان کی دیوار کی زینت بنی ہوگی، قادیان کے اخبار ''بدر'' میں بھی اس کو شائع کیا گیا، قادیانی حضرات کی عبرت کے لئے یہاں پوری نظم درج کی جاتی ہے:

ہم نیا معجزہ اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں

غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں نے

غلام احمد کا جو خادم ہے دل سے
بلا شک جائے گا باغ جناں میں

تسلی دل کو ہو جاتی ہے حاصل
یہ ہے اعجاز احمد کی زباں میں

بھلا اس معجزے سے بڑھ کے کیا ہو
خدا اک قوم کا ہو جہاں میں

قلم سے کام جو کر کے دکھایا
کہاں طاقت تھی یہ سیف و سناں میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

غلام احمد مختار ہو کر
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

تیری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو
کہ سب کچھ لکھ دیا راز نہاں میں

خدا سے تم، خدا تجھ سے ہے واللہ
تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

عقیدہ ۱۳:... مصطفیٰ میرزا:

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پہ وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمدؐ پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

("الفضل" قادیان ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۷۸)

عقیدہ ۱۴:... استاد و شاگرد:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہاں مسیح موعود مرزا قادیانی ایک شاگرد ہیں جو خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے، بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے (جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی بہت سی باتوں میں بڑھ گئے۔ ناقل) مگر استاد بہرحال استاد رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔"

(تقریر میاں محمود صاحب مندرجہ الفضل قادیان ۲۸ اپریل ۱۹۲۴ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۳۳۳)

عقیدہ ۱۵:... چمک میں تیز تر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا، لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا، یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال

اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔"

("الفضل" ۱۵ر جولائی ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۳۲۷)

عقیدہ ۱۴:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے کا عہد:

الف:

خدا نے لیا عہد سب انبیا سے
کہ جب تم کو دوں میں کتاب
پھر آئے تمہارا مصدق پیغمبر
تو ایمان لاؤ، کرو اس کی نصرت
کہا کیا کرتے ہو اقرار محکم
وہ بولے مقر ہے ہماری جماعت
کہا حق تعالیٰ نے شاہد رہو تم
یہیں میں بھی دیتا رہوں گا شہادت
جو اس عہد کے بعد کوئی پھرے گا
بنے گا وہ فاسق اُٹھائے گا ذلت
لیا تھا جو میثاق سب انبیا سے
وہی عہد حق نے لیا مصطفیٰ سے
وہ نوح و خلیل و کلیم و مسیحا
بھی سے یہ پیمان محکم لیا تھا
مبارک! امامت کا موعود آیا
وہ میثاق ملت کا مقصود آیا
کریں اہل اسلام اب عہد پورا
ہے آج ہر ایک عہدا مشکورا

("الفضل" مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۲۳ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۳۳۰)

ب:

"واذ اخذ اللہ میثاق النبیین ۸۱/۳ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا (النبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں، کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں، آنحضرت صلعم بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی تم کو کتاب و حکمت دوں (یعنی کتاب سے مراد تورات و قرآن کریم ہے، اور حکمت سے مراد سنت و منہاج نبوت و حدیث شریف ہے) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے، جو مصدق ہو ان تمام چیزوں کو جو تمہارے پاس کتاب و حکمت سے ہیں (یعنی وہ رسول مسیح موعود (مرزا غلام احمد) ہے) جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے، اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہے، اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا، اور ہر ایک طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا۔ (جب تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں)۔" ("الفضل" مورخہ ۱۹-۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۲۸، ۲۲۹)

اس عقیدے پر لاہوری تبصرہ!

"چنانچہ الفضل ۱۹، ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء میں اس پر ایک بڑے مضمون نکلا، اور پھر اس کے بعد طرح طرح سے اس کا اعادہ کیا گیا، اور کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ پر اس امر کا اعلان کیا جاتا رہا کہ اس پیشین گوئی میں جس رسول کا وعدہ ہے، اور جس کے متعلق اقرار لیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اس پر ایمان لائے اور اس کی نصرت کرے، وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) ہے، اور یہ نہ سمجھا کہ اس طرح تو پھر لازم آئے گا کہ ..... "اگر محمد رسول اللہ صلعم زندہ ہوتے تو انہیں چارہ

نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی اتباع کرتے، یعنی مسیح موعود متبوع اور آقا ہوتے، اور محمد رسول اللہ صلعم نعوذ باللہ تابع اور غلام ہوتے، یہ نتیجہ پیدا ہوتا تو کسی کی زبان کچھ نہ کہہ سکے مگر جب ایک قوم اپنے نبی کو (اپنے نبی کی ہدایات کے مطابق ...ناقل) سب نبیوں سے بڑھانا چاہتی ہو تو پھر سب کچھ حلال ہو جاتا ہے، محمد رسول اللہ صلعم کو ان نبیوں کے ذیل میں شامل کر دیا جن سے ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار لیا گیا تھا، گویا محمد رسول اللہ صلعم آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) پر ایمان لاتے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور ہر ایک قسم کی اتباع اور نصرت کے لئے آپ کے احکام کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے (کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول ان کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اقویٰ اور اکمل اور اشد تھی، اور اپنے سے زیادہ قوی اور زیادہ کامل اور بڑے روحانیت والے کے احکام کی تعمیل کرنا ایک عام بات ہے۔ ناقل) کیا اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلعم کی کوئی ہتک متصور ہے؟ کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے مقابلے میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی پوزیشن کو بہت بلند کرنے اور ان کو ایک آقا کی حیثیت دینے میں نہایت جرأت سے کام لیا گیا۔" (اور پھر یہ جرأت ایک آدھ بار نہیں کی گئی، بلکہ بار بار اسی کو دہرایا گیا، چنانچہ یہ عقیدہ تو جس کو قادیانیوں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں بار دہرایا اور اب تک اسکو مسلسل دہرایا جا رہا ہے، میں بھی اوپر نقل کر چکا ہوں... ناقل)

(ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری کا مضمون مندرجہ "پیغام صلح" لاہور، جلد ۲۲، نمبر ۳۳، مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۴ء بحوالہ قادیانی مذہب ص: ۳۳۹، ۴۰۳)

عقیدہ۱۷:...

قرآن کریم کی کسی آیت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''تو میرے بیٹے جیسا'' کہا ہو، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا ان سے فرماتا ہے:

''انت منی بمنزلۃ ولدی انت منی بمنزلۃ اولادی۔''

ترجمہ: ''یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے، تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔'' (دیکھئے تذکرہ ص:۴۳۶)

عقیدہ۱۸:...

قرآن کریم کی کسی آیت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں یہ مضمون بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ''کن فیکون'' کی طاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہو، لیکن مرزا غلام احمد کے بارے میں قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''کن فیکون'' کے اختیارات ان کو عطا فرمائے ہیں، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

''اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو تو اس سے کہہ دے کہ ہو جا، پس وہ ہو جائے گی۔'' (تذکرہ ص:۵۲۵)

عقیدہ۱۹:...

جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو ان کے الہامات میں اور بھی بہت سی صفات عطا کی گئی ہیں، جو اسلامی لٹریچر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کی گئیں، مثلاً:

''تو میرا ''اعلیٰ'' نام ہے۔'' (تذکرہ ص:۳۴۸)

''تو میری مراد ہے۔'' (تذکرہ ص:۸۳)

''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔'' (تذکرہ ص:۴۲۶)

"تو بمنزلہ میرے بروز کے ہے۔" (تذکرہ ص:۶۹۶)

"تو بمنزلہ میری توحید و تفرید ہے" (تذکرہ ص:۳۸)

"تو بمنزلہ میری اولاد کے ہے" (تذکرہ ص:۳۰۷)

"تو بمنزلہ میرے مکان کے ہے۔" (تذکرہ ص:۷۰۲)

"تو مجھ سے ہے اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔"

(تذکرہ ص:۷۰۲)

"ہم نے تجھ کو تیار کیا اور تیرے رب کی رحمت کے

خزانے دے دیئے ہیں" (تذکرہ ص:۷۶۳)

فصل پنجم

دعوتِ غور و فکر

۱۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعووں کی بنیاد "فنا فی الرسول" پر اٹھائی، اس سے ترقی کر کے "ظل و بروز" کی وادی میں قدم رکھا، ظل و بروز سے آگے بڑھے تو حریم نبوت میں پہنچ گئے، اور خاتم النبیین کے بعد دعوئ نبوت کا جواز پیدا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا نظریہ ایجاد کیا، یوں رفتہ رفتہ وہ بعینہٖ "محمد رسول اللہ" بن گئے، قرآن بھی قادیان کے قریب ہی اتر آیا (انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ تذکرہ ص:۷۶) اور پھر اس بعثتِ ثانیہ کے عقیدے سے جو نتائج برآمد ہوئے ان کا بہت ہی مختصر خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے، یعنی خاتم بھی مرزا قادیانی، رحمۃ للعالمین بھی ہوئے، سید الرسل بھی، باعثِ تخلیقِ کائنات بھی، مطاعِ مطلق بھی، مدارِ نجات بھی، دریا آخر کلمہ طیبہ میں بھی محمد رسول اللہ سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیا گیا۔

۲۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بعثت کو روحانیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قوی اور اکمل اور اشد بتایا، اپنے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے سو گنا زیادہ بیان کئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو ہلال اور اپنے دور کو

بدرِکامل ٹھہرایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو ترقیات کی ابتدا اور اپنے دور کو ترقیات روحانی کی انتہا قرار دیا، ان کے مریدان کے سامنے یہ ترانے گاتے رہے:

''محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں''

اور مرزا غلام احمد قادیانی نے ان جیسے نعروں کی بھی تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی، جس کے نتیجے میں مرزا صاحب کی جماعت کے چند بعض افراد نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی اور آگے بڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہی کرادی۔

یہ تمام تفصیل ...نہایت اختصار کے ساتھ... آپ گزشتہ سطور میں پڑھ چکے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے ایک صدی میں ان عقائد پر جو دفتر کے دفتر تصنیف کئے ہیں، یہ چند عقائد اس سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان سطور کو پڑھ کر وہ سب دو بھائی جو جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے رشتۂ عقیدت میں منسلک ہیں، ان سے کیا تاثر لیں گے؟ لیکن میں ان کو صرف ایک سوال پر غور کرنے کی دعوت دوں گا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا قادیانی کی آمد سے پہلے تک تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہی عقائد تھے جو جناب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے اکابر کے حوالے سے میں اوپر درج کرچکا ہوں؟ بہت موٹی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لئے دقیق فہم و فکر کی ضرورت نہیں کہ کیا ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ قادیان میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے؟ کیا تابعینؒ اور ائمہ دینؒ میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟ جیسا کہ اوپر عرض کرچکا ہوں خود مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے ترجمان ''الفضل'' کو اقرار ہے کہ ''مرزا قادیانی سے پہلے کسی مسلمان نے یہ نظریہ بھی پیش نہیں کیا''...... اور واقعہ بھی یہی ہے کہ قادیانی سے پہلے کوئی صحابی، تابعی، کوئی امام، مجدد اس عقیدے سے آشنا نہیں تھا...... اور پھر اس عقیدے سے جو عقائد پیدا ہوئے ان

کے بارے میں بھی آپ سن چکے ہیں کہ امت میں کوئی شخص ان کا قائل نہیں تھا۔

ہمارے بھائی اگر صرف اسی سوال پر عقل و انصاف سے غور کریں تو انہیں یہ احساس ہوگا کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی ان عقائد کو اپنا کر "سبیل المؤمنین" پر قائم نہیں رہے، اور قرآن کریم کا اعلان ہے کہ "جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور "سبیل المؤمنین" کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل نکلے تو دنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے ہم اسے کرنے دیں گے، اور اسے جہنم میں داخل کریں گے۔" اس لئے مرزا قادیانی کے تمام عقیدت مندوں سے گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے واقعی اللہ و رسول کی رضامندی کی خاطر مرزا صاحب کا دامن پکڑا ہے ——— جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے ——— تو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات معلوم ہوجانے کے بعد ان پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ انہوں نے اللہ و رسول اللہ کی رضامندی کے لئے جو راستہ اختیار کیا ہے، وہ کعبہ کو نہیں بلکہ کسی اور ہی طرف کو جاتا ہے، وہ "سبیل المؤمنین" (اہلِ ایمان کا راستہ) نہیں، بلکہ یہ اہلِ ایمان کے راستے سے الٹی سمت کو جاتا ہے۔

۲:... دوسری بات جس پر ہمارے بھائیوں کو غور کرنا چاہئے یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کہ وہ "محمد" ہیں، عقل و دانش کی میزان میں کیا وزن رکھتا ہے؟ اگر مرزا غلام احمد "محمد" ہے تو سوال ہوگا کہ:

۱:... مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفے سے کون پیدا ہوا؟

۲:... چراغ بی بی کے پیٹ میں کون تھا؟

۳:... جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی؟

۴:... بچپن میں چڑیوں کا شکار کون کرتا تھا؟

۵:... گل علیشاہ (شیعہ) کی شاگردی کس نے کی تھی؟

۶:... سیالکوٹ کچہری میں گورنمنٹ برطانیہ کا نوکر کون تھا؟

۷:... انگریزی عدالتوں میں "مرزا حاجر" (یعنی مرزا حاضر!) کی آوازیں کس کو دی جاتی تھیں؟

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا انصاف کیا؟ اللہ نے عقل و فہم تمہیں بھی عطا فرمائی ہے، مرزا صاحب کے دعوے میں محمد ہونے کو عقل و خرد کی ترازو میں تولو، دیکھو! تم نے کس کا تاج کس کے سر پر رکھ دیا ہے؟ کس کی دولت کس کے حوالے کردی ہے؟ آخر پڑھانے "محمد رسول اللہ" میں معاذ اللہ تمہیں کیا نقص نظر آیا تھا کہ تم نے اس سے بڑھ کر شان والا "محمد رسول اللہ" قادیان میں اتار لیا...؟

۳:... ہمارے بھائیوں کو اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ دنیا کی بہت سی قوموں کو اسی "بروز" اور "عینیت" کے عقیدوں نے برباد کیا ہے، عیسائی قوم کی مثال تمہارے سامنے ہے کہ انہوں نے کس طرح خدا کو انسانی مظہر میں اتار کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشکلِ بشر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے، وہ اور ان کی والدہ انسانی احتیاج کے تمام تقاضے رکھتی تھیں، اس کھلی ہوئی بداہت کے خلاف عیسائیوں نے "مسیح عین خدا ہے" کا دعویٰ کر ڈالا، اور وہ "تین ایک، ایک تین" کے جال میں ایسے پھنسے کہ اس پر پوری مذہب کی پوری عمارت تعمیر کر ڈالی، کاش! ہمارے بھائیوں نے اس سے عبرت لی ہوتی، اور اسلام جن غلط نظریات کو مٹانے کے لئے آیا تھا، اسلام ہی کے نام پر ان غلطیوں کا اعادہ نہ کرتے۔ قادیانی یہ دعوے کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائی مذہب کی بنیادوں کو ہلا ڈالا، حالانکہ اگر عقل سے صحیح کام لیا جائے تو نظر آئے گا کہ مرزا قادیانی نے "مرزا عین محمد ہے" کا نظریہ ایجاد کرکے عیسائیت کی بنیادوں کو اور مستحکم کردیا، ذرا سوچئے اگر عیسائی یہ سوال کریں کہ "اگر مسیح موعود عین محمد ہوسکتا ہے تو مسیح ابنِ مریم عین خدا کیوں نہیں ہوسکتا؟" تو آپ کے پاس خاموشی کے سوا اس کا کیا جواب ہوگا...؟

پھر اگر مرزا غلام احمد قادیانی "بروزِ محمد" ہونے کی وجہ سے قادیانی "عین محمد" ہیں تو وہ "بروزِ خدا" ہونے کی وجہ سے "عین خدا" کیوں نہیں؟ مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف "بروزِ محمد" ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ "بروزِ خدا" ہونے کا بھی دعویٰ ہے، اب اگر ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا "بروز" ہونے کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مع تمام صفات و کمالات کے حاصل ہے حتیٰ کہ نام، کام، مقام اور منصب و مرتبہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا

حاصل ہوچکا ہے، تو "بروزِ خدا" ہونے کی وجہ سے ان کو خدائی کے اپنے تمام صفات وکمالات کیوں حاصل نہیں...؟

۳: ہمارے بھولے بھالے بھائیوں کو ایک اور نکتے پر بھی غور کرنا چاہئے، وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو احساس تھا کہ ان کا دعویٰ نبوت آیتِ خاتم النبیین اور حدیث "لا نبی بعدی" کے منافی ہے، اس سے بچنے کے لئے انہوں نے "فنا فی الرسول" اور "ظل وبروز" کا راستہ اختیار کیا، اور دعویٰ کیا کہ چونکہ وہ بروزی طور پر بعینہٖ محمد رسول اللہ کی بعثتِ ثانیہ کا مظہر ہیں، اس لئے ان کے دعویٰ نبوت سے ختمِ نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ ہاں اگر "محمد رسول اللہ" کی جگہ کوئی اور آتا تو ختمِ نبوت کی مہر ضرور ٹوٹ جاتی، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک (مدعیِ نبوت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان) کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے، لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہوکر باعث نہایت اتحاد اور نفیِ غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینے کی طرح محمدی چہرے کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا، پھر بھی وہ سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ "محمد ثانی" اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۵)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے، مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں، اور نہ اس سے مہرِ ختمیت ٹوٹتی ہے، کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ

بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوّت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔“

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲)

مرزا صاحب کی اس طویل تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ میں چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور مظہر ہونے کی وجہ سے بعینہٖ محمد رسول اللہ ہوں، اس لئے میرے نبی ہونے سے خاتمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ غور کیجئے! اپنی نبوّت کے لئے جو طریق استدلال پیش کیا ہے، کیا یہی طریق عیسائی لوگ الوہیت مسیح کو ثابت کرنے کے لئے پیش نہیں کرتے؟ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ روح اللہ ہیں، اس لئے ان کے انسانی قالب میں خدا کی روح جلوہ گر تھی، اور وہ چونکہ مظہر خدا ہونے کی وجہ سے... نعوذ باللہ... بعینہٖ خدا ہیں، اس لئے ان کے خدا کہلانے سے توحید کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ اگر مرزا قادیانی کا بروز محمد ہونا ممکن ہے اور اس سے خاتمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی تو روح اللہ بروز خدا کیوں نہیں؟ اور اس سے توحید کی مہر کیونکر ٹوٹ جاتی ہے؟ اگر مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ان کے نبی ہونے سے محمدی نبوّت محمدؐ ہی کے پاس رہتی ہے، تو عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کہلانے سے بھی خدا کی خدائی کسی اور کے پاس نہیں جاتی... استغفر اللہ...!

مرزا غلام احمد قادیانی کے بروزی نظریے پر جتنا غور کرو اس کی غلطی واضح ہوجائے گی، واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی بعثت نے عقیدۂ ”توحید اور تثلیث“ پر مہر تصدیق ثبت کردی، یا یوں کہا جائے کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قادیان میں (بشکل مرزا) دوبارہ اتار کر ایک ”جدید عیسائیت“ کی طرح ڈال دی۔

۵:... اس بحث کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے، عیسائیوں نے جب یہ دعویٰ کیا کہ ”مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے“ تو انہیں حضرت مسیح کی والدہ کو... معاذ اللہ... خدا کے رشتے

زوجیت میں مختلف کرنا پڑا، اسی لئے قرآنِ کریم نے جہاں عقیدۂ ولدیت کی نفی کی، وہاں عقیدۂ زوجیت کی بھی نفی فرمائی: "اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ" (الانعام:۱۰۱)۔ اسی طرح جب مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ وہ بروزی طور پر ... معاذ اللہ ... بعینہ محمد رسول اللہ ہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت اور ہر کمال انہیں بروزی طور پر حاصل ہے، تو اس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات بروزی طور پر ... نعوذ باللہ ... مرزا غلام احمد قادیانی سے منسوب ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس سے گندی گالی ہوسکتی ہے؟ اور کوئی مسلمان جس کے دل میں ذرا بھی شرم و حیا ہو، وہ اس بدترین حملے کو برداشت کرسکتا ہے...؟

میں یہاں یہ وضاحت کردینا چاہتا ہوں کہ ازواجِ مطہراتؓ کی قدر و حرمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموسِ نبوّت سے زیادہ نہیں، اگر ازواجِ مطہراتؓ کے حق میں یہ دریدہ دہنی ناقابلِ برداشت ہے، یہ بات سنتے ہی ایک باغیرت آدمی کی آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوّت کو جو شخص اپنی طرف منسوب کرتا ہے، اسے کیونکر برداشت کرلیا جائے...؟

ایک ہے کسی شخص کا نفسِ نبوّت کا دعویٰ کرنا، اور ایک ہے بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوّت اور کمالاتِ رسالت کا دعویٰ کرنا، دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نفسِ نبوّت کا دعویٰ بھی کفر ہے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ ظل و بروز کی آڑ میں رسالتِ محمدیہ کو اپنی جانب منسوب کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں، مگر میری نبوّت کوئی نئی نبوّت نہیں، نہ میں کوئی نیا نبی ہوں، بلکہ بروزی طور پر بعینہٖ محمد رسول اللہ ہوں، جو پہلے مکہ میں مبعوث ہوا تھا، اور اَب قادیان میں دوبارہ اس کا ظہور ہوا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا ترجمان روزنامہ "الفضل" لکھتا ہے:

"اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دُنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی

طرف آپ (یعنی مسیح موعود، مرزا غلام احمد قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے، اسی کے طفیل آج برّ و تقویٰ کی راہیں کھلی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزلِ مقصود پر پہنچ سکتا ہے، وہ وہی فخرِ الاولین والآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا، اور اب اپنی تکمیلِ تبلیغ کے ذریعے ثابت کر دیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی، صلی اللہ علیہ وسلم۔"

("الفضل" ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء، قادیانی مذہب ص:۲۰۸)

اس لئے مرزا غلام احمد کا جرم صرف یہی نہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، بلکہ اس سے بھی بڑا جرم یہ ہے کہ اس نے ظلی و بروزی کی من گھڑت اصطلاحوں کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز کو اپنی طرف منسوب کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ کا نام نامی "خدیجہ" تھا، مگر بے غیرتی اور بے حیائی کی حد ہے کہ مرزا غلام احمد نے "محمد رسول اللہ" بننے کے شوق میں "خدیجہ" کو بھی اپنی طرف منسوب کرلیا، مرزا کا الہام ہے:

"اذکر نعمتی رأیت خدیجتی، میری نعمت کو یاد کر تو نے میری خدیجہ کو دیکھا۔"

(تذکرہ طبع سوم ص:۲۸۷، طبع دوم ص:۲۲۷)

"اشکر نعمتی رأیت خدیجتی، میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو دیکھا" (تذکرہ ص:۱۰۹)

افسوس ہے کہ اس کی مزید تشریح کی ایمانی غیرت اجازت نہیں دیتی:

مرا از غیرتِ اللہ دل آتش بجاں سوزد
دلم در سینہ گرم است کہ مغز استخواں سوزد

بہرحال "محمد رسول اللہ" کے ساتھ "خدیجہ" کی نسبت مرزا غلام احمد کی تعلّی و جنون کی شاہدی کے لئے کافی ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ذرا بھی ایمانی غیرت اور

انسانیت سے نوازا ہو، اس کے لئے اس کے رفیع پہلوؤں کا مطالعہ مشکل نہیں۔

۶:... دوسرے بھائیوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی جسمانی و دماغی صحت، ان کے اس دعوے سے کہ میں "محمد رسول اللہ" ہوں، کوئی مناسبت رکھتی ہے؟ اس بارے میں بہ عام احساس ہوتا ہے کہ وہ بہت سے پیچیدہ امراض کا شکار تھے جن میں سے چند امراض کی فہرست حسبِ ذیل ہے:

۱:... بدہضمی۔ (ریویو مئی ۱۹۲۸ء)

۲:... تشنجِ دل۔ (ضمیمہ اربعین نمبر۳، نمبر۴ ص:۴، خزائن ج:۱۷ ص:۴۷۱)

۳:... تشنجِ اعصاب۔ (سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۱۳)

۴:... جسمانی قویٰ مضمحل۔ (آئینہ احمدیت ص:۱۸۶، دوست محمد)

۵:... دق۔ (حیاتِ احمد جلد دوم نمبر اول ص:۷۶، یعقوب علی)

۶:... سل۔ (سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۶۳ طبع دوم ۱۹۳۵ء)

۷:... مراق۔ (سیرۃ المہدی ج:۲ ص:۵۵ طبع دوم ۱۹۳۵ء)

۸:... ہسٹریا۔ (سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۱۳، ج:۲ ص:۵۵)

۹:... دماغی بے ہوشی۔ (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۳۴ء)

۱۰:... غشی۔ (سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۱۳)

۱۱:... سو سو بار پیشاب۔ (ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص:۴)

۱۲:... کثرتِ اسہال۔ (نسیم دعوت ص:۶۸)

۱۳:... دل و دماغ سخت کمزور۔ (ذکر المحبوب ص:۳۵)

۱۴:... قولنج زحیری۔ (ایضاً ص:۳۳۳)

۱۵:... مسلوب القویٰ۔ (آئینہ احمدیت ص:۱۸۶)

۱۶:... ذیابیطس۔ (نزول المسیح ص:۲۰۹ حاشیہ)

۱۷:... دردِ سر۔ (تعلیمات احمدیہ)

۱۸:... دورانِ سر۔ (نزول المسیح ص:۲۰۹ حاشیہ)

۱۹:...شدید دوران سر جس کا آخری نتیجہ مرگی۔ (حقیقت الوحی ص:۳۶۳)

۲۰:...حافظہ نہایت ابتر۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص:۲۱،۳۰)

۲۱:...حالت مردی کا عدم۔ (تریاق القلوب ص:۳۵)

۲۲:...سستی نامردی۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم (۲) ص:۱۴)

خود مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

''مجھے دو مرض دامن گیر ہیں، ایک جسم کے اوپر کے حصے میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا، نبض کم ہو جانا، اور دوسرے جسم کے نیچے میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا، یہ دونوں بیماریاں قریب تیس برس سے ہیں۔'' (نسیم دعوت ص:۱۷۱)

''میں ایک'' دائم المرض آدمی ہوں''... ہمیشہ درد سر اور دوران سر کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے، اور دوسری بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے، اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔'' (ضمیمہ اربعین ۴)

''مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہوگئی ہے، تیز اس پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔''

(خطوط امام بنام غلام ص:۲)

''کوئی وقت دوران سر (سر کے چکر) سے خالی نہیں گزرتا، مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے، بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص:۸۸)

"مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔"

(رسالہ تشحیذ الاذہان، جون ۱۹۰۶ء)

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔" (سیرۃ المہدی ج:۲ ص:۵۵)

مرزا صاحب کی اہلیہ کی روایت ہے کہ:

"حضرت قادیانی کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کے چند دن بعد ہوا تھا، اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے لگے، جن میں ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے، بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے، خصوصاً گردن کے پٹھے، اور سر میں چکر ہوتا تھا۔" (سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مرید ڈاکٹر شاہنواز صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت قادیانی کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی سبب تھا، اور وہ عصبی کمزوری تھا۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۲۷ء)

"میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کا آخری فقرہ، حیات ناصر ص:۱۴)

اب انصاف فرمایئے کہ کیا ان تمام امراض کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی... نعوذ باللہ... مراق، ہسٹریا، ذیابیطس، سلسل البول، کثرت اسہال، مرض آتشک، ضعف قلب، ضعف دماغ، ضعف اعصاب حتیٰ کہ "حالت مردی کالعدم" کے شکار ہو سکتے تھے؟ استغفر اللہ! محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خیر سید البشر اور افضل الرسل ہیں۔ کیا دنیا کی کوئی بھی تاریخ ساز شخصیت بیک وقت اتنے امراض میں مبتلا ہوئی؟ ان تمام امراض کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ "میں محمد رسول اللہ ہوں" دنیا کے سامنے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تصویر پیش کرتا ہے۔ جب ایک طرف مرزا غلام احمد قادیانی اپنی زبان و قلم سے مراق، ہسٹریا، ذیابیطس، ضعف دل و دماغ، حافظے کی ابتری وخرابی، سوسو بار پیشاب، اکثر دست آتے رہنا۔

اور حالت مردمی کالعدم کا اقرار کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ بڑی شوخ چشمی سے خود کو محمد رسول اللہ کا بروز و مظہر اور "حسن و احسان میں آپ کا نظیر" کہتے ہیں تو غیرت قوم کیا یہ فیصلہ نہیں کرے گی کہ مسلمانوں کا "محمد رسول اللہ" بھی قادیانیوں کے "محمد رسول اللہ" کی طرح... معاذ اللہ... انہی امراض کا مریض ہوگا، اور اس کی باقی چولیں بھی خدانخواستہ ٹھکانے نہیں ہوں گی؟ مراق اور ذیابیطس کی چادریں اس کے بھی زیب بدن ہوں گی... معاذ اللہ...!

۷:... مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کہ وہ محمد رسول اللہ کا "بروز" ہیں، اور محمد رسول اللہ کی دوبارہ بعثت مرزا غلام احمد قادیانی کے "روپ" میں ہوئی ہے، ایک اور پہلو سے بھی غور طلب ہے، وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بروز کی تفسیر "جنم" اور "اوتار" کے ساتھ کرتے ہیں اور وہ خود کو کبھی محمد رسول اللہ کا بروز کہتے ہیں، کبھی عیسیٰ علیہ السلام کا، اور کبھی تمام انبیاء کا، کبھی ہندوؤں کے کرشن جی مہاراج کا اور کبھی برہمن کا۔ ہندوؤں کے نزدیک انسان کی جزا وسزا کے لئے یہی صورت قدرت کی جانب سے مقرر ہے کہ اسے نیک و بد اعمال کے مطابق کسی اچھے یا برے قالب میں منتقل کرکے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے، جس کو وہ نیا جنم، اور نئی جون کہتے ہیں۔ مرزا کا دعویٰ ہے کہ محمد رسول اللہ کو دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قالب میں بھیجا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ (ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عقیدہ "بروز" کے مطابق) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے... نعوذ باللہ... پہلی "جون" میں کونسا پاپ ہوا تھا کہ انہیں دوبارہ غلام احمد قادیانی کی ناقص شکل میں بھیج دیا

کیا؟ پہلی بعثت میں تو آپ صحیح البدن تھے، اور دوسری بعثت میں انواع و اقسام کے امراضِ خبیثہ کا مجموعہ بن گئے، پہلی بعثت میں آپ کے اعضاء صحیح سالم تھے، اور دوسری بعثت میں دائیں ہاتھ سے معذور، پہلی بعثت میں آپ جری اور بہادر تھے، اور دوسری بعثت میں ضعفِ دل و دماغ کے مریض، پہلی بعثت میں صاحبِ شریعت تھے اور دوسری بعثت میں شریعت و نبوت سے محروم، پہلی بعثت میں شعر گوئی آپ کے بلند پایہ مقام کے لائق نہ تھی، اور دوسری بعثت میں آپ شاعر تھے، پہلی بعثت میں آپ دنیا کے مجددِ اعظم اور فاتحِ اعظم تھے، اور دوسری بعثت میں دجال (انگریز) کے غلام۔ پہلی بعثت میں آپ "نبی امی" تھے، اور دوسری بعثت میں آپ فضل الٰہی (شیعہ) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے رہے۔

پہلی بعثت میں آپ کی جلالت و عظمت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کے جابر و قاہر بادشاہوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے، اور دوسری بعثت میں آپ کے عجز و درماندگی کا یہ عالم ہوا کہ عمرانی ملکہ کو (جس کو کبھی غسلِ جنابت بھی نصیب نہ ہوا) یہ عرضداشت پیش کرنے لگے:

"اس عاجز (مرزا غلام احمد) کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوشِ اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کرسکوں، اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام تالیف کرکے اور اس کا نام "تحفۂ قیصریہ" رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا..... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمۂ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا، اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفۂ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب

سے ممنون نہ کیا جاؤں، یقیناً کوئی اور باعث ہے، جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادے اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں، لہٰذا اس حسن ظن نے جو حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفۂ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں، اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے، اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس کچی محبت اور سچے اخلاص کو، جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے، اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پر رحمت جواب سے ممنون فرماویں۔"

(ستارۂ قیصریہ ص:۲)

پہلی بعثت کی عظمت و برتری اور علوِ شان پر نظر کرو، اور پھر دوسری بعثت کی اس گراوٹ، چاپلوسی، خوشامد اور دریوزہ گری کو دیکھو، دوسری بعثت میں قادیان کا محمد رسول اللہ، صلیب پرست اور نجس ملکہ کو اپنی محبت و اخلاص، اطاعت و وفاشعاری اور بندگی و غلامی کا کن گھٹیا الفاظ میں یقین دلاتا ہے اور اسے طول طویل... لیکن بے مضروب مصرف... خطوط پے در پے بھیجتا ہے، لیکن وہ اس "غلام ابن غلام" کو خط کی رسید بھیجنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ پہلی بعثت کی وہ عظمت و رفعت، اور دوسری بعثت کی یہ پستی اور گراوٹ؟ سوچو اور سوچ کر بتاؤ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے... العیاذ باللہ... پہلی بعثت میں وہ کونسا گناہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قادیان کے ایک مغل بچے کے روپ میں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا؟

۸:... اس سے بڑھ کر تعجب خیز مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ:

"دوسری بعثت کی روحانیت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی روحانیت سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱)

اور روحانی ترقیات کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو صرف پہلا قدم ہی اٹھ سکا تھا، لیکن مرزا غلام احمد روحانی ترقیات کی آخری چوٹی تک پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام ہلال کی مانند تھا (جس کی روشنی زیادہ نہیں ہوا کرتی) لیکن مرزا غلام احمد کے طفیل وہ بدر کامل بن چکا ہے۔

جس شخص کے سینے میں دل اور دل میں ایمان کی ذرہ بھی رمق موجود ہو، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے عقیدت و محبت کا ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق بھی ہو، اور جس کی چشم بصیرت سیاہ و سفید کے درمیان تمیز کرنے کی کسی درجے میں بھی صلاحیت رکھتی ہو، کیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ان تحقیر آمیز دعووں کو ایک لمحے کے لئے بھی قبول کر سکتا ہے، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین و تنقیص پائی جاتی ہے...؟

۷:... چلئے اس کو بھی جانے دیجئے، دو ذراسی نکتے پر غور فرمایئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی "اعلیٰ و اکمل روحانیت" نے دنیا میں کون سا روحانی انقلاب برپا کر دیا؟ ان کے "بدر کامل" نے دنیا کو کیا روشنی عطا کی؟ اور ان کے "روحانی عروج" نے نفسانی خواہشات اور مادیت کے سیلاب کے سامنے کون سا بند باندھ دیا؟ ہر چیز کو جھٹلایا جا سکتا ہے مگر ساری دنیا کے مشاہدے کو جھٹلانا ممکن نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی "بعثت ثانیہ" پر کامل صدی کا عرصہ گزر چکا ہے، دنیا کے حالات پر نظر کر کے فیصلہ کرو کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے ان بلند آہنگ دعووں سے دنیا کا رخ بدلا؟ فسق و فجور، ظلم و عدوان اور کفر و الحاد میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ گھر بیٹھے اعلیٰ و اکمل روحانیت کے دعوے کئے جائیں یہ مشکل ہے، مگر سوال تو یہ ہے کہ اس "روحانیت" کا مصرف کیا تھا؟ اس کا نتیجہ کیا نکلا...؟

ساری دنیا کی اصلاح کا قصہ بھی رہنے دیجئے، خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت کی، اور سالہا سال تک ان کی صحبت سے جو لوگ مستفید رہے، سوال

اور طویل صحبت یافتہ تھے) اعتراف کی جو بوچھاڑ کی ہے وہ کس کے علم میں نہیں؟ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل، غدر، تعلّی و تکبر، حرام خوری، خود غرضی، فریب کاری، مغالطہ نوازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ جس قوم کے امیرالمؤمنین اور مریدین اور دوسرے افراد کا اخلاقی معیار یہ ہو، اس کے عوام کا کیا پوچھنا! یہ وہ لوگ تھے جن کی مرزا غلام احمد قادیانی کی الہامی وحی اور اعجاز نمائیت نے براہِ راست تربیت کی، جن کو مرزا غلام احمد قادیانی سے "فرشتے" کہلانے کا شرف حاصل ہوا، جن کے حق میں مرزا غلام احمد قادیانی نے الہامی بشارتیں سنائیں، جو مرزا غلام احمد قادیانی کے نائب اور خلیفہ تھے، ان کے ایسے اخلاق تھے (جن کو سن کر تہذیب و شرافت سر پیٹتی ہے) گلی کوچوں میں گائے جاتے ہیں، اخباروں اور رسالوں میں چھپتے ہیں اور ان کی صدائے بازگشت سے عدالتوں کے کٹہرے گونج اُٹھتے ہیں۔

یہ تھا مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانیت کا اصلی کارنامہ، اور یہ تھا اس کے اس بلند بانگ دعوے کا نتیجہ کہ ان کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے قوی اور اکمل اور اشد ہے۔ اللہ ہمارے بھائیوں کو فہم و بصیرت بخشے اور صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ (قادیان میں دوبارہ تشریف آوری) کا عقیدہ، پھر مرزا قادیانی کو بروزِ محمدی کی حیثیت سے محمد رسول اللہ قرار دینا، اور پھر اس قادیانی بعثت کو پہلی بعثت سے اعلیٰ و برتر قرار دینا، نہ صرف اسلامی عقیدہ کے خلاف اور قرآن کریم کی تصریحات کے منافی ہے، بلکہ یہ عقل و خرد کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر بدترین ظلم اور آپ سے ناقابلِ برداشت مذاق ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دل میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی کوئی رمق باقی ہے تو میں ان سے حرمتِ نبوی کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ خدارا ان حقائق پر غور فرمائیں، وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی سے

دست کش ہوکر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہوجائیں۔
دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھولے بھٹکے بھائیوں کو بھی صراطِ مستقیم کی ہدایت
فرمائے اور شیطانِ لعین کے چنگل سے نجات عطا فرمائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ
وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

قادیانی عقائد......
اور قادیانیوں سے خیر خواہانہ گزارش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

عقیدہ نمبر۱:... قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں "محمد رسول اللہ" سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے، چنانچہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے فرماتے ہیں:

> "مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم (مرزائیوں) کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

عقیدہ نمبر۲:... قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ "چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے۔" (تذکرہ ص:۳۴۰)

عقیدہ نمبر۳:... قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ "رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد ہے۔" (تذکرہ ص:۸۳)

عقیدہ نمبر۴:... قادیانی عقیدہ ہے کہ "خاتم النبیین مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔" چنانچہ مرزائی اخبار "الفضل" مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

> "مسلمان کہلانے والے دوسرے مذاہب کے بالمقابل یہ پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کی

صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی خاتم المرسلین تھا کہ قادیانی
مسیح کے مطابق وہ بروزی طور پر آخرین میں مبعوث ہوا ہو (نعوذ باللہ) اور یہی فخر
الاولین والآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر
آیا تھا۔" (قادیانی مذہب ص:۲۶۳)

عقیدہ ۵: قادیانی عقیدہ ہے کہ: "آسمان و زمین اور تمام کائنات صرف غلام احمد کی خاطر پیدا کیا گیا: "لولاک لما خلقت الافلاک۔" (حقیقۃ الوحی ص:۹۹)

عقیدہ ۶: قادیانی عقیدہ ہے کہ: "مرزا غلام احمد کا روحانی تخت تمام نبیوں سے اونچا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۸۹)

عقیدہ ۷: قادیانی عقیدہ ہے کہ: "نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا، اور مرزا غلام احمد کے زمانہ میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷)

عقیدہ ۸: قادیانی عقیدہ ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹی فتح مبین نصیب ہوئی تھی اور بڑی فتح مبین مرزا غلام احمد کو ہوئی۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۹۳)

عقیدہ ۹: قادیانی عقیدہ ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح (یعنی بے نور تھا) اور مرزا غلام احمد کے زمانہ کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح کامل و درخشاں ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۴)

عقیدہ ۱۰: قادیانی عقیدہ ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین ہزار تھے (تحفہ گولڑویہ ص:۴۳) اور مرزا غلام احمد کے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص:۶۷)

عقیدہ ۱۱: قادیانی عقیدہ ہے کہ: "مرزا غلام احمد کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔" (ریویو مئی ۱۹۲۹ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۶۶)

عقیدہ ۱۲: قادیانی عقیدہ ہے کہ: "مرزا غلام احمد کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقویٰ، اکمل اور اشد ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱)

عقیدہ:۱۳... قادیانی عقیدہ ہے کہ:

''محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں!
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں''

(اخبار بدر قادیان ج:۲ ش:۴۳ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

عقیدہ:۱۴... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک نبی سے مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت و نصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔''

(اخبار الفضل ۱۹، ۲۲ ستمبر ۱۹۱۵ء، الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء قادیانی مذہب ص:۲۲۴)

عقیدہ:۱۵... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام مرزا غلام احمد کے زمانے میں ہوتے تو ان کو مرزا کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔''

(اخبار الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۲۵)

عقیدہ:۱۶... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''جس طرح قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا، جس کی مثل لانے سے دنیا عاجز ہے، اسی طرح مرزا غلام احمد کی تصنیف اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح بھی معجزہ ہے۔''

عقیدہ:۱۷... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''آخری آسمانی کتاب قرآن مجید نہیں بلکہ مرزا غلام احمد کی وحی کا مجموعہ تذکرہ آخری وحی ہے۔''

عقیدہ:۱۸... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''مرزا غلام احمد قادیانی بمنزلہ خدا کی اولاد کے ہے۔''

(تذکرہ ص:۳۱۲)

عقیدہ:۱۹... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''مرزا غلام احمد خدا کا بروز ہے۔''

(تذکرہ ص:۵۹۹)

عقیدہ:۲۰... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''مرزا غلام احمد خدا کی توحید و تفرید ہے۔''

(تذکرہ ص:۲۷۱)

عقیدہ:۲۹...قادیانی عقیدہ ہے کہ: "جو شخص مرزا کی پیروی نہ کرے وہ خدا و رسول کا نافرمان اور جہنمی ہے۔" (اشتہار معیار الاخیار، مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

عقیدہ:۳۰...قادیانی عقیدہ ہے کہ:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰، مصنفہ مرزا بشیر احمد)

عقیدہ:۳۱...قادیانی عقیدہ ہے کہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو معجزات قرآن کریم میں بیان فرمائے گئے ہیں سب مسمریزم کا کرشمہ تھے۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ، ص:۳۰۵)

عقیدہ:۳۲...قادیانی عقیدہ ہے کہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرآنی معجزات مکروہ اور قابل نفرت ہیں۔" چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۲۵۸)

عقیدہ:۳۳...قادیانی عقیدہ ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور معجزہ صرف چاند گرہن ہوا اور مرزا غلام احمد کے معجزہ کے طور پر چاند اور سورج دونوں کو گرہن ہوا۔" (اعجاز احمدی ص:۷۱)

یہ عقائد صریح طور پر اسلام کی ضد اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت ہے، اس لئے مرزا غلام احمد کے ماننے والوں سے خیرخواہانہ گزارش ہے کہ ان کفریہ عقائد سے توبہ کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہوں۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۰ ش:۳۱)

مرزائیوں کو دعوتِ غور و فکر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

مخدوم و مکرم زیدت الطافہم، آداب و دعوات!

جناب کا گرامی نامہ موصول ہوا، بحث تو میرا مقصد نہ پہلے تھا، نہ اب ہے، البتہ طلبِ حق کی دعوت مقصود ہے، حق تعالیٰ شانہ کے فضل و عنایت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے کٹ گئے دوبارہ ملادے، اور اپنی قدرت سے ہدایت کا فیصلہ فرمادے۔

اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ، وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ!

جناب نے گرامی نامہ میں تحریر فرمایا ہے: "ہوا کا رخ" کا جواب ضرور دوں گا، مگر میرا مقصد بحث نہیں، طلبِ حق کو مقصود بنانا چاہئے، اگر آپ مجھے دعوت دینا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ جس کی دعوت دے رہے ہیں اس کا سچا ہونا دلائل سے ثابت کریں، اور میں آپ کو مرزا صاحب سے اجتناب کی دعوت دے رہا ہوں، میرا فرض ہے کہ میں مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے پر دلائل پیش کروں، اور آپ سے بنظرِ انصاف غور کرنے کی توقع رکھوں۔

چونکہ میں نے اپنے مضمون میں (جو چودھری صاحب کے جواب میں لکھا گیا تھا) جناب مرزا صاحب کی ذاتی دیانت و امانت اور ان کی ذہنی صحت کا ذکر چھیڑا تھا، اس لئے آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو باتیں میں نے لکھی ہیں غلط ہیں، جناب مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ باتیں موجود نہیں، تو آپ انصاف کے تقاضوں کے مطابق غور فرمائیے کہ جو شخص اتنے بڑے بڑے جھوٹ بولتا ہو، جیسا کہ میں نے نشاندہی کی ہے، جو خود مراق کا مریض ہو، نامحرم عورتوں سے پاؤں دبواتا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

برتری کا دعویٰ کرتا ہو، کیا وہ "مسیح موعود" ہوسکتا ہے؟ نہیں...! بلکہ اس کو شریف آدمی کہنا بھی صحیح نہیں۔

یقین جانئے! مجھے نہ تو مرزا صاحب سے کوئی ذاتی پرخاش ہے، نہ ان کی جماعت کے کسی فرد سے، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے مرزا صاحب کو "مسیح موعود" ماننے میں غلطی ہوئی ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ نے اخلاص سے ہی ان کو مانا ہو، مگر غلطی بہرحال غلطی ہے، جب ایک شخص کا جھوٹا ہونا بالکل کھل کر سامنے آجائے تو انصاف و دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی ایسے شخص سے بیزار ہوجائے، قیامت کے دن صادقوں کو ان کا صدق کام دے گا...!

میں پہلے بھی کئی دوستوں سے عرض کرچکا ہوں اور آپ سے بھی عرض کرتا ہوں کہ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے "مراق" کا اقرار کیا ہے، اگر قیامت کے دن مرزا صاحب سے سوال ہوا کہ: تم نے ایسے دعوے کرکے خدا کی مخلوق کو کیوں گمراہ کیا؟ اور اُمتِ محمدیہ میں کیوں تفرقہ ڈالا؟ اور وہ اس کے جواب میں یہ عرض کریں کہ: اے اللہ! میں نے یہ سارے دعوے "مراق" کی بنا پر کئے تھے، اور اپنے "مراق" کا اقرار بھی خود اپنے قلم و زبان سے کیا تھا، یہ تو ان دانشمندوں سے پوچھئے کہ انہوں نے ایک مراقی کو مسیح موعود مان کر گمراہی کا راستہ کیوں اپنایا؟ اور تیرہ سو سال کے اسلامی عقائد سے کیوں انحراف کیا؟ تو آپ حضرات کے پاس مرزا صاحب کی اس دلیل کا کیا جواب ہوگا...؟

جانِ برادر! صحیح راستہ وہی ہے جس پر مرزا صاحب سے پہلے تیرہ صدیوں کے ائمہ مجددین اور اکابرِ اُمت گامزن تھے، جناب مرزا صاحب نے نہ صرف ان بزرگوں کی طرف غلط باتیں منسوب کیں، بلکہ خدا اور رسول کے کلام کو بھی غلط معنی پہنائے۔

میں آپ کی خیرخواہی کے لئے آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے موقف پر نظرِ ثانی فرمائیں، اور جناب مرزا صاحب کی اصل حالت پر غور فرماکر ان سے علیحدگی اختیار فرمائیں، اس کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں، اور ہدایت کے لئے التجائیں کریں، علمائے اُمت تو یہی کرسکتے ہیں کہ کسی جھوٹے کا جھوٹا ہونا دلائل سے واضح کردیں، دلوں کو

پیغمبر کا اور ہدایت کا نور ان میں بھرا دینا یہ ان کے قبضے میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔

جناب نے اپنے گرامی نامے میں جو باتیں تحریر فرمائی ہیں، میں نے ان کا جواب لکھ کر بایں خیال بھیجنا مناسب نہیں سمجھا کہ یہ اصل دعوت سے ہٹ کر بے کار باتوں میں وقت ضائع کرنا ہے، آپ کی جماعت کے بہت سے لوگ اس ناکارہ کو خط لکھتے ہیں، اور مضمون تقریباً یکساں ہوتا ہے، میں سب کو یہی دعوت دیتا ہوں کہ مرزا صاحب کا دھوکا نہیں، آپ خدا کے لئے اپنی آخرت کی فکر کیجئے! قیامت کے دن کسی کی کوئی تاویل کام نہ دے گی، اور اگر آپ کو میری اس دعوت میں تردد ہو تو میں ناچیز استطاعت کے مطابق مرزا صاحب کا مفتری ہونا سمجھانے کے لئے تیار ہوں، اس کے باوجود اگر آپ اصرار کرتے ہیں کہ مرزا صاحب برحق ہیں تو میں آپ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ حضرات کی خدمت میں مرزا صاحب کو چھوڑنے اور دینِ اسلام کی طرف پلٹ آنے کی دعوت دی تھی، آپ قیامت کے دن میرے حق میں یہ گواہی ضرور دیں، فقط والسلام!

آپ کا مخلص

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

قادیانیوں سے ہمدردانہ درخواست

مرزائی امت کی "نوزائیدہ تنظیم" سے ذلیل زبان کے
شہ پاروں کو نظر انداز کرکے متعلقہ ضروری اقتباسات اور ان کا جواب:
(مرتب)

محترم جناب محمد یوسف صاحب!

سلام من اتبع الهدیٰ، (نقل مطابق اصل) امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے، آمین!

آپ کا ۲۸ مئی کا تحریر کردہ خط یہاں مظفر گڑھ میں ملا ہے، جبکہ میں چند ایام کی رخصت پر آیا ہوا ہوں.....

آپ کا خط پڑھ کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ آپ صرف دو ٹوک جنگ کے میدان کے شیر ہیں، اس میں شک نہیں کہ آپ کو بھی چھوٹ ہے، خواہ قارئین کے مسائل کا کوئی حل بر سرِ قرآن و سنت ہو یا نہ ہو، مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ یا آخر آپ نے بھی اپنے پیٹ کو بھرنا ایندھن مہیا کرنا ہوتا ہے، کسی نہ کسی طرح تو کما کے کھانے ہیں بھئی!

... حقیقت تو یہی ہے کہ میں نے آپ پر صرف ذاتی نکتہ چینی نہیں کی تھی، بلکہ صاف صاف الزام عائد کئے تھے، لیکن ہوا یہ کہ الزامات کے جواب میں آپ نے اپنی بریت کی کوئی ایک بھی سبیل نہ نکالی، اور کیا یہ بہتر نہ تھا کہ آپ میرے "ظرف" کو اپنے پیمانے سے تولنے کی بجائے اپنے "ظرف عالی" کا بھی پہلے جائزہ لے لیتے، آپ نے میرے ظرف کی وسعت کی بھی ایک ہی کہی.....

کریں یا "کیا کھائے چھچھوندر" کی، مجھے اس زبان میں بہرحال بات نہیں کرنی چاہئے۔

محترم! مجھے نہ آپ سے کوئی کد ہے، نہ آپ کی جماعت سے ذاتی مخاصمت ہے، نہ جناب مرزا صاحب بالقابہ سے نفرت ہے تو بس اس غلط روی سے جس کی بنیاد جناب مرزا صاحب نے ڈالی اور جس پر آپ کی جماعت رواں دواں ہے۔ یہ جناب کا حسن ظن ہے کہ اس فقیر نے مرزا صاحب کو پڑھے بغیر ہی انہیں جھوٹا سمجھ لیا ہے، اس ناکارہ کو جناب مرزا صاحب کے مطالعہ کا جتنا شرف حاصل ہے... اگر یہ شرف کی چیز ہے... ان کی جماعت کے کم ہی افراد کو حاصل ہوگا، اور اب بھی یہ شغل مسلسل جاری ہے۔ میں نے جناب مرزا صاحب کے بارے میں جو رائے قائم کی ہے، ﴿وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾ وہ کسی سنائی نہیں، تحقیق و مطالعہ اور غور و فکر پر مبنی ہے، اگر مجھے جناب کی دل آزاری کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس دعویٰ پر دلائل پیش کرتا کہ جناب مرزا صاحب نے کذب و افترا کا جو ریکارڈ قائم کیا ہے، اس کی نظیر ان کے کسی پیشرو میں کم ملے گی، اور حق تعالیٰ شانہ نے ان کے کذب وافترا پر ایسے دلائل جمع کردیئے ہیں جو چشم عبرت کے لئے کافی وشافی ہیں۔

بعض غلط فہمیاں لائق درگزر ہوتی ہیں، لیکن جناب مرزا صاحب کی حالت کھل جانے کے بعد میں ان کے "مسیح موعود" ماننے والوں کو معذور نہیں سمجھتا، جہاں تک عقائد کے بعض مسائل کا تعلق ہے ان پر ایک صدی سے مباحثے، مناظرے، مجادلے، مباہلے بھی کچھ ہوچکا ہے، حق طلبی اور حق پروری مقصود ہو تو اب بھی تبادلہ خیال کا مضائقہ نہیں، لیکن اگر مرغ بازی ہی مقصود ہو تو ساری لن ترانیوں کے جواب میں "لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ" ہمارے لئے یہی سنت نبوی ہے۔ جو لوگ ضد، تعصب، نفس، جہالت کی اس حد کو عبور کرچکے ہوں کہ مرزا صاحب کا ہر جھوٹ انہیں سچ نظر آنے لگے، ہر کجی کو راستی سمجھیں، اور ہر الحاد و زندقہ کو "علوم و معارف" کا نام دیں، ان کو کیا سمجھایئے؟ اور کس طرح سمجھایئے؟ انہیں بہرحال "يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ" ہی کے انتظار کا مشورہ دیا جاسکتا ہے۔

جناب کے مخلصانہ جذبات سے، جو جناب مرزا صاحب یا اپنی ذات گرامی سے وابستہ ہیں، مجھے ہمدردی ہے، اور میں جانتا ہوں کہ آدمی اپنے مقتدا و پیشوا کے بارے

میں کتنا حساس ہوتا ہے۔ آپ چونکہ عقیدہ ایمان مرزا صاحب کے سپرد کر چکے ہیں، اس لئے میں موصوف کے حق میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے جناب کے آبگینۂ احساس کو ٹھیس پہنچے، لیکن جناب کے اس ارشاد پر کہ: "چونکہ آپ کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے، ابتدا ہی جھوٹا ہے" مجھے بطور اظہار واقعہ کے یہ چند الفاظ حوالۂ قرطاس کرنا پڑے، امید ہے کہ آپ مجھے جھوٹ کو جھوٹ کہنے میں لائق عفو سمجھیں گے۔

جناب نے "دعوت فکر" کے ضمن میں جو نگارشات فرمائی ہیں، ان کا جواب ...بقول شخصے... ترکی بہ ترکی دے سکتا ہوں، لیکن میرے خیال میں شجرۂ کذب کی جڑ کو چھوڑ کر اس کی شاخوں سے الجھنا غیر فطری ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ جب مرزا صاحب ہی کذاب ہوں تو ان کے الہامات، تحقیقات، دعاوی وغیرہ میں صداقت کہاں سے آئے گی؟ ان پر بحث ہی کہاں بنتی ہے۔

جناب کراچی تشریف لائیں تو کسی ٹیکسی رکشہ والے سے جامع مسجد نیوٹاؤن (اور اب علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن) کہہ دیجئے، وہ آپ کو سیدھا یہاں لے آئے گا، اور یہاں پہنچ کر اس گمنام کا نام کسی سے پوچھ لیجئے۔

جناب کی دعوت پر مشکور ہوں، مگر جناب کی اطلاع کے لئے عرض پرداز ہوں کہ ربوہ دیکھا ہے، بار بار دیکھا ہے، "احمدیت کا طلسم" بھی آنکھوں میں ہے۔

بحمداللہ! فقیر آپ کی دعا سے بصحت و عافیت ہے، اور جناب کی خیر و بہبود کے لئے دعا گو، فقط والدعا!

آپ کا مخلص

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۸؍ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ

چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کو دعوتِ اسلام

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا یہ مضمون چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان قادیانی کے جواب میں اخبار "جنگ لندن" میں شائع ہوا تھا، اب سے اس میں تھوڑے سے حذف جناب چوہدری صاحب کی طرف ہی دیا، اب جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نیازمندوں کی خیرخواہی کی غرض سے الگ شائع کیا جارہا ہے، میں ان سے دو گزارشیں کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ اگر مجھ سے کسی حوالے میں کوتاہی یا کسی عبارت کا مطلب سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو تو اس کی اطلاع دے کر ممنون ہوں گے۔ دوم یہ کہ اس رسالے کو خالی الذہن ہو کر پڑھیں، اور اگر کوئی بات اس ناکارہ کے قلم سے صحیح نکلی ہو تو اس کے تسلیم کرنے میں تامل نہ فرمائیں۔ جیسا کہ میں نے ضمیمے کے آخر میں اشارہ کیا ہے، مرزا صاحب کے نیازمند، موصوف کی صریح اور صاف عبارتوں میں جو تاویلیں کیا کرتے ہیں، انہیں ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہئے کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں کام دیں گی؟ مرزا صاحب کی حالت اب ایک صدی گزرنے پر کسی تبصرے کی محتاج نہیں، میں اپنے ان بھائیوں کو جنہوں نے موصوف کو غلط فہمی سے نبی، مسیح اور مہدی مان لیا ہے، دعوت دیتا ہوں کہ خدارا ایک بار پھر اپنے موقف پر نظرثانی کریں، انہوں نے نجاتِ آخرت کی خاطر جو راستہ غلط فہمی سے اپنالیا ہے وہ بے حد خطرناک ہے، اگر مرزا صاحب واقعی سچے یا

مہدی ہوتے تو عالمِ اسلام، بخصوصاً ان کی جماعت کی وہ حالت نہ ہوتی جو گزشتہ ایک صدی سے چلی آرہی ہے۔ اس لئے کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کو اپنے دعووں میں غلطی ہوئی، ان کے ماننے والوں کو اس غلطی سے توبہ کر لینی چاہئے، یہی ان کی دنیوی و اُخروی فلاح کا راستہ ہے۔ وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

محمد یوسف لدھیانوی
۲۲-۹-۱۳۹۹ھ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ!

روزنامہ ''جنگ لندن'' کی ۱۹؍اکتوبر ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں چوہدری سر ظفر اللہ خان قادیانی کا ایک مضمون ''یہ احمدیوں کے خلاف افترا پردازی ہے'' کے زیر عنوان شائع ہوا، جس میں کسی صاحب طارق محمود کے ایک مضمون کے بعض اندراجات کو نادرست کہا گیا ہے۔ صحیح نقل کی ذمہ داری تو صاحبِ مضمون پر عائد ہوتی ہے، تاہم چند امور کی طرف جن کا تعلق کسی خاص واقعے سے نہیں، چوہدری صاحب کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

چوہدری صاحب کو مضمون کے ناشائستہ طرزِ تحریر سے شکایت ہے، وہ کہتے ہیں:

> ''اس تحریر کے الفاظ، اس کے تمام معیار اور اس کی ہر بات پر طرزِ صحافت کے اس معیار سے جس پر آپ کے روزنامہ کو ہمیشہ قائم رہنا چاہئے بہت گری ہوئی ہے، دشنام دہی اور تضحیک آمیز طرزِ تحریر کسی بیان کی عزت کا موجب نہیں ہوتا بلکہ اس سے نفرت پیدا کرتا ہے۔''

آگے ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"الفاظ کے شرافت سے گرے ہوئے ہونے کی طرف تو بار بار توجہ دلانے کی ضرورت نہیں، ہر شریف انسان انہیں پڑھ کر لکھنے والے کی عدمِ شرافت پر مطلع ہوجاتا ہے۔"

چوہدری صاحب نے مضمون کے جن الفاظ پر یہ شدید ریمارک دیا ہے، وہ یہ ہیں: "اس کے بعد مرزا ایک تختے کے اندر اندر ہی واصلِ جہنم ہوا۔"

جناب چوہدری صاحب کے ارشاد سے اصولی طور پر ہر شخص کو اتفاق کرنا چاہئے، لیکن اس شکایت سے پہلے جناب چوہدری صاحب کو دو باتیں پیشِ نظر رکھنی چاہئے تھیں:

اوّل یہ کہ مضمون کے یہ الفاظ اس شخص کے بارے میں ہیں جو چوہدری صاحب کے نزدیک خواہ کتنا ہی مقدس ہو، لیکن صاحبِ مضمون کے عقیدے میں وہ نبوّت کا ذبہ کا مدعی ہے، ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اگر مسیلمہ کذاب کے بارے میں کوئی شخص استعمال کرے تو میرا خیال ہے کہ چوہدری صاحب بھی اس کو "غیرشریفانہ" نہیں فرمائیں گے۔

دُوسری بات یہ کہ ایک مدعیٔ نبوّتِ کاذبہ کے بارے میں "واصلِ جہنم" کے الفاظ کو غیرشریفانہ کہنے سے پہلے چوہدری صاحب کو مرزا غلام احمد کی کثرتِ تصنیف میں رَچی ہوئی زبان بھی پیشِ نظر رکھنی چاہئے تھی۔ مرزا نے انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ عظام اور اکابرِ اُمت کے بارے میں جو گوہرافشانی کی ہے، وہ اگر چوہدری صاحب کے حاشیہ خیال میں ہوتی تو انہیں "واصلِ جہنم" کے الفاظ پر عدمِ شرافت کا فتویٰ صادر کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

ملاحظہ فرمایئے:

"مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خودبین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔"

(حاشیہ انجامِ آتھم)

جنابِ مرزا کے یہ ارشادات مسیلمہ کذاب یا اس کی جماعت کے بارے میں نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کے ایک مقدس رسول سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہیں۔ اگر

چوہدری صاحب کے نزدیک یہ الفاظ "شریفانہ" ہیں تو اس "شرافت" پر چوہدری صاحب کے ہم مسلک حضرات ہی فخر کرسکتے ہیں!

جناب مرزا کی یہ نظرِ عنایت صرف سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ہی محدود نہ تھی، بلکہ وہ اکابر صحابہؓ کو بلاتکلف غبی، نادان اور معمولی انسان کے الفاظ سے یاد فرماتے ہیں، اور اُمتِ مسلمہ کے لئے ان کے پاس کافر، مشرک، جہنمی اور کنجریوں کی اولاد سے کم درجے کا شاید کوئی لفظ ہی نہیں تھا، تفصیل کے لئے دیکھئے: "مغلظاتِ مرزا" اور "رئیسِ قادیان" جلد دوم صفحہ: ۲۰۰۔

میرا مقصد یہ نہیں کہ مسلمانوں کو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید کرنی چاہئے، اور جو شستہ زبان مرزا نے استعمال کی ہے، وہ ہمیں بھی اپنانی چاہئے نہیں! بلکہ میرا مقصد چوہدری صاحب سے صرف اتنی گزارش کرنا ہے کہ اگر "مرزا واصلِ جہنم ہوا" کے الفاظ ایک مسلمان اپنے عقیدے کے مطابق استعمال کرتا ہے تو آپ اتنے حساس ہوجاتے ہیں کہ اس کے خلاف قلم برداشتہ "عدمِ شرافت" کا فیصلہ صادر فرماتے ہیں اور دوسرا شخص جو انبیائے کرام علیہم السلام کو جھوٹا، زانی، شرابی تک کہتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو احمق اور نادان کے خطاب دیتا ہے، اور تمام اُمتِ اسلامیہ کو جنگلی جنس، قطعی کافر و جہنمی بلکہ حرام زادے اور کنجریوں کی اولاد بتاتا ہے، وہ آپ کے نزدیک نہ صرف شریف ہے، بلکہ مجسم بروز اور "مسیحِ موعود" بھی۔ کیا عالمی عدالتِ انصاف کے سابق جج کا ضمیر اسے اس بے انصافی پر ملامت نہیں کرتا...؟

جناب مرزا جس شیریں کلامی کے عادی تھے، ہم انہیں کسی حد تک اس میں معذور قرار دے سکتے ہیں، کیونکہ وہ بہ اقرارِ خود مراق اور ہسٹریا کے مریض تھے، دیکھئے: رسالہ "تشحیذ الاذہان" جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات جلد:۲ صفحہ:۷۹،۳۶، کتاب "منظورِ الٰہی" صفحہ:۳۲۸، ۳۴۳، اخبار "الحکم" ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۱ء، "سیرۃ المہدی" جلد:۳ صفحہ:۳۰۴، ۳۰۵ نیز جلد:۲ صفحہ:۵۵، رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" اگست ۱۹۲۶ء صفحہ:۱۱، اور مئی ۱۹۲۷ء صفحہ:۲۶۔

اور مراق کے مریض تو بے چارے اعصاب و جذبات پر قابو نہیں رہتا۔ غصے کی حالت میں اس کی زبان قینچی سے اس قسم کے الفاظ صادر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا شرط باندھ باندھ کر خود اپنے بارے میں بھی ایسے الفاظ کہہ جاتے ہیں جن سے آدمی کانپ کانپ جائے۔ مثلاً:

"اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔"

(جنگ مقدس ص:۱۸۹)

اور کرشمۂ قدرت دیکھئے کہ جس شرط پر مرزا یہ سارے تحفے وصول فرما رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے وہ بھی پوری کر دکھائی۔ یعنی ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک پادری آتھم کا نہ مرنا اور حق کی طرف رجوع کرنا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"یاد رکھو! اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۴، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۳۸)

ذرا "ہر ایک بد سے بدتر" کے الفاظ کا زورِ بیان دیکھئے! شیخ سعدی کے "کتا گالے" کی طرح مرزا کے اس "گالے" کی وسعت میں دنیا بھر کی گالیاں سما جاتی ہیں۔ اور مرزا صاحب نے یہ "گالا" جس شرط پر معلق کیا تھا، خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وہ بھی پوری کر دی، یعنی سلطان محمد کا نہ مرنا۔ الغرض! مرزا کو شریف زبان استعمال کرنے میں معذور سمجھنا چاہئے جب وہ خود اپنے آپ کو معاف نہیں کرتے تھے تو دوسروں کو ان کے یہاں معافی کہاں ملتی!

جب جب مرزا کی نظرِ شفقت کبھی کبھی غیروں کے بجائے خود اپنوں کی طرف بھی مبذول ہو جاتی تھی۔ چوہدری صاحب کی توجہ کے لئے ایک دو مثالیں اس کی پیش کرتا ہوں۔ ۱۸۹۳ء کا "اشتہار التوائے جلسہ" مرزا صاحب کی تصنیف "شہادۃ القرآن" کے

آخر میں بات کی ہے۔ اس میں اپنے مریدوں کو انہوں نے جو خطابات دیئے ہیں ان کے چیدہ چیدہ عنوانات یہ ہیں:

نالائق، بے تہذیب، ناپاک دل، الٰہی محبت سے خالی، پرہیزگاری سے عاری، کج دل، متکبر، بھیڑیوں کی مانند، سفلہ، خود غرض، لڑائی، گالیاں بکنے والے، کینہ پرور، کھانے پینے پر نفسانی بحثیں کرنے والے، نفسانی لالچ کے مریض، بدتہذیب، درندوں سے بدتر، جھوٹ موٹ جوڑنے والے۔

مرزا نے اپنی آخری تصنیف میں، جو ان کی وفات کے بعد چھپی ہے، اپنی جماعت کا نقشہ ذیل کے الفاظ میں کھینچا ہے:

"ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچے کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں، اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔"

(براہین پنجم ص:۱۵، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۱۴۴)

چونکہ یہ شیریں زبانی مرزا کا طرۂ امتیاز تھا، اس لئے ان کی جماعت کے لوگوں نے بھی ان کی اس سنت کو زندہ رکھا۔

جماعت قادیان کے سرکاری ترجمان "الفضل" نے جماعت لاہور کے بارے میں جو ادبی و صحافتی جواہر پارے اپنے صفحات پر بکھیرے ہیں، اگر وہ یکجا کر دیئے جائیں تو دنیا کو ایک نئے "فن دشنام" کا انکشاف ہوگا۔ چودھری صاحب کے ذہن میں اس واقعے کی یاد تازہ ہوگی جب "الفضل" نے پنجابی گالی کا دو حرفی لفظ چھاپ کر زمانے روحانیت میں قادیان کا نام روشن کیا تھا (اور اگلے دن اس کی اشاعت پر معافی بھی مانگ لی تھی)۔

"الفضل" کے علاوہ ان کی جماعت کے دیگر اخبارات و مجلات بھی اس ادبِ عالیہ سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ مثلاً: قادیان کے ایک معزز اخبار "فاروق" نے اپنی

اور تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی ہمیں ان کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔" (جناب محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۳ جون ۱۹۳۷ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۹۷۳)

چوہدری صاحب فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اگر "مرزا اصطبل حشم" کا لفظ غیر شریفانہ ہے تو جو الفاظ جماعت لاہور کے امیر نے خلیفہ قادیان سے منسوب کئے ہیں ان کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے...؟

مرزا غلام احمد قادیانی کی دریافت کی ایجنسی صرف جماعت قادیان نہیں بلکہ جماعت لاہور کو بھی اس شرف کا دعویٰ ہے، انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خاص طرز تحریر کو جس طرح اپنایا اس کے بھی ایک دو نمونے ملاحظہ فرمایئے!

مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ قادیان اپنے خطبہ جمعہ میں جماعت لاہور کے ایک ممبر کے خط کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے اس نے تحریر کیا ہے کہ:

"حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے، اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے تھے، اگر انہوں نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے) کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں کیا حرج ہوا۔"

پھر لکھا ہے:

"ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے، ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔"

اس اعتراض سے پتا لگتا ہے کہ یہ شخص (خط لکھنے والا) پیغامی طبع ہے۔" ("الفضل" قادیان، ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

یہ خط جس قدر ''شریفانہ'' ہے وہ تو ظاہر ہے، لیکن اس خط کو عین خطبۂ جمعہ میں منبر پر بیٹھ کر پڑھنا بھی ''شرافت و روحانیت'' کا کوئی معمولی معیار نہیں، اور اس روحانیت پر چوہدری صاحب اور ان کی جماعت جتنا ناز کرے بجا ہے۔

شیخ عبدالرحمن مصری، جو قادیانی اصطلاح میں مرزا کے ''مقدس صحابی'' ہیں، کسی زمانے میں خلیفۂ قادیان کے دست راست تھے اور بعد میں جماعت لاہور کے ''معزز ترین بزرگ بن گئے، انہیں ۱۹۳۶ء میں مرزا محمود احمد سے کچھ ناگفتنی قسم کی اخلاقی شکایتیں پیدا ہوگئیں، نوبت فوجداری اور ضمانت طلبی تک پہنچی، انہوں نے عدالتِ عالیہ لاہور میں منسوخیٔ ضمانت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل بیان داخل کیا۔ عدالت نے فیصلے میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے اسے فیصلے کا مدار بنایا۔ بعد میں اخبار ''الفضل'' کے علاوہ مسٹر محمد علی امیر جماعت لاہور، جناب ممتاز احمد فاروقی اور جناب مظہر ملتانی نے بھی اسے اپنی کتابوں میں نقل کیا۔ مجھے اسے نقل کرتے ہوئے گھن آتی ہے، لیکن مرزا قادیانی کے اخص الخواص مریدوں کی شرافت کا حوالہ اس کے بغیر نامکمل رہے گا، اس لئے بادل نخواستہ اسے نقل کرتا ہوں۔ شیخ عدالتِ عالیہ لاہور کو بتاتے ہیں:

> ''موجودہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے، اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے، ان کے ذریعے یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے، اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے، اس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں، اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔'' (کمالات محمودیہ)

آخر میں مسٹر محمد علی کی تحریر کا حوالہ دیتے ہوئے اس بحث کو ختم کرتا ہوں، مرزا محمود احمد کے ۲ دسمبر ۱۹۳۸ء کے خطبے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اس خطبے میں (مرزا محمود صاحب) فرماتے ہیں:
> جو باتیں آج مصری صاحب میرے متعلق کہہ رہے ہیں

مضمون نگار نے دوسری یہ جرأت کی ہے تو اب یہ چوہدری صاحب جس قدر احتجاج کریں وہ بجا، لیکن میں چوہدری صاحب جیسی انصاف پسند شخصیت سے یہ دریافت کرنے کی گستاخی ضرور کروں گا کہ وہ اس جرأت کا صرف اسی وقت نوٹس لیتے ہیں جب یہ کسی ادنیٰ مسلم نوجوان سے سرزد ہو؟ یا کبھی جماعت احمدیہ کی اس جرأت پر بھی انہیں غیرت فرمائیں گے؟ میں چوہدری صاحب کے تیسری صدی کی مناسبت سے بانی جماعت احمدیہ کی غلط بیانی، افترا پردازی اور صریح دروغ بیانی کی تین مثالیں پیش کرکے فیصلہ ان کی ذات گرامی پر چھوڑتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا:

۱:... ''انبیائے گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔''

(اربعین نمبر ۲، ص: ۲۳، روحانی خزائن ج: ۱۷ ص ۳۷۱)

اس فقرے میں جناب مرزا قادیانی نے تمام انبیائے گزشتہ (علیہم السلام) کی طرف (جن کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے) دو باتیں منسوب کی ہیں۔ مسیح موعود کا چودھویں صدی کے سر پر ہونا اور پنجاب میں ہونا۔ جہاں تک ہماری ناقص معلومات کا تعلق ہے، انبیائے گزشتہ تو کجا؟ قرآن وحدیث میں بھی کسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے لئے چودھویں صدی کا سر متعین نہیں کیا گیا۔ نہ ان کے پنجاب میں ہونے کی تصریح کی گئی ہے۔ گویا اس چھوٹے سے فقرے میں مرزا قادیانی نے کم وبیش اڑھائی لاکھ جھوٹ جمع کردیئے ہیں۔

اور صرف ایک فقرے میں اڑھائی لاکھ جھوٹ بولنا چودھویں صدی میں غلط بیانی اور جھوٹ کا سب سے بڑا ریکارڈ ہے۔ اگر چوہدری صاحب مرزا قادیانی کے اس فقرے کا ثبوت پیش کرسکیں تو ہماری معلومات میں اضافہ ہوگا اور اگر چودھویں صدی کے جھوٹ کا اس

سے بڑا ریکارڈ توڑ سکیں تو یہ بھی ایک جدید انکشاف ہوگا۔

۳:... ''مسیح موعود کی نسبت تو آثار میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۲، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۷)

آثار کا لفظ کم از کم تین احادیث پر بولا جاتا ہے، حالانکہ یہ مضمون کسی حدیث میں نہیں آتا، اس لئے اس فقرے میں تین جھوٹ ہوئے اور یہ تین جھوٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

۳:... ''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا، اور چودھویں کا مجدد ہوگا ...... اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا اور وہ نام پائے گا، اور اس کی پیدائش دو خاندانوں سے اشتراک رکھے گی اور چوتھی دو گونہ صفت یہ کہ پیدائش میں بھی جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا، سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہوگئیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۸، خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۹، ۳۶۰)

''احادیث صحیحہ'' کا لفظ کم از کم تین صحیح حدیثوں پر بولا جاتا ہے، مرزا قادیانی نے چودھویں کے لئے احادیث صحیحہ کا حوالہ دیا ہے جو بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ گویا اس فقرے میں افراد جھوٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

۳:... ''ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء علیہم السلام کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گزرے ہیں، اور فرمایا کہ ''کان فی الهند نبیا اسود اللون اسمه کاهنا'' یعنی ہند میں ایک نبی گزرا جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا، یعنی کنہیا

جس کو کرشن کہتے تھے۔“

(تتمہ چشمہ معرفت ص:۱۰، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۸۲)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خالص افترا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد ایسا نہیں اور ”سیاہ رنگ کا نبی“ شاید مرزا قادیانی کو اپنے رنگ کی مناسبت سے یاد آگیا۔ ستم یہ ہے کہ یہ مہمل فقرہ جو مرزا قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا ہے، اس کی عربی بھی مرزا قادیانی کی ”پنجابی عربی“ جیسی ہے۔

۵:... ”اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا زبانِ پارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں! خدا کا کلام زبانِ پارسی میں بھی اترا ہے جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے:

این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم۔“ (حوالہ بالا)

یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سفید جھوٹ اور خالص افترا ہے، ایسی کوئی حدیث نہیں۔

۶:... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔“

(اشتہار ”مریدوں کے لئے ہدایت“ مورخہ ۲۳ راگست ۱۹۰۷ء)

یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خالص بہتان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کوئی ارشاد نہیں۔

۷:... ”افسوس کہ وہ حدیث بھی اس زمانے میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانے کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۲۰)

کسی حدیث میں ”مسیحِ موعود کے زمانے کے علماء“ کی یہ حالت بیان نہیں فرمائی

گئی، یہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خالص افترا ہے، اور دُوسری طرف تمام علمائے اُمت پر بھی بہتان ہے۔

۸:... "چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا، اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔" (ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۴۰)

"چھپی ہوئی کتاب" کا مضمون کسی "حدیثِ صحیح" میں نہیں، اس لئے یہ سفید جھوٹ ہے، اور لطف یہ ہے کہ یہ من گھڑت حدیث بھی مرزا قادیانی کی کتاب پر صادق نہ آئی، کیونکہ مرزا قادیانی کی اس "کتاب" میں جن تین سو تیرہ "اصحاب" کے نام درج تھے، ان میں سے کئی مرزا قادیانی کے حلقۂ "صحابیت" سے نکل گئے۔

۹:... "مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے "کافر" کہتے اور میرا نام "دجال" رکھتے، کیونکہ احادیثِ صحیحہ میں پہلے سے یہ فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے، اور ایسا جوش دِکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کرڈالتے۔" (رُوحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۲۲)

اس عبارت میں تین باتیں "احادیثِ صحیحہ" کی طرف منسوب کی گئی ہیں، جن کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تین جھوٹ باندھے گئے ہیں، کیونکہ ایسا مضمون کسی حدیث میں نہیں آتا۔

۱۰:... "بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے، اور آخری آدم پہلے آدم کی طرز پر الفِ ششم کے آخر میں، جو روزِ ششم کے حکم میں ہے پیدا ہونے والا ہے۔" (ازالہ اوہام ص:۶۹۶، خزائن ج:۳ ص:۴۷۵)

یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خالص بہتان ہے، یہ "آخری آدم" کا افسانہ

کسی حدیث میں نہیں آتا۔

یہ دس مثالیں میں نے وہ پیش کی ہیں جن میں مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر بڑی دلیری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر مرزا قادیانی کی افترا پردازی کی فہرست بڑی طویل ہے مگر میں سر دست ان ہی دس مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں اور چوہدری صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ ''جماعت احمدیہ کے مقدس بانی'' کی طرف کوئی معمولی سی بات منسوب کرنا تو ان کے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے، کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط فقرے گھڑ کر منسوب کرنا ان کے نزدیک جائز ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے کہ: ''جو شخص عمداً میری طرف غلط بات منسوب کرے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔'' لیکن چوہدری صاحب کے نزدیک ایسا مفتری ''مسیح موعود'' بن جاتا ہے، فیاللعجب...!

اللہ تعالیٰ پر افترا:

مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ پر جو افترا کئے ہیں، چند مثالیں ان کی بھی ملاحظہ فرمائیں:

> ا:... ''سورۂ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے، اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔''
>
> (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۹، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۶۱)

سورۂ تحریم کی تلاوت کا شرف سر ظفر اللہ خان کو یقیناً حاصل ہوا ہوگا، وہ اپنے متصوفانہ ضمیر سے دریافت فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے قرآن کریم کے ''صریح حوالے'' سے جو کچھ لکھا ہے کیا یہ خالص افترا نہیں...؟

۳:... "مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر) ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام "حصور" رکھا مگر مسیح کا نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام رکھنے سے مانع تھے۔" (دافع البلاء، آخری صفحہ)

گویا جتنی باتیں مرزا قادیانی نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی ہیں قرآن نے ان کو تسلیم کیا ہے، اسی بنا پر ان کا نام "حصور" نہ فرمایا گیا، حالانکہ ان فواحش کو کسی نبی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، اور اس کے لئے قرآن کریم کا حوالہ دینا خالص افترا ہے۔

چوہدری صاحب "سیرۃ المہدی" کے مطالعے کے بعد فرمائیں کہ کیا "بے تعلق جوان عورتیں" خود مرزا قادیانی کی "خدمت" سے بہرہ ور نہیں ہوا کرتی تھیں؟ مثلاً: زینب، عائشہ، بھانو، مائی تابی وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ کہ کیا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آگے تو یہ کفر تھا، مرزا قادیانی کو خود اپنی ذات پر تو کفر نہیں آگیا؟

اس سلسلے میں اگر چوہدری صاحب اخبار "الحکم" قادیان جلد:۱۱ نمبر:۱۳ صفحہ:۳ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء کا مندرجہ ذیل "فتویٰ" بھی سامنے رکھیں تو انہیں فیصلہ کرنے میں مزید آسانی ہوگی۔

سوال:... حضرت اقدس (مرزا قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب:... وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں، بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔

سوال:۔۔حضرت کے صاحب زادے "غیر عورتوں" میں بلاتکلف اندر کیوں جاتے ہیں؟ کیاان سے پردہ درست نہیں؟

جواب:۔۔ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کے لئے ہے، جہاں اس کے وقوع کا احتمال کم ہوان کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے، اس واسطے انبیاء، اتقیاء لوگ مستثنیٰ بلکہ بطریق اولیٰ مستثنیٰ ہیں۔ پس حضرت کے صاحب زادے اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقی ہیں، ان سے اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں۔ (سبحان اللہ! کیا شان تحقیق ہے... ناقل)

قرآن کریم کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مرزا قادیانی نے جو افتراء پردازی کی ہے اسے اس فتوے کی روشنی میں پڑھ کر غالباً چوہدری جی، مرزا قادیانی کے بارے میں یہی فرمائیں گے:

حملہ برخود می کنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ برخود حملہ کرد

۳... "اور اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے آدم مقرر کر کے بھیجا ہے اور ضرور تھا کہ وہ ابن مریم جس کا انجیل اور فرقان میں آدم بھی نام رکھا گیا ہے۔" (ازالہ ص:۶۹۵، خزائن ج:۳ ص:۴۷۵)

یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نام قرآن میں آدم رکھا گیا ہے، خالص جھوٹ اور افتراء علی اللہ ہے۔

۳... "اور مجھے بتلایا گیا ہے کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ "ھو الذی ارسل رسولہ... کلہ"" (اعجاز احمدی ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳)

یہاں جس "رسول" کا تذکرہ ہے اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق قرار دینا قطعی طور پر افتراء علی اللہ ہے، اور اس کے لئے "الہام" پیش کرنا افتراء پر افتراء ہے۔

۵:… ”قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیش گوئی پہلے سے لکھا گیا تھا۔“

(ازالہ ص:۷۷ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۴۰)

صریح جھوٹ اور افترا علی اللہ ہے۔

۶:… ”لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جس میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو (۱) اسلامی علماء کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھائے گا، (۲) وہ اس کو کافر قرار دیں گے، (۳) اور اس کے قتل کے فتوے دئیے جائیں گے، (۴) اور اس کی سخت توہین ہوگی، (۵) اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج، (۶) اور دین کے تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔“

(اربعین نمبر۳ ص:۱۷، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۰۴)

قرآن کریم میں مسیح موعود کے بارے میں کہیں ایسا مضمون نہیں، اس لئے یہ چھ کی چھ پیش گوئیاں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم سے منسوب کی ہیں، قطعاً سفید جھوٹ ہے۔ ہاں! مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر میں جو قرآن کا خاص نسخہ تھا، شاید انہوں نے اپنے مرحوم بھائی کو پڑھتے ہوئے کشفی حالت میں دیکھا:

”جس کے دائیں صفحے پر نصف کے قریب مرزا صاحب نے ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“ کی آیت لکھی ہوئی دیکھ کر فرمایا تھا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے، مکہ، مدینہ اور قادیان۔“ (روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۴۰)

اگر اس عجیب و غریب قرآن میں مسیح موعود کی یہ علامتیں بھی لکھی ہوں تو ممکن ہے کہ چوہدری صاحب کو اس ”قادیانی قرآن“ کی زیارت و تلاوت کا شرف حاصل ہوا ہو، ورنہ اگر مندرجہ بالا عبارت میں قرآن کریم سے وہی کتاب مقدس مراد ہے جس کے حافظ دُنیا میں لاکھوں موجود ہیں تو اس عبارت کے جھوٹ اور افترا ہونے میں کیا شک

ہے...؟ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مراقی مسیحیت کے کرشمے ہیں کہ وہ خود سے خود پیدا ہو کر مسیح بن مریم بن گئے، دمشق کو قادیان میں بلوالیا اور مکہ، مدینہ کے مساوی اعزاز کو قرآن میں درج کر کے اسے رجسٹرڈ کرالیا۔

۷:... ''پھر خدائے کریم جل شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس کے بعد پائے گا، تیری نسل بہت ہوگی۔'' (اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء)

''اس عاجز نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں پیش گوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔''

(اشتہار محک اخیار و اشرار، یکم ستمبر ۱۸۸۶ء)

واقعات نے ثابت کردیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا افتراء علی اللہ تھا کیونکہ اس کے بعد کوئی مبارک یا نامبارک خاتون ان کے حجلہ عروسی کی زینت نہ بن سکی، نہ اس سے ''بہت نسل'' ہوئی۔

۸:... ''الہام بکر و ثیب یعنی خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ، چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا، پورا ہوگیا...... اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔''

(تریاق القلوب ص:۳۴، روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۲۰۱)

یہ بھی افتراء علی اللہ ثابت ہوا، کیونکہ یوم وفات تک مرزا غلام احمد قادیانی کو کسی بیوہ سے عقد نصیب نہ ہوا۔ کاش! مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ان کی اس پیش گوئی کو پورا کردیتے تو ان کے افتراء علی اللہ کی فہرست میں کم از کم ایک کی کمی تو ہو جاتی۔

۳۔ ... "شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا
تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقت کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے
گا سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات پر ہو رہے ہیں
کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا، اور جناب الٰہی میں یہ
بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا
ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی۔" (مکتوبات احمدیہ ج:۵ نمبر:۲)

واقعات نے ثابت کر دیا کہ نکاح اور فرزند کا یہ سارا قصہ محض ڈھونگ تھا جسے
مرزا غلام احمد قادیانی نے کمال جرأت سے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا۔

۴۔ ... "اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھ سے فرمایا کہ
اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محترمہ محمدی بیگم مرحومہ) کے
لئے سلسلہ جنبانی کر۔ ان دنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار بار توجہ کی
گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی
دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی، ہر ایک مانع دور
کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔"

(اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

بعد کے واقعات نے اللہ تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس اشتہار اور اس موضوع پر
مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریروں کا ایک ایک لفظ جھوٹ اور افتراء علی اللہ تھا۔ مرزا غلام
احمد قادیانی نے اسی افتراء پر کفایت نہیں کی، بلکہ زوجنٰکھا کی الہامی آیت بھی نازل
کرلی یعنی خدا تعالیٰ نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی سے کر دیا۔ یہ خدا پر
جھوٹ باندھنے کی بہت ہی نمایاں مثال ہے۔

چوہدری صاحب ایک اچھے وکیل اور جج رہے ہیں۔ میں ان ہی سے فیصلہ چاہتا
ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ آسمانی نکاح، مرزا سلطان محمد مرحوم کے زمینی نکاح سے
پہلے ہوا تھا یا بعد میں؟ اگر بعد میں ہوا تھا تو گویا خدا کے نزدیک نکاح پر نکاح بھی جائز ہے۔

اور اگر پہلے ہو چکا تھا تو مرزا غلام احمد قادیانی کی آسمانی منکوحہ کو ان کے گھر آباد کرنے کی ذمہ داری بھی خدا پر تھی، مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ اب یا تو یہ کہا جائے گا کہ... نعوذ باللہ۔ خدا تعالیٰ اپنے فیصلوں کو نافذ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے قصداً مرزا غلام احمد قادیانی کو ذلیل و رسوا کرنا چاہا، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اس نکاح کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

"یاد رکھو! اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو
میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۴)

چوہدری صاحب کی خدمت میں یہ بھی گزارش ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس افتراء علی اللہ کے بارے میں اپنا منصفانہ فیصلہ صادر کرتے وقت یہ قانونی نکتہ فراموش نہ فرمائیں کہ میری بحث اس میں نہیں کہ یہ پیش گوئی شرطی تھی یا غیر مشروط؟

میری بحث یہ ہے کہ اگر یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا افتراء نہیں تھا اور واقعتاً مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ محمدی بیگم کا نکاح خدا تعالیٰ نے کر دیا تھا تو اپنے اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے اس نے "ہر ایک مانع" کو کیوں دور نہیں کیا؟ جبکہ مرزا قادیانی اس پیش گوئی کو پورا نہ ہونے کی صورت میں اپنے "بد سے بدتر" ہونے کا اعلان بھی فرما چکے تھے، اب دو ہی صورتیں ممکن ہیں، یا یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی مفتری تھے اور انہوں نے اپنی ذاتی خواہش کا الہام گھڑ کر خدا کی طرف منسوب کر دیا تھا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ بالقصد مرزا کو "بد سے بدتر" ثابت کرنا چاہتے تھے۔

یہاں تک مرزا غلام احمد قادیانی کے خدا اور رسول پر جھوٹ باندھنے کی چند مثالیں عرض کر چکا ہوں، اب مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ اور افتراء کی دس اور مثالیں پیش خدمت ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء:

۱:... "یہ غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ (۱) لوگ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا، (۲) اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا، (۳) اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا، (۴) اور شراب پیئے گا، (۵) اور سور کا گوشت کھائے گا، (۶) اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا۔"

(ضمیمہ الوحی ص:۳۹، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۳۰۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کا اشارہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے، لیکن اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو چھ باتیں ان کی طرف منسوب کی ہیں، وہ قطعاً غلط ہیں، اس لئے مرزا قادیانی کی یہ عبارت نہ صرف جھوٹ ہے، بلکہ ایسا شرمناک بہتان بھی جس میں ایک نبی کی طرف شراب پینے اور سور کھانے کی نسبت کی گئی ہے، اور جس شخص کے دل میں رائی برابر ایمان بھی ہو، وہ نرم سے نرم الفاظ میں اس کو مرزا قادیانی کی "ذلیل حرکت" کہنے پر مجبور ہوگا۔

۲:... "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔"

(حاشیہ کشتی نوح ص:۶۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تحقیق نہ صرف غلط ہے، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان بھی۔

۳:... "ایک یہودی نے یسوع کی سوانح عمری لکھی ہے، اور وہ یہاں موجود ہے، اس نے لکھا ہے کہ یسوع ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا تھا، اور اپنے استاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اسے عاق کردیا۔ اور انجیل کے مطالعے سے جو کچھ مسیح کی حالت کا پتا لگتا ہے، وہ آپ سے بھی پوشیدہ نہیں ہے، کہ

کس طرح پر وہ ایک نامحرم نوجوان عورتوں سے ملتا تھا، اور کس طرح پر ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا، اور یسوع کی بعض نانیوں اور دادیوں کی جو حالت بائبل سے ثابت ہوتی ہے، وہ بھی کسی سے مخفی نہیں، ان میں سے تین جو مشہور و معروف ہیں، ان کے نام یہ ہیں:
"بنت سبع، راحاب، تمر" اور پھر یہودیوں نے اس کی ماں پر جو بڑا الزام لگائے ہیں، وہ بھی ان کتابوں میں درج ہیں، ان سب کو اکٹھا کر کے دیکھیں، تو اس کا یہ قول کہ مجھے نیک نہ کہو، اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے، اور یہ فروتنی یا انکسار کے طور پر ہرگز نہ تھا، جیسا بعض عیسائی کہتے ہیں۔" (ملفوظات ج:۳ ص:۱۳۷)

ان تمام امور کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا بہتان ہے۔

۴:... "اور یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا تھا، چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک نتیجہ تھا۔"

(حاشیہ ست بچن ص:۱۷۲، خزائن ج:۱۰ ص:۲۹۶)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ سارے الزامات جھوٹ اور گندے بہتان ہیں۔

۵:... "ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔"

(اعجاز احمدی ص:۱۴، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۲۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں کو "صاف طور پر جھوٹ" کہنا مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے، غالباً انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قادیان کا غلام احمد سمجھ لیا ہے۔

۶:... "عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے

بلکہ حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی نفی وصرف کذب صریح ہے بلکہ قرآن کریم کی تکذیب بھی۔

۷:... "اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔"

(ازالہ اوہام ص:۳۰۸، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مسمریزم کا الزام لگانا، اور ان کے معجزات کو مسمریزم کا نتیجہ قرار دینا قطعی اور یقینی جھوٹ ہے، اور اس پر "باذن وحکم الٰہی" کا اضافہ کرنا افتراء علی اللہ ہے، اور الیسع نبی کو اس میں لپیٹنا اس افتراپردازی میں مزید اضافہ ہے۔

۸:... "حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں، اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہوجاتی ہے۔" (ازالہ اوہام ص:۳۰۳، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۴، ۲۵۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب کو یوسف نجار کی طرف منسوب کرنا، آپ کو بڑھئی لکھنا اور آپ کے قرآن میں ذکر کردہ معجزات کو نجاری کا کرشمہ قرار دینا صریح بہتان اور قرآن کریم کی تکذیب ہے۔

۹:... "بہرحال مسیح کی" یہ تربی کاروائیاں" زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں، مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے

ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔"

(ازالہ اوہام ص:۳۰۹، ۳۱۰، خزائن ج:۳ ص:۲۵۷، ۲۵۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو "ترابی کاروائیاں" کہنا اور انہیں مکروہ اور قابل نفرت قرار دینا صریح بہتان اور تکذیب قرآن ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برتری کی امید رکھنا اور اسے فضل و توفیق خداوندی کی طرف منسوب رکھنا کفر اور افترا علی اللہ ہے۔

۱۰:... "اور آپ کی انہیں حرکات کی وجہ سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین ہوگیا تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے، اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانے میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو، شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۲۰، خزائن حاشیہ ج:۱۱ ص:۲۹۰)

"یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔"

(حاشیہ ست بچن ص:۱۷۱، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۲۹۵ حاشیہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ... نعوذ باللہ ... خلل دماغ، مرگی اور دیوانگی کی نسبت کرنا سفید جھوٹ ہے، غالباً یہ عبارت لکھتے وقت مرزا غلام احمد قادیانی خود "مراق" کے عارضے کا شکار تھے۔

یہ تیس افترا اور جھوٹ ہیں جنہیں دنیا کا کوئی عاقل سچ سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا، اور محض چوہدری صاحب کے خاص ذوق (جو صد فیصد نبوی شان کذابین کا آئینہ بھی ہے) کی مناسبت سے لکھے گئے ہیں۔ ورنہ غلام احمد قادیانی کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھئے، اس کے صفحے صفحے پر جھوٹ اور بہتان کے سیاہ دھبے نظر آئیں گے۔ مجھے امید ہے کہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کی عدالت میں یہ تیس جھوٹ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی پوزیشن

واضح کرنے کے لئے کافی ہوں گے، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ارشاد ہے:

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت
ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

(چشمۂ معرفت ص:۲۲۲، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۲۳۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کے علاوہ اکابر جماعت احمدیہ نے ایک صدی میں جھوٹ اور بہتان کے جو طومار تیار کئے ہیں، افسوس ہے کہ عدالت کے اندیشے سے میں ان کی چیدہ چیدہ مثالیں دینے سے بھی قاصر ہوں، البتہ مجموعی طور پر اس جماعت کے بارے میں مرزا قادیانی نے جو رائے قائم فرمائی ہے اس کا حوالہ دے کر اس ناخوشگوار بحث کو ختم کرتا ہوں، جناب مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"اے برادران دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان
میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود
ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں
...... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں، جو شخص
یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے، بلکہ میری
طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ
میں مثیل مسیح ہوں۔"

(ازالہ اوہام ص:۱۹۰، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)

اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں کہ وہ نہ "مسیح موعود" ہیں، نہ "مسیح ابن مریم" ہیں، جو شخص ان کو "مسیح موعود" یا "مسیح ابن مریم" کہتا ہے وہ نہ صرف کم فہم بلکہ مفتری اور کذاب ہے۔

چوہدری صاحب کو علم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو "مسیح موعود" اور "مسیح ابن مریم" کا مصداق قرار دینے کا شرف کسی مسلمان کو حاصل نہیں، بلکہ یہ صرف ان کی ہی جماعت کا کارنامہ ہے، اب وہ بغور بچشم خود ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے تجویز

مردود خطابات "کم فہم" اور "مفتری وکذاب" کا مستحق ان کی جماعت سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے...؟

دوم یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود تسلیم کرنے کا ایک فطری خاصہ ہے، چنانچہ مرزا قادیانی "تریاق القلوب" ضمیمہ نمبر ۲ ص:۱۵۹ (روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۴۸۳) میں شیخ ابن عربی کی پیش گوئی پر بحث کرتے ہوئے "مسیح موعود" کی یہ خاص علامت ذکر فرماتے ہیں کہ:

> "اس کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم (بانجھ پن کی بیماری) سرایت کرے گی، یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہ ہوں گے، اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہوجائیں گے، وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام، پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔"

ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی "مسیح موعود" نہیں وہ ان کے نزدیک تو اس پیش گوئی کا ابھی وقت نہیں آیا، لیکن جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو "مسیح موعود" تسلیم کرتے ہیں انہیں "مسیح موعود" کی یہ خاصیت بھی تسلیم کرنا ہوگی، گویا ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء منگل کے دن) کے بعد جتنے لوگ اس دنیا میں پیدا ہوئے ہیں، وہ سب حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہ ہیں، اور حقیقی انسانیت سے قطعاً عاری۔ چوہدری صاحب اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو "مسیح موعود" اور صادق و راستباز آدمی سمجھتے ہیں تو انہیں کم از کم جماعت احمدیہ کے ان افراد کے بارے میں، جو بدقسمتی سے مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں، مرزا قادیانی کا یہ ارشاد تسلیم کرنا چاہئے۔ کیا عالمی عدالت انصاف کے سابق جج اس پر اپنا "متفقہ فیصلہ" صادر فرمائیں گے...؟

طارق محمود نے ایک بات یہ بتائی کہ مرزا غلام احمد قادیانی مختاری کے امتحان میں

فیل ہوگئے تھے، چوہدری صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کبھی پلیڈری کا امتحان نہیں دیا، اس لئے ایسے امتحان میں پاس یا فیل ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔“

چوہدری صاحب کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی سوانح نگار نے اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی پلیڈری کا امتحان دینے کی کوشش کی ہو، البتہ انہوں نے مختاری کا امتحان دیا تھا، جس میں ان کے رفیق لالہ بھیم سین بٹالوی کامیاب ہوگئے، مگر مرزا غلام احمد قادیانی ناکام رہے۔ یہ دونوں صاحب ان دنوں گردشِ زمانہ کی وجہ سے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے، لالہ بھیم سین کو تیس روپے اور مرزا صاحب کو غالباً پندرہ روپے تنخواہ ملتی تھی۔ سیالکوٹ کچہری میں مرزا غلام احمد قادیانی سات سال ملازم رہے، یہاں ترقی کے مواقع نہ پاکر انہوں نے مختاری کا امتحان دینے کی تیاری کی تاکہ معقول آمدنی ہو، مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے اپنی کتاب ”رئیس قادیان“ میں ان واقعات کی دلچسپ تفصیل لکھی ہے، اس میں ”سیرۃ المہدی“ (ج:۱ ص:۱۵۱) کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ ”اس امتحان میں لالہ بھیم سین کے سوا سب ناکام ہوں گے۔“

گویا مختاری کے امتحان میں کامیابی تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نصیب نہ ہوئی، البتہ اس ناکامی کے نتیجے میں ایک عدد ”الہام“ انہیں ضرور وصول ہوگیا، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے جسم کی یہ خاص ادا لائق احتجاج ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہمیشہ بعد از وقت ”الہام“ کرنے کا عادی تھا، چنانچہ اس موقع پر بھی اس نے یہی کیا، حالانکہ اگر وہ انہیں بروقت مطلع کردیتا تو یقیناً مرزا غلام احمد قادیانی امتحان گاہ میں قدم نہ رکھتے اور رسوائی کا ٹیکہ ”مختاری میں فیل“ کی تہمت سے ان کا دامنِ حیات آلودہ نہ ہوتا۔ ایسے ہی موقعوں پر کہا جاتا ہے: ”مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلۂ خود باید زد“ (یعنی جو مکا کہ جنگ کے بعد یاد آئے اسے اپنے منہ پر مارنا چاہئے)۔

چوہدری صاحب نے یہ منافقانہ توجیہ کردی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پلیڈر

مسلمانوں کو اس کے "غیرمسلم اقلیت" قرار دینے پر مجبور کیا۔ کبھی مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے اقویٰ، اکمل اور اشد کہا گیا۔

(خطبہ الہامیہ ص:۱۸۰)

کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی روحانیت کو ناقص، اور مرزا قادیانی کے زمانے کی روحانیت کو کامل کہا گیا۔

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۱)

کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرزا غلام احمد قادیانی کی "فتح مبین" کو بڑی اور زیادہ ظاہر کیا گیا۔ (خطبہ الہامیہ ص:۱۹۳، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۱۹۳)

کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو صرف تائیدات اور دفع بلیات کا، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے کو برکات کا زمانہ ٹھہرایا گیا۔ (تبلیغ رسالت ج:۵ ص:۴۲)

کبھی یہ بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حقائق کا پورا انکشاف نہیں ہوا تھا، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ہوا۔ (ازالہ ص:۶۹۱، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۷۳)

کبھی یہ سمجھایا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا۔ (ریویو مئی ۱۹۲۹ء)

کبھی صاف اعلان کردیا گیا:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار "بدر" جلد نمبر ۲ نمبر ۴۳ ص:۱۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

اور کبھی اس سے بڑھ کر یہ گستاخی کی گئی کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے کرام کی مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرادی گئی۔ ("الفضل" ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء، ۱۴ ستمبر ۱۹۱۵ء، ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء، پیغام صلح لاہور ۷ جون ۱۹۲۳ء)

دراصل ان ساری گستاخانہ تصنیفوں کی جڑ بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیم اور بالخصوص ان کا دعوائے ظلی نبوت ہے جس کی تشریح یہ کی گئی ہے:

”خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے، یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی اور مغایرت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ یعنی لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہیں (یعنی عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کا بروز۔ ناقل)۔“

(”الفضل“ ۱۶؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

”گزشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶؍ستمبر میں میں نے بفضلِ الٰہی اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود باعتبار نام، کام و آمد، مقام مرتبے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وجود ہیں۔“ (”الفضل“ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

یہی گستاخانہ تاثر چوہدری صاحب ”مطلق ان پڑھ“ اور ”معمولی پڑھے لکھے“ کے مقابل سے دے رہے ہیں۔

جہاں تک ان کی اس منطق کا تعلق ہے کہ ”پرائمری فیل“ بھی نبی بن سکتا ہے، اس بارے میں بس یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ ان کی چشمِ تصور منصبِ نبوت کی بلندیوں کو چھونے سے قاصر ہے، اور وہ اس میں واقعتاً معذور بھی ہیں، کیونکہ بدقسمتی سے ان کے لئے نبوت کا بلند ترین معیار لے دے کر مرزا غلام احمد ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ نبی بس اسی طرح کے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی بے مثل ”ذہانت وفطانت“ کے سبب دنیا کے معمولی امتحان میں بھی فیل ہوجائیں، جن کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم ہو کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی غلط نقل کیا کریں اور خود اپنی وحی کے سمجھنے اور یاد رکھنے سے بھی معذور ہوں، جو اپنے امتیوں سے یہ مسئلہ پوچھتے پھریں کہ میں نماز میں فلاں چیز ادا نہیں کرسکا، میری نماز ہوگئی یا نہیں؟ (قادیانی مذہب طبع پنجم ص:۷۰۰)

جو بارہ برس تک یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ خدا نے اسے مسیح موعود بنادیا ہے، اور جو منصبِ نبوّت پر فائز ہونے کے بعد بائیس برس تک یہ نہ سمجھ سکیں کہ نبوّت کہتے کس چیز کو ہیں اور اس کا مفہوم کیا ہوتا ہے...؟

ظاہر ہے کہ جن حضرات کے سامنے نبوّت کا یہ معیار ہو وہ چوہدری صاحب کی منطق سے آگے کیا سوچ سکتے ہیں؟ تاہم چوہدری صاحب کی خدمت میں دو گزارشیں کروں گا، ایک یہ کہ نبی "اَن پڑھ" ضرور ہوتے ہیں، مگر غبی اور کند ذہن نہیں ہوتے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے بلند و بالا منصب کی وجہ سے دُنیا کے گھٹیا اور سفلی علوم کی طرف التفات نہ فرمائیں، لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ جس علم کی طرف توجہ فرمائیں، وہ ان کے سامنے پانی نہ ہوجائے، اور اس میں پوری تیاری کے بعد بھی "فیل" ہوجائیں۔

نبی صرف جاہلوں، بدوؤں اور کند و ناتراش قسم کے لوگوں کا نبی نہیں ہوتا، بلکہ اس کے سامنے دُنیا بھر کے افلاطون وارسطو، قانون داں، سائنس داں اور دیگر علوم و فنون کے ماہرین بھی طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دُنیا کا کوئی شخص اپنے فن میں انبیائے کرام علیہم السلام پر فوقیت نہیں رکھتا، یہی وجہ ہے کہ وہ دُنیا کے کسی آدمی کی شاگردی نہیں کرتے، نہ کسی کالج یا یونیورسٹی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے ہیں، ورنہ آج جو اُستاد اسکول میں کسی طالب علم کے کان پکڑواتا ہے، کل وہ طالب علم اس اُستاد کے سامنے دعوائے نبوّت لے کر کیسے جاسکتا ہے؟ خلاصہ یہ کہ انبیائے کرام علیہم السلام دُنیا کے علوم کی طرف توجہ نہیں فرمایا کرتے، بلکہ "انتم اعلم بامور دنیاکم" کہہ کر آگے گزر جاتے ہیں، لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ ان معمولی علوم کے سمجھنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں، اور پوری تیاری کرنے کے بعد بھی... معاذ اللہ... ناکامی ان کے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے۔ ذرا تصوّر کیجئے کہ ایک لالہ اور ایک نبی دونوں امتحان گاہ میں قدم رکھتے ہیں، لالہ کامیاب اور "نبی" فیل ہوجاتا ہے، کیا یہ نبی صاحب "دعوائے نبوّت" لے کر لالہ جی کے سامنے جاسکتے ہیں؟ اور اگر جائیں تو کیا لالہ جی یہ نہیں فرمائیں گے کہ برخوردار تم میں معمولی امتحان پاس کرنے کی تو صلاحیت نہیں، وہ کون عقل مند ہے جس نے تمہیں نبی بنادیا ہے...؟

چوہدری صاحب اور ان کے ہم جماعتوں کی مشکل یہ ہے کہ نبوت کی عبائے زریں مرزا قادیانی کی قامت پر راست نہیں آتی، کہاں وہ عالی شان ہستیاں جن کے آگے انسانی کمالات کی ساری رفعتیں پست رہ جاتی ہیں، کہاں مرزا غلام احمد قادیانی؟ جو اپنے زمانے کے معمولی افراد کے ساتھ بھی کندھا ملا کر نہیں چل سکتے، علم و فضل کا یہ عالم کہ ایک معمولی سے دیسی پادری کے ساتھ پندرہ دن تک پنجہ آزمائی کے باوجود اسے چپ کرنے میں ناکام رہتے ہیں، اب چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت نبوت کی بلند و بالا سطح تک نہیں پہنچ سکتی، تو اس کا حل یہ تلاش کیا جاتا ہے کہ خود نبوت ہی کو گھسیٹ کر نیچے کھینچ لایا جائے۔

دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ "اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ" کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایرے غیرے کو جب چاہے نبی بنا دیتا ہے، بلکہ اس کے بالکل برعکس آیت کریمہ کا منشا یہ ہے کہ نبوت ہر کس و ناکس کو نہیں دی جاتی (جو عام انسانوں کی سطح سے بھی فروتر ہوں) نبوت ایک اعلیٰ و ارفع منصب ہے اور خدا ہی جانتا ہے کہ اس منصب کی اہلیت کون رکھتا ہے کون نہیں؟

مجھے مرزا غلام احمد سے لے کر چوہدری محمد ظفر اللہ خان تک ان کی جماعت کے تمام اکابر سے یہ سخت شکایت ہے کہ وہ اپنے حرفِ غلط کے لئے قرآن کریم پر مشقِ ستم روا رکھتے ہیں، انہیں اس کا قطعاً احساس نہیں کہ قرآن کریم پر یہ ظلم کتنا سنگین ہے، کاش! انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کچھ خیال ہوتا: "من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار" یعنی جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کوئی بات کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہئے۔

اب دیکھئے قرآن تو یہ کہتا ہے کہ نبوت ہر کس و ناکس کو نہیں ملتی، لیکن چوہدری صاحب اس سے یہ کہلواتے ہیں کہ نبوت ہر پھسڈی اور "پرلے درجہ کے نیل" کو بھی عطا کر دی جاتی ہے۔ نبوت بلاشبہ عطیہ ربانی ہے لیکن حق تعالیٰ اس کے لئے انسانیت کے ان بلند ترین افراد کو چنتا ہے، جو تمام انسانی اوصاف و کمالات میں دنیا بھر کے انسانوں سے اعلیٰ و ارفع ہوں۔

مراق، دورہ ہسٹریا اور اعصابی امراض سے کسی مریض کو اس کے لئے منتخب نہیں کیا جاتا، جس میں انقلابی تعلّی اور کاغذی گھوڑے دوڑانے کے سوا دنیا کا کوئی علمی و عملی کمال نہ ہو۔ تعجب ہے کہ یہ موٹی سی بات بھی چوہدری صاحب نہیں سمجھ پائے تو کرسیٔ عدالت پر بیٹھ کر حق و باطل اور سچ اور جھوٹ کے درمیان امتیاز کیسے کرتے ہوں گے؟ پھر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو نبوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، خواہ کوئی آسمان کے تارے توڑ لانے کا مدعی ہو۔ فقہ اکبر کے شارح حضرت شیخ علی القاریؒ کے بقول: "دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع"۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔"... چوہدری صاحب کی اور باتیں بھی لائق توجہ تھیں، مگر افسوس کہ مضمون اندازے سے زیادہ طویل ہوگیا، اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ضمیمہ

میرا یہ مضمون اخبار "جنگ" لندن کی تین اشاعتوں (۸/نومبر، ۱۰/نومبر، ۱۵/دسمبر ۱۹۷۹ء) میں شائع ہوا تھا۔ فروری کے اواخر میں ماہنامہ "اخبارِ احمدیہ" لندن دسمبر ۱۹۷۸ء اور جنوری ۱۹۷۹ء کا شمارہ ایک قادیانی دوست نے مجھے بھیجا، جس میں میرے مضمون کی پہلی قسط کا جواب جناب چوہدری صاحب کی جانب سے شائع ہوا۔ اس جوابی مضمون میں بھی جناب چوہدری صاحب نے میرے صرف ایک فقرے پر توجہ مبذول فرمائی ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں:

> "میری غرض اس وقت ایک ایسے امر کی طرف توجہ دلانا ہے جس کے متعلق مولانا کو شدید غلط فہمی ہوئی ہے، انہوں نے اپنے مضمون کے دوران حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ایک سے زیادہ دفعہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیائے کرام، صحابہ عظام اور اکابرِ اُمت کے متعلق نہایت ناواجب الفاظ استعمال کئے ہیں۔
>
> میں پورے وثوق کے ساتھ مولانا کی خدمت میں اور ناظرین کرام کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ہرگز ہرگز کسی نبی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی اور مسلمہ اکابرِ اُمت کے بارے میں کوئی بیا کلمہ استعمال نہیں کیا جو ان بزرگوں کی شان کے منافی ہو۔"

چوہدری صاحب نے پورے وثوق کے ساتھ جو بات ارشاد فرمائی ہے، مجھے

افسوس ہے کہ وہ واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ اگر چوہدری صاحب نے میرے مضمون کی تینوں قسطوں کا بغور مطالعہ فرمایا ہوتا تو مجھے توقع تھی کہ وہ اپنے اس ارشاد پر نظرِ ثانی کی خود ضرورت محسوس کرتے۔ تاہم میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ تمام ناواجب الفاظ جو انہوں نے انبیائے کرام، صحابہ عظام اور علمائے امت کے حق میں استعمال فرمائے ہیں، نقل کر کے اس رسالے کو زیادہ بھاری نہیں کرنا چاہتا، البتہ چوہدری صاحب کی توجہ ایک ضروری امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

میں نے جناب مرزا صاحب کے حوالے نقل کر کے کہا تھا کہ:

"جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ ارشادات مسیلمہ کذاب یا اس کی جماعت کے بارے میں نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کے ایک مقدس رسول سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہیں"

چوہدری صاحب میرے اس فقرے کو دعاوی باطل، ایک صریح اتہام اور ظلم قرار دیتے ہیں، اور اس پر وہ دو دلائل پیش کرتے ہیں، ایک یہ کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی تو خود "مثیلِ مسیح" ہونے کے مدعی ہیں، وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں گستاخی کیسے کر سکتے تھے؟ اور دوسری دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے، لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی جس شخصیت کو نبی جانتے ہوں اور اس کی عظمت و بزرگی کو تسلیم کرتے ہوں، اسی کی توہین کرنے لگیں؟ اس کے بعد چوہدری صاحب نے یہ مفروضہ قائم کیا ہے کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے جنہیں گالیاں دی ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ ایک "فرضی مسیح" کو دی ہیں، اور وہ بھی بہت ہی مجبوری کی حالت میں۔

مجھے افسوس ہے کہ چوہدری صاحب کی عزت و احترام کے باوجود میں ان کے اس مفروضے کو قطعاً غلط سمجھنے پر مجبور ہوں، اور مجھے توقع نہیں کہ موصوف کا ضمیر اس غلط مفروضے پر خود بھی مطمئن ہوگا، اگر چوہدری صاحب نے میرے مضمون کی دوسری قسط میں ان افتراپردازیوں کی فہرست ملاحظہ فرمائی ہوتی جو مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے بارے میں کی ہیں، تو چوہدری "فرضی مسیح" کا خود ساختہ فلسفہ ختم کرکے مرزا غلام احمد قادیانی کے وکیلِ صفائی کا کردار ادا نہ کرتے، بلکہ وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے کہ واقعی یہ باتیں مرزا غلام احمد قادیانی نے "حقیقی مسیح" کے بارے میں کہی ہیں، نہ کہ کسی "فرضی مسیح" کے حق میں۔

میں یہاں چوہدری صاحب کی مزید توجہ کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی صرف ایک عبارت کا حوالہ دوبارہ پیش کرتا ہوں، مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"...... لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام "حصور" رکھا، مگر مسیح کا نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

(دافع البلاء ٹائٹل قدیم آخری صفحہ طبع جدید ص:۲۰)

میں نے یہاں بقدرِ ضرورت عبارت نقل کی ہے، چوہدری صاحب خود "دافع البلاء" کھول کر ذرا دور تک اس کا سیاق و سباق اچھی طرح ملاحظہ فرمائیں، اس عبارت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ:

۱:... مرزا غلام احمد قادیانی اس عبارت میں جس مسیح کا تذکرہ فرما رہے ہیں وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں نہ کہ کوئی "فرضی مسیح"۔

۲:... مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت مسیح علیہ السلام کے مقابلے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ایک فضیلت و بزرگی بیان فرما رہے ہیں۔

۳:... اور وہ بزرگی یہ ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نہ تو شراب پیتے تھے اور نہ عورتوں سے

’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘
کا تعارف اور خدمات

قادیانیت صیہونیت عالم اسلام کے لئے ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر کے کفر و ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور قادیانی اُمت کی بنیاد ڈالی جس کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

اسلام سے غداری اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مسلمہ کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر ایک ہندی مرکز (قادیان) پر جمع کرنا، اسلام دشمن طاقتوں کے لئے جاسوسی کرنا۔

اہل اسلام کے درمیان افتراق و انتشار پیدا کرنا، مسئلہ جہاد کو جو کہ اسلام کی رُوح ہے، اس کو منسوخ کرنا۔

چنانچہ آج قادیانیت اُمت مسلمہ کے لئے ایک زبردست چیلنج بن چکی ہے، اسرائیل میں ان کے مراکز قائم ہیں، قادیانی جس ملک میں بھی ہیں وہ اسلام دشمن اور استعماری طاقتوں کے ایجنٹ ہیں۔ اور اسلامی ممالک کے خلاف سازشیں کرنا ان کا اہم ترین ہدف ہے۔

پاک و ہند کے علمائے حق، جو قادیانیت کے مالہ وماعلیہ سے پورے واقف ہیں، شدت سے قادیانیت کی تردید میں سرگرم رہے۔ ۱۹۵۲ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قادیانیت کے تردو تعاقب کے لئے ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے نام سے ایک مستقل غیر سیاسی تنظیم کی بنیاد ڈالی، جس کا مرکزی دفتر ملتان پاکستان میں ہے۔ اور

جس کے چالیس سے زیادہ دفاتر پاکستان اور دیگر ممالک میں کام کر رہے ہیں، اور قادیانیت کے ماہر تربیت یافتہ مبلغین کی ایک بڑی جماعت ان مراکز میں متعین ہے۔ اس تنظیم کے تحت تو دینی مدارس اور دس مساجد قائم ہیں۔ جن کے جملہ مصارف جماعت کے ذمے ہیں۔ یہ دینی مدارس ومساجد ایسے مقامات پر قائم کئے گئے ہیں جہاں قادیانیوں کا نسبتاً زور کچھ زیادہ ہے۔

مجلس کی خدمات:

قیام پاکستان کے بعد بھی سرکاری سطح پر قادیانیوں کو مسلمان تصور کیا جاتا تھا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دلوانے کے لئے ۱۹۵۳ء میں ایک عظیم الشان تحریک چلائی جس میں یہ بنیادی تین مطالبات پیش کئے گئے:

۱- قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا جائے۔

۲- ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

۳- تمام کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

لیکن اس وقت کے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان مرتد کے اشاروں پر اس وقت کی حکومت نے اس مقدس تحریک کو کچلنے کا فیصلہ کیا، اور دس ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔

حتیٰ ۱۹۷۴ء میں عالم اسلام کی عظیم شخصیت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں دوسری مرتبہ تحریک چلی، جس کے نتیجے میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے غیرمسلم ہونے کا آئینی دستوری فیصلہ دیا۔

۱۹۸۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ امیر حضرت مولانا خان محمد مدظلہ کی قیادت میں تیسری مرتبہ تحریک چلی۔ یہ تحریک مسلسل ایک سال جاری رہی۔ بالآخر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا، جس کے ذریعے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے، اذان دینے، اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کہنے،

اور اسلامی شعائر کے استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ نیز ان کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگادی۔

ربوہ میں:

"ربوہ" پاکستان میں قادیانیوں کا مرکز ہے۔ یہ شہر قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے بسایا۔ ۱۹۷۴ء تک یہ شہر ایک قادیانی اسٹیٹ کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں صرف قادیانیوں کی حکومت تھی، اور حکومت پاکستان کا قانون یہاں معطل ہوکر رہ گیا تھا۔ کسی مسلمان کو بلا اجازت اس شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک کے نتیجے میں اسے کھلا شہر قرار دیا گیا، اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے یہاں دو مراکز اور مساجد ہیں قائم ہیں، جن کی برکت سے کئی قادیانی خاندانوں نے قبول اسلام کا شرف حاصل کیا۔

لٹریچر کی اشاعت:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے رد قادیانیت کے موضوع پر عربی، اردو، انگریزی میں دوسو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں اور پمفلٹ شائع کئے ہیں، جن میں بعض کی اشاعت لاکھوں سے متجاوز ہے۔ اور یہ تمام لٹریچر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان کتابوں کے علاوہ مجلس کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ اخبار جاری ہیں۔ "ہفت روزہ ختم نبوت کراچی" اور "ہفت روزہ لولاک فیصل آباد" یہ اخبار بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ (اور اب ہفت روزہ لولاک کی بجائے "ماہنامہ لولاک" ملتان سے شائع ہوتا ہے)۔

لائبریری:

قادیانیت کی تردید کے لئے سب سے اہم ضرورت قادیانی کتابوں کا حصول ہے۔ جن سے قادیانیوں کے اصل عقائد وعزائم معلوم کئے جاسکتے ہیں، اور مناظروں اور مباحثوں میں جن کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن قادیانی کتابوں کا حصول اس لئے مشکل ہے کہ اب اکثر قادیانی کتابیں نایاب ہیں۔ مجلس کے مرکزی دفتر میں ایک عظیم الشان

لائبریری ہے جس میں اسلامی کتابوں کے علاوہ، قادیانیوں کی کتابوں، رسالوں اور اخباروں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ ہے۔

دارالمبلغین:

مجلس کے مرکزی دفتر ملتان میں ایک دارالمبلغین قائم ہے، جس میں ذہین اور مستعد نوجوان علماء کو رد قادیانیت کے موضوع پر مکمل تربیت دی جاتی ہے، اور قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرایا جاتا ہے، اس شعبے میں داخلہ لینے والے نوجوان علماء کو معقول وظائف دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف دینی مدارس میں رد قادیانیت پر "کورس" ہوتے ہیں، جن میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ کے سربراہ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر طلبہ کو قادیانیت پر درس دیتے ہیں۔

مقدمات کی پیروی:

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان بعض اوقات تنازعات و مقدمات کی نوبت آتی ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مظلوم مسلمانوں کی طرف سے اس قسم کے مقدمات کی پیروی کرتی ہے، اور ان کے مصارف برداشت کرتی ہے، اس نوعیت کے متعدد مقدمے اب بھی پاکستانی عدالتوں میں چل رہے ہیں، اس وقت صرف صوبہ سندھ پاکستان میں ۲۹ مقدمات زیر سماعت ہیں۔

جنوبی افریقہ میں قادیانیوں کی طرف سے وہاں کے مسلمانوں کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا، اس سلسلے میں دو مرتبہ عالمی مجلس نے اپنے نمائندے وفود بھیجے۔

بیرونی ممالک میں:

عالمی سطح پر امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے "مجلس تحفظ ختم نبوت" وقتاً فوقتاً اپنے وفود بھیجتی ہے، سب سے پہلے مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر نے جزائر فجی، جرمنی، برطانیہ اور بھارت کے دورے کئے۔ برطانیہ کے دورے میں مولانا

لندن شہر کے وسط اسٹاک ویل علاقے میں ایک بڑی بلڈنگ تین لاکھ پچاس ہزار پونڈ میں خرید کر دفتر ختم نبوت میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس دفتر میں جہاں ایک بڑی لائبریری قائم کی گئی ہے۔ وہاں تعلیم قرآن کے لئے مدرسہ، نماز کے لئے جگہ بھی مختص کی گئی ہے۔ ۲۷ اپریل ۱۹۸۵ء سے ہی پنج گانہ نماز، جمعہ، عیدین کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ ہر سال حفاظ قرآن تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں۔ مدرسہ میں تعلیم قرآن کا سلسلہ اسی دن سے چل رہا ہے۔ کئی طلبہ قرآن پاک مکمل کر چکے ہیں۔ لندن اور برطانیہ کے دوسرے تمام شہروں میں مبلغین دورہ کرتے رہتے ہیں۔ یورپ کے تمام ممالک اور امریکا اور آسٹریلیا تک اسی مرکز سے تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر ارسال کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ اس وقت مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو قادیانی فتنے کی خطرناکی سے یہی مرکز آگاہ کر رہا ہے۔